جہگڑا کرشن جیکا گوجری سی



در مطبع جگد نا پرکاش واقع شہر میرٹھ محلہ موری پاڑہ
باہتمام منشی بھگوان سہاتی زیور طبع پوشید

سری گیتا ہے نمبر

پرسجات ہیچن لے چلی سندر دمی اگن گوجری | نازک بدن سو سہاسدن گج پا عروس خاوری
قامت ہی سہی سرو چمن رخ غیرت گل یاسمن | یا شعلہ حسن زمن رشک بتان آذری
بنی لٹ ہی سر پر عجب گویا قیامت کی ہی شب | یا کالی ناگن پر غضب دن رات ہی مچھٹیڑی
کالو نمین کنڈل جلوہ گر چمکیں جبین جون شمس و قمر | لبی آب ہے لعل و گہر غیاب زہرہ و مشتری
ماتھی پہ بیج بیند ادیا خورشید و مہ کو رد کیا | ایک ایک سے دہ دہ کیا دہ دہ سو دلبری
ابرو کمان ملتان سین مژگان سنان پر انسخ | انکھیان بنی بادام سین یا ہر گل نیلوفری
عارض برنگ آتشین خال سیہ از مشک چین | بینی جو گر یاسمن یا کان زر یا گوہری
لب لال شیرین چو شکر گویا دو کوزہ قند تر | بیسر کا موتی جلوہ گر جون ماہ کی جلوہ گری

داتو سمین ہسی کی چمک سے ٹوٹین سبز جی کی ملسا
کرلی ہی شب با ہم شغق از دہن ہی بازیگری

دہنش چو غنچہ تنگ تر یا میم ملفوظی بکر
دندان او شکِ گہر یا غیرت دُرِ دری

دردہن چون سوسن زبان یا تیغ سندی دُر میان
یا تیغ خنجر اصفہان گوشن زبان طوطی سی

کیا خوشنما چاہ ذقن گردن صفا شاخ سمن
بازو یہ سوہی نو تن گل پیچ سوہے دو لڑی

پستان انار تازہ جان نارنگی یا نرغ جنان
یا ھین سبزی بھل لیے گمان یا گوی سیمن فری

کنگن بسا عجا بلو کر چوری طلائی زیب تن
ہالو سمین مہدی خوب تر انگشت مین انگشتری

چون تختہ قاقم شکم یا تودہ حلوا نرم
یا مخزن دُرِ درم یا مخمل دیبا ودی

گرداب چشمہ کوثری یا مسکن نیلوفری
یا رخنہ قیصر ذری لسن ناف کی زیباتری

چون کوہ سیمین ھمین پرین یا کوہ زرین بالقین
یا کوہ سے گاو زرین یا بید دانہ دلبری

راز نہانی راگو انجای ایرگز مجو
یہ ہے مقام گو مگو بس کن میں گیرا وری

شاخش و شاخ سیم گون یا سنگ مرمر کے ستون
یا انہ کندن کے منو یا عاج کے کھما جڑی

پانون مہاور سو ہنی نیور کا دہن من موہنی
بچن چلی او نہہ سو رہی دو ہاٹ کی ہر یہ دری

ساری سرس لنگا نیاز لقبت کی انگیا بنی
قاقم کتان لاکی تنی اوڑھی عجایب جوہری

زرین کناری جگمگی سنجاف دامن کی لگی
ہی برق گرد او سکی جھلی یا کہکشان ہالو تری

شبنم کی چادر اوڑھ یون سامنے سری تا پا لون لنا
فانوس مین ہی شمع جون یا قند شیشہ مین بھری

سے لی غلط گفتم مین ایہ لنگا منہا نا ذرر ولسلے
سیارنی سندر لیجنے کمخواب کی انگیا تری

بن ٹھن کے جب وہ ناریں سوبھا سدن کی بہانے
چنچل نین گج گاونی متہرا کی اوٹھہ ہاٹ دہری
تت کال موہن آنکہ مرلی دہری ادہر انپر
سر پر اچی موپر انچل پکڑ ٹہاڑی کہری

کہنا سہری کا کرشن جیکا گوجری سے

پھر پھر بجاوین بانسری بھو بدہ جہاوین گوجری
ہنس ہنس کہیں کر جوڑ کر دیوان میر و سندری

کہنا گوجریکا سہری کرشن جیسی

تمہی الوکہی دانیان پر گہٹ بھی سرج آنکرا
در راج کہنا آنکہ بتان کرو تم ناڈہری
کہانکے ٹبری تم دانیان بیہر ریت مت بادہو نئی
ہم ہیں اک مٹکی دہی پیا لگا ناوامٹری

کہنا کرشن جیکا گوجری سے

تیری عجب گفتار ہی پیٹہ لگے کی یار ہے
ہمکو نہیں درکار ہے چاکہن دہی دیجی دری
نت بیچ جاتی ہو للی لیکر دہی گوکل گلی
ہائین تمہین کہاتن بھلی جانے ندوں دائی بری
منیا نچاون مت کرو انگشت مٹکادن تجو
رہی ہو کوئے شہر میں آئی انوکہی گوجری

کہنا گوجریکا کرشن جیسی

جو کنس سن لے ہی بہلا بہا نہ بچیو اسے للا
کہتی ہوں تمسے برملا سب بہول جیو جاپری
ناحق تلو ہر تلے بلا چلنے کہوں تمسی بھلا
ہرگز نہ بچیو ای للا دیتے بچہو ہی کا مری
گہر بار کا تجکو نڈر پاتیں بڑی تہوڑی عمر
جسمیں نہ کچہ خوف و خطر سب کرے ڈر آوری

کنسا کے ڈر سب جگ سے شرپ سدا کا دیا کر   ہی کو جو اوتا ہے لڑی بہر ہمانیشو مری
دودہ کے لئے گہر گہر پہرو بن ان بن پانی مرو   جسو دہاکے نت پاپڑ و چہیئے بتیان کر دراجن گری
جو کنس تیرو وبہ دہرے سب فوج لیکر دوڑے چہرے   ڈاسے نہ کچھہ ایکو ہرے بن ہمر مین ہاروگو جری

کہنا کرشن جیکا گو جریسی

گواوین چراؤن پہر کچہری بجاؤن ٹیر کسے   ماروں ڈگر مین گہر کے لشکر و حب ضا لشکری
مہترا کا راجا کنس ہے سب جگ ہمارا بس ہے   دہن مہاگ تیرو شبس ہے جنکی ہو تم دہمن گوجری
اتنا سنا جب گوجری آتش غضب بہڑکی   عضہ مین تنک لوجری کیا خوب کہتے رس بہری
کاری کمریا اوڑہ کے ورکو دگر مین گہر کے   سب کام تیرے چور کے بربٹ دہر و بتیان مری
نت باٹ روکت آکے ملکت دہی مسکا کیے   کنہان چراؤ جاکے بن بیچ و موری ہو تمرے
دنرات بن بن مین پہرو گوان کی کہاری کرو   بن ان بن پانی مرو کاندہی پہ کاری کا مری

کہنا کرشن جیکا گوجریسی

گوری ہو تم گورا بدن جیسے چاند سورج کی کرن   گوتن کلا وار و بدن زیبا شمایل خوش تری
جو تم ہمین راضی کرو دودہ بیچ جلدی گہر پہرو   خوش ہو کے کر کہر کہو ابتو ہمارے بس پڑی
گر تو پلی نار ہو مغرور جوبن بار ہو   باتین بہت ہوشیار ہو جانو بہت جادو گری
بہوین دو دھن کر جو کر ترچہی نگہ مکہہ موڑکر   لب چاب داتن شور کر گویا ہی ناگن بس بہرے

سنگ سکھیاں تھہ کی آگے گئیں وہ میچ وے خوش بہین
وہ بیچھا ہوہ کاج ہے اک پل ہوئی سکھا ہے
جالی سبہی بہہ پونچہیں اُت دیکھیان لاگے تہر
تب سانورد رس نے رسک بالو نسے کر منگی محک

تجہہ بہند میں ہم ہنس رہیں کیسی یہی گت ہے مری
شوہر مرد گھر آج ہے گیسی ہووے نوبت مری
پھر کیا بہانہ لیو تمین گھر سا ہمیں ہے وارن مری
ناقص ہے یا خالص کنک دیکھون کر نے زرگری

کہنا ہری کیسن جیگا کو جبر لیسی

برج کی جیتر تم نار ہو ہمسی بہت بیزار ہو
گھر سے اکیلی کیو چلی سنگ تہنا ایکو ئی

جانا تمہیں در کار ہو چاکہیں ویچی زری
شوہر تر و کیسو للی گھر سی تمہیں باہر کری

کہنا گو جبر لگا کر شن جیسی

شوہر ہمار و گھر رہو گنیان چراون بن گئو
تب اوٹھہ چلی ہیجن دہی مہراہ تم میان کہہ یا

پیر بہات موہن کہہ گیو ہبر خراہی رینک بہری
تا وہ دہ بکو نا لگہ گی ہبر بٹ ہمیں سوا کری

کہنا کرشن جیگا کو جبر لیسی

مین سانور و نند نند ہون گوپال نو خند ہون
تجہہ حسن سی بیتاب ہون برج اُت لے جواب شہد
بہی کہان کیانام ہے کس گوال کی تو بام ہی

ورعشق تو دلبند ہون تو سنجرہے گو جری
اشفتہ جون سیماب ہون جب تے نظر تیری پڑی
خود مطلبی خود کام ہی ہرگز نہ جالے جاتری

کہنا گو جبر لگا کر جیسی

گھر بار میر ودو ربی برسانوری کی اُوری   چندراولی چت جو ہی چیری کہاؤن اوری
بیان مرہی چھور ولّلاد وہ پیچ ہر جاون نہلا   کبہون نہ آؤن گوکلا دوہ پیچہی یا گانوری
چا کہین دیہی دی موہنی ابہی بہی تو موسنی   مسکای بولی گوالنی کر آج جو مرضی تری
تم پریم کی بہاسی ہون تیری سدا دہی ہمن   اس برج کی باسی ہونین تیری سدا سب آدہکری
تب شام جی گو بس چلہا خوش ہو کر کے رکہا   دودہ وان مارگ میں لگا موہن بحالی بالسری
تب گاجری بر گیت بہی دیکہہ کے موہن ہتی   چندراولی رخصت بہی ہونت سہاسی بنی گہری
جہگڑا اسنا گوپال کا فیصل ہوا نندلال کا   کہنا تو جہبالال کلیسا لگا ما دامڑہی
سال ہمایون دہ دو صدسی عقد ہجری درعدد   ذکر شمس شد بر من بدو گفتم کی یاد آوری
جو کوئی پہری کان سنی قصہ یہی تیر کپر من کا   دسی سخن آنند مین اور پریم باڑ ہنی ہری
موہنہ پرسدا کر پاکرو بنتی مرہی من مین ہری   دکہہ دلہہ میری ہر ہر وپورن کرو آسا کی

بخیریت انجام شد

یہہ جہگڑا جو کنہالال کا ہے   بابا یا لالہ جہبالال کا ہے
اسی چشم تمنا سے نظر کر   جہبا خوش وقت کا خوش فال ہے

در مطبع جگدنا بیر کاشی واقع شہر مدہسہ محلہ موری پارہ باہتمام
منشی بہگوالن سہای زیور طبع پوشید

قطعہ تعریف مین گوجری کی

گوجری کہ تو در حسن لطافت چو مہی
وان دیگ دہی بر سرم چون چتر شہی
از ہر دو لبت شیر و شکر میریزد
وانگہ کہ بگوی کہ دہی لیو دہی

منی شیوان کسا

بعون خلاق زمین و زمان بفضل ایزد منان

سنہ ۱۳

دہر ولیلا

ہجری

در مطبع چرن کاش دہلی باہتمام امی گر دہر لال طبع شد

سری گنیش اینمہ

ایک راجہ تہا اجودہیا مین عجب ۔ جس سے باقی تہے جہان مین فیض سب

تہا وہ راجہ تہا سبھی کچہہ اوسکے گہر ۔ کیا جواہر لعل اور کیا مال و زر

فوج تہی گہوڑے شتر تہے بیشمار ۔ لاکہون پیادے تہی ہزارون ہے سوار

دبدبہ اوسکا بڑا اس سنسار مین ۔ گہر بہ گہر اور کوچہ و بازار مین

راج مین اوسکے نتہا کوئی دکہی ۔ سبطرح راجہ کی پرجا تہی سکہی

جو اوسے دہرم و دیا ہی کام تہا ۔ اس سبب عالم مین نیکونام تہا

کچہہ کسی کو وہ ستاتا تہا نہین ۔ کچہہ کسی کو دکہہ دکہاتا تہا نہین

اوسکے سب کچہہ تہا سبھی اسباب تہا ۔ پر بدون اولاد کے بیتاب تہا

آہ جو اوسکے نہ تہا گہر کا چراغ ۔ اس سبب غم کا رہے تہا دلپہ داغ

فکر مین اولاد کے رہتا تہا وہ ۔ دل ہی دل مین اپنے یہہ کہتا تہا وہ

راج کا مالک نہو پیدا اگر ۔ آویگا کس کام ملک و مال و زر

یہہ ہی کہتا ہوتی تہی جب بیکلی ۔ راج سے مجہکو فقیری ہے بہلی

اوسکو کل پڑتی نہ تہی دن اور رات ۔ نام اوس راجہ کا تہا اودیانات

آہ جو بیٹا تو میرے ہے نہین ۔ بس فقیر ہو جایئے اب تو کہین

اوسکی رانی تہی مہارانی کہین ۔ محل مین اوسکی نہ تہا ثانی کہین

نام سے شیرام کے رکہتی تہی ہیت ۔ نام اوس رانی کا کہتی تہی سویت

اس طرح جب بہت سا اوس نے کہا
وہ نئی رانی جو تہی بیاہی ہوئی
پیچہے اس ڈولی سے اوتر گئی مین ایہ
اسمین دونو کا گذارا ہے نہین
جاکے راجہ نے یہہ رانی سی کہا
کیا کرون اس بات کا بتلا علاج
خیر رانی نے کہا کچہہ ڈر نہین
دل ہی دلمین پر بہت بیکل ہوئی
اوس اکیلی گہر نہ آئے کوئی پاس
دوسری اوسکو اوداسی کیون نہو
کیا کرے لاچار وہ لاچار تہی
زندگی آخر نہ جانی یون بہلی
آگئے اوسکے آگہر سے آتی مین ہر
ہرنے پوچہا کون ہے کیدہر چلی
تہا جو کچہہ اوسنے کہا احوال سب
ہرنے رانی سے کہا چل گہر کو جا
اب سنجہائی سے جاکر بیٹہ گہر

دوسرا ہی بیاہ راجہ نے کیا
پس وہ آئی آتی ہی کہنے لگی
کاڈہ دو گے محل سے رانی کو تب
اور گہر رہنے کو تبلا دو کہین
تجہہ سے کہتا تہا جو مین سو ہی ہوا
تجہکو کاڈہا اوتے ہی اوسنے آج
اور رہنے کو مجہے کیا گہر نہین
جاکے باہر محل مین داخل ہوئی
اسلئے رہنی لگی ہر دم اوداس
ایک سے اسیر دین اوسے ہر روز جو
زندگی سے اپنے وہ بیزار تہی
ڈوبنے گہر سے نکل باہر چلی
بہیس اپنا سب فقیری کا ہی کر
مجہکو تو تبلا دے اب جیدہر چلی
اپنی جیکا کہو دیا جنجال سب
ڈوبنے ایدہر نہ جا اودہر کو جا
فکر اپنے دل مین ہرگز کچہہ نہ کر

دل مین جو آیا سو ہی کرتے رہے
دوسری رانی سے بہ دو رات دن
آخرش لائی خوشی سے رات سب
جب کئی نو دس مہینے

جا پڑا وسواس دل مین جا پڑا | سوچ غم اور فکر دلمین آ پڑا

ایک شب وہ سوچ سا کرتی ہوئی | بس اسی وسواس مین وہ سو گئی

خواب مین رانی سے یہہ ہرنے کہا | رہ پچھتای مین مت کچھہ فکر کہا

سوچ اور وسواس دل سے دور کر | جو کہون مین تجھسی سو منظور کر

جو گئے دن کاٹ اب تو برس چار | پانچوین مین دیکھہ کیا ہوگی بہار

ہو چکین جسوقت باتین یہانتلک | کھل گئین رانی کی آنکھین یک بیک

تہا جو کچھہ وسواس سو جاتا رہا | چین سکھہ آرام سب آتا رہا

کئی دن پیچھے دہرو کے دوسرا | دوسری رانی کے بھی لڑکا ہوا

ہو گئے بس سب کے جی خوش بیشمار | نام لڑکے کا رکہا اوتم گنوار

جب ہوی دو دو نو برس دو چار کے | ہوش مین آئے سوی ہشیار کے

لگے وہ دونو کنور کھیلا کرین | کھیل مین ہی بس سدا بہلا کرین

ایک دن راجہ کا وہ چھوٹا کنور | باپ کے بیٹھا تہا وہ گدی اوپر

تہا دہرو بہی اوسگہری موجود وان | جسگھڑی بیٹھا تہا وہ اوتم جہان

اوس دہرو نے بہی یہی چاہا تہا جب | مین بہی بیٹھون چلکے اس گدی پہ اب

مان بہی تہی موجود اوتم کی وہان | یہہ دہرو سے کہہ اوٹھی مت بیٹھہ یہان

کون تو اور کون اور کسکا ہے تو | اوس کیسکے پاس جاسکا ہے تو

کون تو اور کون یہہ اوتم کنور | اس کنور کی باورے مت ریس کر

جو لگا ہونا یہہ دل شیرام سے
کچھ کسیکا دوش اس مین ہی نہین
جب دہروونے اپنی ماتا سے کہا
یہہ کہا ماتا نے ہیگا رام وہ
ہے جو کچھ سو بس اوسیکا ہی ظہور
وہی وے ہے نردہنونکو دہن بہت
جسکو وہ چاہی شدار کہے وکہی
کیا زمین کیا آسمان کیا گرد باد
یہہ دہرو جی نے کہا ماتا سے تب
رام کو اتنا اگر مقدور ہے
کیون کرین اب بس برائی آس ہم
پہنکر جلدی سے وہ پوشاک اور
انگی چہرہ پہ دونی جوت جب
یہہ کہا مان نے دہرو بن کو نہ جا
مان بہت سا اوسکو سمجہاتی رہی
آخرش پہونچی یہہ راجہ کو خبر
جاکے کہیا اوس دہرو سے تم تو نہین

کیون نہ رہتی جان سکھہ آرام سے
اور کو کچھہ دوش دینا ہے نہین
کون ہیگا رام اے ما سچ بتا
سب کیسکے اوٹی آوے کام وہ
سب سے ہے نزدیک اور سب سے ہے دور
وہ ہی بہو کون کو کرے پرورش بہت
جسکو چاہے رات دن رکہی سکھی
سب اوسی اک رام کا ہیگا بناو
رام سے ملنے کو مین جاتا ہون اب
اوس پہ جانا ہمکو اب منظور ہے
کیون بنجاوین رام کے اب پاس ہم
بس اوسی دم دل سب سے توڑ
جب لیا بن ہی کے ہرکام تب
تجھپہ یان پر ہی کرین گے ہر دیا
بن کے جانے سے وہ گھبراتی رہی
یہہ کہا لاوے اوسی کوئی او دہر
رام جی ملتی ہین اے لڑکے کہین

۵

ہے کوئی ایسا جو سمجہاوے اوسے
بولے سب یہہ فکر تم کچہہ مت کرو

یہہ کہا راجہ نے اب سوکا نولے
جب لے آدہا بلکہ سارا راج لے

مین تجہی جانے ندونگا مین کہین
جو تری او تم کی مان تابع رہے

جو کہے سو بار اب او تم کی ما
تیری ماکے روز وہ تابع رہے

نام لینے سے سری مہاراج کا
ہر شنا ہے ہر ابہی دیکہا نہین

دہن ہے اوسکے نام کو جس نام سے
رام کے درشن کرونگا جب کہ ملی

مجہکو مطلب ہی نہین کچہہ راج سے
مجہسے اتنو مت کہو کچہہ آج تم

جاؤ بیٹہو گہر مین جاو خوش رہو
اتنو پانی بہی نہین پینے کا پان

وہ دہرو ماباپ سب روتے رہے
کرکے راضی گہر مین لیجاوے اوسے

اور کچہہ دیکر اوسے راضی کرو
اب کہین جانیکا تو مت نانولے

اور جو کچہہ چاہے سو تو آج لے
مجہہ سے جو چاہے سو لے مت جا کہین

آنکر تیرے وہ پانو مین پڑے
تیری ماکے تابع ہون اب تو نجا

جو کہے اب تیری ما سو وہ کرے
مجہکو تم مالک کرو ہو راج کا

جسنے دیکہا راج ملتا ہے یونہین
پل مین سب کچہہ اب لگا ملنے مجہے

جانے کیا کیا کچہہ ملیگا اوسکہڑی
کام ہمکو ہے سری مہاراج سے

اپنا اپنے پاس رکہیو راج تم
مین نہین مانونگا بس ضد مت کرو

جاؤن ہون متہرا مین گے ہر جہان
سب طرح کی بات سب کہتی رہے

پھر دھروجی نے کہا بس چپ رہو
اتبو جاتا ہون مین جو کچھ ہو سو ہو

جان یان لاکھون اگر جاتی رہے
ساتھہ اونکے ایک جان یہہ بھی سہی

جب یہہ نارد من نے جانا بن یونہین
رام کے ملنے کا اسکو ہے یقین

پھر کے گھر کو اب نہین جاوے دھرو
تب یہہ پوچھا کون ہے تیرا گرو

رام جی ملتے نہین بن گر کرے
تو یونہین جاتا ہے بن کو باد رے

کہہ کے نارد من کو اپنا وہ گرو
یہہ کہا تم ہی سہی میرے گرو

جب یہہ نارد من نے دی اوسکو اسیس
اس دھرو کو رام ملیو بسوہ بیس

کہدیا جنگل مین مت ڈریو ذرا
کچھہ نہ ڈر خوف و خطر کریو ذرا

آگے ہاتھی سانپ خونی سے نڈر
ہر ملین گے تجھکو تو رہ بے خطر

رام جی تجھکو ملین گے دیکھیے
امنون کے وے ملک ہاتھی دیئے

ہو خوشی وہان سے چلا آخر دھرو
کہکے نارد من کو وہ اپنا گرو

کچھہ کیا ہرگز نہ دل مین خوف ڈر
رات دن چلتا رہا وہ بے خطر

جب گیا وہ چلتے چلتے دور تک
ل گئے شیرام اوسکو جانچک

ہو خوشی جب رام نے درشن دیئے
جب دھرو نے رام کے درشن کیئے

وہ دھرو چرنون مین ہر کے گر گیا
چھن مین درشن کر کے ہر کے ہر گیا

رامجی کہنے لگے اوس سے یونہین
بھگت تیرے مین شبہہ کچھہ بھی نہین

بھگت تیری ہے اٹل تو رہ اٹل
دی اٹل بر دی ابھی تو گھر کو چل

کیا کرون تدبیر اسکی کیا کرون ۔ خیر چلکے اسکے اب پاؤن پڑون
ایک کو ہاڑا ڈال کر اپنے گلے ۔ آخرش ڈرتے ہوئے راجہ چلے
دور سے راجہ کو وہ پہچان کر ۔ گر پڑا چرنون مین جلدی آنکر
پہر کلہاڑی کو گلے مین سی نکال ۔ یہہ کہا مین تو دہرم ہون دیکہہ بہال
جب یہہ جانا اونسے یہہ ہیگا دہرم ۔ دور دل سے کردیا سب فکر کو
سب ہوئے خوش اوسکے آنے سے بہلا ۔ سب مین پراوتم کی ماکا جی جلا
یہہ کہا آیا دہرم اس شان سے ۔ مار ڈالیگا مجہے اب جان سے
جانے مارے کونسے ہتہیار سے ۔ تیر سے مارے گا یا تلوار سے
مار ڈالیگا نہین چہوڑیگا آج ۔ آہ کیا اس بات کا کیجے علاج
جانے گہر مین جا گہسی کس قوم کے ۔ کنجڑے بہٹیارے کے یا کہ ڈوم کے
جا گہسی گہر مین کسیکے جا گہسی ۔ خوف سے ڈرتی ہوئی اور کانپتی
یہہ کہی پہر اوسنے گہر والونسی بات ۔ جوڑ کر بہتی سے اپنے دونو ہاتہہ
واسطے ہرکے تم اتنا کیجیو ۔ مت خبر میری دہرم کو دیجیو
جو وہ پوچہے مجہہ کو مت بتلائیو ۔ پاس اوسکے تم کبہی مت جائیو
جو بچاوگے میری تم جان کو ۔ پہر نہ بہولون آپ کے احسان کو
پر دہرم جی کو تو سب معلوم تہا ۔ جسکے گہر مین جا گہسی اوتم کی ما
سب سے سو دہرم آئے وہان ۔ چہپ کے بیٹہی تہی جہان اوتم کی ما

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ یہ حکایت محبت کی تسکایت داستان فصاحت تبیان مقبول اہل سخن قصہ

نل دمن اردو

حسب ایماء حافظ خواجہ قطب الدین احمد صاحب بماہ فروری ۱۸۸۸ء بار اول

در مطبع نامی واقع شہر لکھنؤ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلے ادا حمد خدا کو
بنایا جسنے ہر ارض و سما کو

ہوا مین جسکے ہین برگ درختان
زبان برگ زبانی سے ثنا خوان

جہانتک مرغ رہتے ہین نوا ساز
اوسیکے عشق مین ہین نغمہ پرداز

محبت کا عجب ہی گرم بازار
کہ ہین سودے کے اوسکی سب خریدار

محبت ہی سے مہر عالم افروز
پھرے ہی شرق سے تا غرب ہر روز

محبت ہی سے مقناطیس و آہن
بہم دونون ہو جاتے ہین یک تن

محبت سے سحر تک انجمن مین
سراپا شمع جلتی ہی لگن مین

محبت سے گل خورشید ہر شام
نہین پاتا ہی اکدم دن کو آرام

محبت سے بیابان و بیابان
پھرا کرتا ہی آہو مست و حیران

محبت ہی زمین سے تا بافلاک
کہ یک ذرہ نہین ہی مہر سے پاک

محبت کا عجب محکم ستون ہی
تھا جس سے یہ قصر نیلگون ہی

محبت کی دونون مین بسکہ ہی لاگ
سمندر کو بجای آب ہی آگ

محبت مین ہوا اس طور سرشار
کہا جسنے انا الحق تا سر دار

محبت سے پتنگا شمع پر آ
کرے ہی گل چراغ عمر اپنا

محبت سے کھڑا ہی سرو آزاد
محبت ہی سے ہی قمری کی فریاد

محبت سے ہی حیران نرگس باغ
محبت سے دل لالہ پہ ہی داغ

محبت سے ہی رنگ طرہ یار
رہے ہی چمن مین سنبل گرفتار

بھرا ہی مہر سے بھی سینہ سنگ
سدا نکلے ہی آتش لعل کے رنگ

پھنسی ہی عشق کے پھندے مین بلبل
ہوا ہی دام اوسکو رشتہ گل

زمین ہی کہربا کی طرف سی چاہ
زمین سے اوڑکے ملتا ہی پرکاہ

پلا ساقی مئی الفت کا اک جام
کہ حاصل ہو بس اسکی دو دین کام

قلم سے کرکے ادا دل فشانی
لکھون مین دل کا اسرار نہانی

سبب تالیف کتاب

کہ تھا از بس سخن سے ذوق مجکو
سدا تھا مثنوی سے شوق مجکو

ہوا دل ایکدن مشتاق اسکا
جو دیکھا آجکل ہندی کا چرچا

کہ عشق دل جو ہی عالم مین مشہور
کرے ہی مثنوی باتین اوسکو مذکور

اگرچہ فارسی مین سب بیان ہی
مگر طول اوسکی ہر اک داستان ہی

کرے تو مختصر ایسا بیان سب
کھلے ہر اک جو راز نہان سب

رعایت سے کرے نکتہ ذہنی
کہ ہون خوش سنکر سب اہل معانی

بشارہ دل سے یون مینے جو پایا
سخن کا جلد تر دریا بہایا

خدا کے فضل سے ایسا بندھا طور
نہین کرنا پڑا چندان مجھے غور

ہوا راغب سے اسکا سب سر انجام
برآیا دل کا سارا مطلب و کام

جہانمین جو کہ رہتے ہین سخنور
اونہین پر خوب ہی یہ حال اظہر

کہ بیرون فکر مین جب پیچ کھاوے
تو شاید ایک مصرع ہت آوے

جگر جب خاک ہو جاتا ہی جل کر
سخن کا تب چمک نکلا ہی جوہر

اگرچہ نکتہ چینی سہل ہے کار
مگر ہی شعر گوئی سخت دشوار

جنھوں کا دل سخن سے آشنا ہی
اونھون سے اب مری یہ التجا ہی

کہ جسجا کچھ خطا ثابت ہوئی ہو
چھپا دین دامن بخشش سے اوسکو

سدا اس داستان سے حظ اوٹھاوین
تصور عیب جوئی پر نہ لاوین

بیان توصیف ممالک ہندوستان و مدح راجہ نل اورنگ نشین ملک اوجین

پلا ساقی مئی گلگون مجھے اب
لکھون مین جس سے رنگین داستان سب

بندھے مستی مین اوسکی یہ مضمون
سخن نکلے زبان سے چست موزون

عجب نزہت فزا ہندوستان ہے
کہ ہر شہر اوسکا رنگین بوستان ہی

غضب مین بت وہان کے شوخ و بیباک
کہ ہین ابد کا دل لینے مین چالاک

دیا ہی حسن ایسا حق نے نمکین
کف پا کو نہ ہو یہ بخت جبین

وہ کافر زلف رکھتے ہین کمر تنگ
پھنسے جسمین دل اسلام بیباک

جہان ایسے بتون کی ہو خدائی
کرین کیونکر نہ وان سب جبہہ سائی

اگر اوس جا گذر ہو دے پری کا
کرے اقرار اپنی بے پری کا

عجب یہ ملک ہی روے زمین پر
نہین کوئی ولایت اوسکی ہمسر

نمونہ ہی مگر خلد برین کا
کہ ہی رتبہ بلند اوس سرزمین کا

جو خوبی اوسکی سب تحریر ہو جاے
تو کاغذ تختہ تصویر ہو جائے

زبس ہی حسن مین یکتا نامی
بجا ہی گر کرے کنعان غلامی

اودی خطے مین ہے اک شہر معمور
جسے کرتے ہین سب اوجین مشہور

کیا ایزد نے اس خوبی سے آباد
کہ رشک اوس سے سدا کرتا ہی نوشاد

نمایان صف بصف ایسی عمارت
مسلسل جیسے ہو رنگین عبارت

مصفا اوسمین کوچے خوشنما تر
عیان ہر فرق جون سطرون کے اندر

عجائب رنگ در نقشے کا بازار
بھری جسمین بہار خط گلزار

دو رویہ سب دکانین یون برابر
کہ ہون بیتون کے مصرع جون برابر

کہون مین شہر اوسکو یا گلستان
جسے ہو غنچہ دل دیکھ خندان

ہزارون اس لطافت سے وہان باغ
کہ کھاوے رشک سے باغ ارم داغ

اگر دیکھے وہان کے حوض خوش تر
عرق سے چشمہ کوثر بھی ہو تر

موافق اوسطرح آب و ہوا ہے
کہ دل ہر ایک شل گل کھلا ہی

ملک سیرت وہان کا تاجور تھا
فلک جسکے ہمیشہ مہر پر تھا

جو تھا اوس شہر کا ہمدم آسمان ام
کہین تھے ہند مین ہر ایک نل نام

محبت مین بہار شادمانی
غضب مین جسطرح باد خزانی

کرے جب اسپ گلگون پر سواری
چڑھے تھی ہمنان بادہ بہاری

کیا یون عدل سے عالم کو آباد
کہ کھود دی ایک قلم فتنے کی بنیاد

کیا طاقت کہین مارے کوئی دم
برابر تھے وہان بہزال رستم

نجانا چشم ونکا بھی ستم پیش
سدا رہتے تھے باہم گرگ و میش

نکلتا خوف ہر گز شیر سے گور
نکرتا مور پر پیل وہان زور

زبس تھی تیغ اوسکی دم سے ہمدم
ظفر بھرتی تھی اوسکا دمبدم دم

غضب سے جب کمان پر وہ چڑھاتا
عدو گوشے مین جا کر جی چھپاتا

طبیعت اسقدر رکھتا تھا برتر
زبس تھے سرنگون جس سے خرد ور

جو شاید دیکھتا وہ طبع موزون
خم غیرت مین جا چھپتا افلاطون

کرے تھا جسگھڑی گوہر فشانی
ملاتا خاک مین نیسان کا پانی

جہانداری مین تھا ہمسر جم
تھا شوکت مین اسکے حشمت کم

نہین تھا کچھ نہین باتونمین وہ طاق
کہ تھا خوبی مین وہ مقبول آفاق

پری رویان عالم شیدہ او
بجان مشتاق شیرین خندہ او

مگر اوس خشم سے کھینچا ہی آزار
جو نرگس آج تک سے ہی بیمار

پری بھی سنکے کہتی الف ہیہات
جسے ہو دیکھ کر سنبل پریشان

لب شیرین کو اوسکے دیکھ شیرین
فدا کر دی اوسی دم جان شیرین

کہین گر و دیکھتا چاہ زنخدان
پلا ساقی آب انگوری مجھے مے
یہانسے ای ندیم نکتہ پرور
کہ تھا عالم مین نل ہر چند منعم
زبس ہر ایک سے رکھتا تھا پرہیز
قضا نے آخرش ڈالا بلا مین
جو تھی اوسکو ہمیشہ خواب سی عار
عجب صورت کی اوسدم نیند آئی
نجانا کس پری کا ہی یہ افسون
چلایا ہی یہ کس ساحر نے جادو
اوٹھے جب گرم تر شعلے جگر سے
اسی نے دلکو سودائی بنایا
سحر کو تخت پر بیٹھا جو مغموم
جو یہ تشخیص مین ہر اک کے آیا
جو ہین چاہا کہ دیکھے نبض بیمار
سحر کیوقت مجھکو رنج مت دے
مری خاطر نکر کچھ درد سر تو
کہ وہ بیمار آنکھونکا ہوا ہی
پھنسا ہی زلف مین شاید کہین دل
اسے اب حسن کی دکان دکھاؤ
وزیرون نے سنا جو طور بے طور
رہے قائم ہمیشہ تخت اور تاج
طبیعت کیون نہین ہی آج یکسو
کہ شیشے مین کیا جاوے اوسے بند
اشارہ آپکا ہو بیش گر کم

کنوین مین ڈوب جاتا ماہ کنعان
سہی قامت وہ رشک سرو آزاد
اوٹھا تعظیم کو ہر جسکے شمشاد

آغاز شورش جنون نل در خواب و بیان کردن ندیم حسن فن از راہ چارہ گری

لنگر رہا تھا کسی گل پر نظر تیز
پھنسایا یعنی اک الف دوتا مین
رہا او دل برنگ شمع بیدار
کہ بیداری مین ہرگز کل نپائی
ہوئی جس سے مری حالت دگرگون
پلائی کسنے بیہوشی کی دارو
خیال آیا محبت کے اثر سے
اسی نے شور خاطر مین اوٹھایا
وزیرون نے کیا حکمت سے معلوم
اوسی ساعت طبیبونکو بلایا
کرے معلوم جسمین دل کا آزار
یہانسے اوسکے اپنی راہ تو لے
ابھی اس حال سے ہی بیخبر تو
مرض اوسکا نہایت لا دوا ہے
کہ قابو مین رہا اوسکے نہین دل
کسی گلقند لب سے جا ملاؤ
پریشانی سے آئے غور مین اور
تفکر جسمین کیا ہی آپکے آج
ملے ہین کسلیے ابرو سے ابرو
ملا دین سرو سے نسرین کا پیوند
بہت اوسکے لیے کوشش کرین ہم

نہ کچھ سودے کی کرتا گرم بازار
کہ اک شب عیش مین لوٹا تھا ناگاہ
جب آدھی رات کا پھر وقت آیا
ملال ایسا ہوا خاطر مین پیدا
نمک چھڑکا ہی کسنے زخم دل پر
بہا کیون قلب دل سے بے سبب خون
کہا یہ سب حرارت عشق کی ہی
ہوئی تھی بسکہ پیدا بیقراری
کہ کوئی عارضہ لاحق ہوا ہی
اونھوں مین ایک تھا حکمت مین استاد
کہا نل نے کہ ای حکمت کے دشمن
عبث اوقات کو کرتا ہی ابتر
یہ سن اوسنے اوسیدم ہو کے ناچار
بھرا ہی سر مین اوسکے عشق سے شور
پڑا شیشے کے اوپر سنگ آخر
اگرچہ سب یہان دانشور ہین ہم
اوسیدم متفق سب ہو کے باہم
مخاطب ہی بھلا کس بات پر دل
اگر جسمین پری کا کچھ خلل ہے
اگر دل لگیا ہے آدمی زاد
کہا ہی حال میرا سخت مشکل

کہ دل اسوقت زر کی تال مین ہے
ہوا ہی عشق کا احوال آغاز
وہ لے دیتا تھا وہ فتنے سحر ہر دم
نہوتا جنس الفت کا خریدار
ہوا پیدا اوسی غم خواہ نا خواہ
یکایک خواب نے آکر ستایا
کہ اوسدم سے ہوا الفت کا شیدا
جو بیتابی نے آ چھین کیا گھر
چھپے مارا ہی کس ظالم نے شبخون
اسی نے بیقراری مجکو دی ہی
انھین باتون مین کاٹی رات ساری
نہین تو کونسی رنجش کی جا ہی
جسے کرتا فلاطون عقل مین یاد
تجھے معلوم کیا تدبیر کے فن
جنونکی رگ یہ کیا ماریگا نشتر
وزیرون سے کیا یون جا کے اظہار
بہت سا آجکل سودا کیا ہی زور
جوانی نے دکھایا رنگ آخر
مرض سے عشق کے ناچار ہین ہم
کہا یون نل سے جا کا شاہ عالم
جہانکی نعمتین ساری ہین حاصل
تو اونکے واسطے بہتر عمل ہے
تو ہی یان بندگی سے کون آزاد
کہون کس کس سے مین بیتابی دل

ہوا ہون اک کمان ابرو کا نخچیر
لگا کس ترک سے سینے پہ خنجر
پھرا ہے خاطر اُجہ سے زمانہ
اگر کچھ دن توقف ہو تو بہتر
یہان بھی ہین پریرو سیکڑون ایک
زبس تھا دلمین اوسکے عشق کا جوش
یہان پر دیکھیے تدبیر کیا کی
اونھون نے بھی جو پایا یون اشارہ
مگر کوشش چبا ندھی سب نے ہر چند
رہے کچھ دن سبھی عاجز یہان سے
سناؤن کب تلک گذرا ہو احوال
عجب انداز ہین اوسکے نرالے
اگر دیکھے کہین اوس بت کو زاہد
ہزارون برہمن اوس پر فدا ہین
ادا سے رخ پہ جو ڈالے ہے آنچل
جو دیکھے برق ہو من کی کناری
گندھی دلکش عجب جعد معنبر
زر دیکھا یہ مباف اوسمین ہے روشن
ہے رخ ہندو فقط اوس زلف پر جان
کہون کیا موتیون کی کان تاب ہے
اگر دیکھے ہلال اوس کے ابرو
دو چند اوس پر غضب جو ٹوٹا ہی
نظر ہے یا کہ تیغ قاتل عام
گلاب سے وہ پھول اچھا ہے
دہان ہو جیسے لب شیرین کا قند

جگر مین چھ گیا سوفار کا تیر
کھلا کس تیغ ابرو کا یہ جوہر
دکھایا یون ستم جو غائبانہ
نہین تھی جو زبان آہین سے اثر
فزون حسن ادا مین ایک سے ایک
رہا اس گفتگو سے کیسے خاموش
نہ ہیون کو زبان اسواسطے دی
اسی حکمت سے ڈھونڈھا غم کا چارہ
ہوئین آنکھین بند لیکن جو ابھی ہے بند
پھر اک نے بیٹھ کر چھوڑی نہ تا بسنہ
کرین کیا اب بیان کوئی نیا حال
کہ دیوانے ہوئے ہین جوش والے
کرے زاہد برہمن کیطرح چاہ
اوسی کے ہین صنم کے آشنا ہین
پریرو یونکو کر دیتی ہے بیکل
اوٹھا دے تاب کھا کر بیقراری
بھرے ہین پیچ و خم جسمین سراسر
شب یلدا مین جون کالے کالے ہین
مسلمان بھی کرے قربان ایمان
ثریا کی لڑی سے لیگئی آب
ہنسی کھلا دے کبھی پھر حشر کرے وو
ستم سارا کلیسہ اللہ کا ہی
چھپے جسدم اوسیدم کر گئی کام
کہ گل کھاتی ہین ہر دم [illegible]
صفت مین جسکی [illegible]

نہین معلوم ہے وہ کون صیاد
فقط اس بات سے مجبور ہون
اونھون نے پھر کیا یون عرض کا شاد
عبث ہی بحر غم مین جی ڈبانا
بلے نزدیک جسکو نازنین حور
بلا سے اگر اک دن محرم کسی ایک
کہ وہ غنچہ کہین باغ جہان ہے
خدا سے ہر پریرو کسکی خدا نے
نپایا دل نے جب آرام مطلق
کہا اے عالی خرد شاہ جہاندار
عجائب حسن کا گھر یہ دکن ہے
مگر اک ماہرو ایسی وہان ہے
بناتی ہے جو دلکش زلف سے دام
علاؤ الدین اسطرح کیون عشق سے رو
وہ نرگسین خوشنما ہو اوسکی پوشاک
بجے موقع سے کیا ہر ایک عضو
جو ناگن ایک بھی خم دیکھ پاوے
عجائب مانگ ہے اوس [illegible]
عجب اوس کی نورانی جبین ہے
تسرا دیر ہے قیامت و بلا
وہ آنکھین مست رشک چشم آہو
لگاتی ہے غضب مژگان وہ تیر
وہ چینی صفحہ [illegible] الف سی
بیان کیا کیجیے تنگی دہن کی
[illegible]

کیا ہی مرغ دل پر جسنے بیداد
کہ اوسکے نام سے مین بے خبر ہون
ہوئے ہم درد جہانی سے آگاہ
کہا اوس طور کا مشکل ہے پانا
تجسس مین پھر سے کسو اسکے دور
جو سنتے وہ روز کی ہمدم گئی ایک
کہیگا خود نسیم داستان ہے
کہ آدم سے [illegible]
نہ نکلا کچھ زبان سے کلام مطلق
رہے اقبال تیرا ابد مدار
کہ گلزار دیون نے اک نگین ہے
کہ جسکا مشتری سا ماہ جبین ہے
دہن گوہر مین سب ادا [illegible] نام
وہ ہندو زلف ہندو چشم جعد
کرے گل اوس کے آگے [illegible] چاک
مزین ہی بدن اوسکا سراپا
ہزارون اوسکی [illegible]
کہ خوبی گرد گرد سے کہکشان کی
ہے برق اوس کی [illegible]
ہوا ہے حسن کا عالم وبالا
بھرا جسمین سراسر علین جادو
نہین تھوڑا سلامت کو کی نخچیر
ہوئی [illegible] کی خوبی
نہین [illegible] سخن کی
[illegible]

جلاوٹ نہ مین ہی وہ انتڑنگی ایسی
تکلم مین عجب گوہر فشان ہے
غلاف گردن کی ہے مینا کی تمثیل
گلے مین سرخی پان خوشنما یون
زمرد کی وہ ہیکل خوشنما تر
قیامت ہے عجائب وشن دوش
نظر کا دخل ہووے او سپر کیونکر
بندھے بازو پہ جوشن اس سے بڑھ کر
کلائی اوسکی سب سے غضب ہے
حنا ہاتھون مین اوسکے شوخ ایسی
وہ پنجہ جسپہ جی دے اپنا مرجان
لائم اس قدر سارا شکم ہے
غضب چھنے مین بل کھائی ہی ہر بار
ابٹ آگے ہی نہایت شرم کی جا
بہت عجب فکر سے محنت اوٹھائے
سُرین کا بسکہ ہے عالم نرالا
وہ چند اوس سے عجب انوکھا عالم
جو دیکھے اوس پہ کی ساق سیمین
خدائی دیکھو اوس گل کی کف پا
زمین ہے خوبصورت وہ گل اندام
مگر کچھ دن سے وہ شیرین شمائل
پلا ساقی شراب کامرانی
عجب کچھ عشق ہی نامہربان پر
ہمیشہ عشق پر گبر و مسلمان
الٰہی کیا اثر رکھتا ہی یہ نام

مسلسل ہو لڑی جون موتیونکی
تبسم مین بہار گلستان ہے
کہ ہوتی ہی نہین اس ع کی تمثیل
مُی گلگون ہو شیشہ مین عیان جون
ہُدا ہو سبزہ گلزار جسپر
اسے ہر اک دیکھ ہو جاتا ہی بیہوش
کہ ہی تعویذ جان باندھ کے اوس
کھلے عقدے سے جو فیصلے باکمر کے (?)
نہین معلوم کیا اسمین سبب ہے
کہ گردی دم مین نقش سرخی شفق کی
ہلالِ عید ہے ناخن پہ قربان
کہ نرمی مین نہ کچھ قائم ہے [illegible]
کہ تا زلف ہے اوسکی کمر انبار
کہ کام اوسکا زبان کا نی قلم کا
تو شاید انسکے تہ اوسکی پاوے
کیا ہر درجہ پا مین کو بالا
صفت مین اوسکے کیا مارکوئی دم
نہ آوے اوسکو چتائی سے تمیز
[illegible] اپنا
[illegible] کام
محبت کی طرف رہتی تھی مائل

مسی سے اور بھی دنی دہ چند ان
بھرا شربت سے ہی چاہ زنخدان
بیاض صبح دم ظاہر بیان ہے
یہ خوبی اوسمین ہے [illegible] کی
جڑا ہیرے کا تاک جگنون مین ایسا
بغل سے کچھ نہین نسبت چمن کی
زبس لعل وگہر سے خوشنما ہین
تعوذ جسکا پہنچا ساعد ان ہی (?)
کہ جسنے دیکھی اوس گل کی کلائی
عجب ہین دست بند اوسکی جڑاؤ نگ
کہے کیا نازکی تہ سینہ پہ دو دو
رگ گل سے وہ تار کی تر کمر ہی
بھنور ہے حسن کی دریا مین کیا خوب
بیان سے دور اندام ہے سارے
وہان ہی خل جو بادِ صبا ہی
کرون کیا ذکر زانو کا مین [illegible]
کہ دیکھ آئینہ جسکی خوشنمائی
عیان فتح [illegible] پہ جسکی ہے دہوم
[illegible]
جہانگیر [illegible]
کسیکا دل مین تھی تھی تصور

گلو تہا مین جیسے ہو برق نوران (?)
نہو شل جاہ مین کیون او سکو حیران
سفیدی اسقدر اوسمین کہان ہے
کہ ہو جیتے کی حالت بکلی کی
خراج ہفت کشور مول جسکا
کہ ہے خوشبو وہان سارے چمن کی
ہزارون نو رتن پر جان فدا ہین
دیا دل ہاتھ سے پہنچا جسکو
نہ اوسکو بیکلی سے پھر کل آئی
کہ ہر اک کو کیا ہے پابزنجیر
نہ پہنچا جسپہ کچھ ناخن کا آسیب
کہ حیران ہوشکا فونکی نظر ہے
کنول الٹے ہوئے گجے ہین تمام [illegible]
کرے ہے رہتے وہان کیا نکتہ سنجی
نہین غنچے کا منہ اتنا کہ [illegible]
کہ ہو نور لطافت کی بہت [illegible]
ملا دے خاک مین اپنی صفائی
کہ لیوے جیسے جی ہرجان قدم چوم
اوٹھے جو خیال سے شور قیامت
ہوئے ہین گوہر جان سے خریدار
الٰہی کون ہی اوس بت کا دلبر
کہ آیا زور پر عشق جوانی
کہ رکھتا ہی کمل ہر ملک جان پہ
فدا کرتے ہیں جسپہ جو مرید ان
جوان شیخ وبرہمن اسکی سب سلام

فریفتہ شدن گل غالبانہ بر جمال زیب و من و پرسیدن از کیفیت مقام آن غارتگر دلہا وبیان کردن تحریم گشتہ او

یہ لیتا ہے کس انداز سے دل
وہن کا حسن اوسنے کیا سنایا
سبب اپنی جو بیماری کا پایا
بسر ہو کہان اس ڈھب کا صندل
وہ کس بحر لطافت کا گہر ہے
کہا اوسنے مخاطب ہو کے فی الفور
دہان اک تاجر عالی گہر ہے
زبس بے گوہر ہستے رنج پاتا
سنبھالین تخت اک وہ شاہ کیونکر
خدا سے روز و شب کرتی دعا تہی
کسی نے یون کیا اک دن اظہار
اگرچہ حسب ظاہر وہ گدا ہے
جو شہزادہ ہر کی خدمتین جاوے
یہ پھولا مثل گل اوسکا بدن سب
یہ کہتا تھا کہ آخر وہ کب ہو
گیا دن آرزو مین جب گذر سب
ملا سر کو غبار آستان پر
نہین اس سے ہوا بالکل جو مطلب
مخاطب باپ کے بس اوسکو سکتر
ہوا درویش اوسدم یون گہر سنج
اگر اس بات مین ہو تو رضا مند
کہ دی تجکو خدا نے بادشاہی
جسے بخشا ہے حق نے تاج و افسر
مسافر کی سدا خاطر کیا کر
سنے ہر وقت مظلومون کی فریاد

گئے اس سے ہزارون خاک مین مل
کہ سودا اور سودے مین بڑھایا
نہایت خوف خاطر مین سمایا
سبب جو درد سر کا پھر مجھے کل
کہ دل سنکر مرا لیتا ہے تر ہے
نہین کچھ آپ اسمین کیجیے غور
کہ جسکے نام سے عالم خبر ہے
سدا اس چاہ مین آنسو بہاتا
رہین اک برج مین دو ماہ کیونکر
کہ ہم بھی کچھ جہان سے پھل اوٹھائین
کہ اک درویش ہے کیا نیک کردار
حقیقت مین وہ ہے کیون بادشاہ ہے
تو بیشک ہی مراد دل بر آوے
کہ تنگی سے ہوا شوق پدر سب
بلون جو رات کے پر نہین اوسکو
ہوئی پیدا جہان ظلمت شب
کہ تھا رتبہ فلک سے اوسکا برتر
رہا بس اپنے ہی مطلب کا طالب
قدم پر عاجزی سے رکھدیا سر
کہ حق نے بخشے ہین مجکو بہت گنج
گوارا کان مین کر گوہر پند
رہے سر پر سدا ظل الٰہی
سبھون سے مرتبہ اوسکا ہو برتر
غریبون کو ہمیشہ زر دیا کر
نہو جسمین ستم سے کوئی برباد

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
اوٹھایا دل نے شور عاشقانہ
کہ ہوگا کسطرح اب رنج زائل
تامل اسطرح سے دیر تک کر
بہت سے شہر ہین گنجینہ دکن مین
دکن مین ہے جو بندر شہر معروف
نتھا آگے جو اوسکے کوئی فرزند
نہ بانو دوسری رکھتا تھا باہم
جو تھی وہ نیک سیرت بس وفادار
طلب کرتی سدا وہ ماہ پارہ
بہ نیر خاکساری سے ملی خاک
دعا دی اوسنے جبکہ فقیر اکبار
اوسے فرزند کی ہتی تھی بس چارہ
خبر کیا اوس مسیحا دم کی پائی
خدا دوست کرم سے اپنے اسدم
جہان رہتا تھا وہ پیر جوان بخت
وہ درویش اوسدم سنبھل
سحر نے جیسے دم مارا صبا سے
دو زانو پھر الگ بیٹھا ادب سے
یہان آنے سے حاصل مجکو کیا ہے
غرض یون پوچھکر اوسنے بیان کی
نہین تجھا کوئی نادر بشر ہے
کہ یہ پایہ ستون آسمان تہا
رعیت پر ترحم کرنا دہے
کیا ہے عدل سے دلخوش جہان کا

بسا کین دولت از گفتار خیزد
ہوا مفتون کسیکا غائبانہ
بڑہیگا دن بدن یہ درد ہائل
کہا اوس نکتہ دان نے کا سخنور
وہ گل رونق فزا ہے کس چمن مین
نہایت حسن اور خوبی مین موصوف
رہا کرتا تھا دائم غم مین پابند
کہ بے لطفی رہے جسمین پہر دم
رہا کرتی تھی دائم اوسکی غمخوار
زمین پر آسمان سے اک ستارہ
کنارے شہر کے عالم سے بیباک
ہوے آسان ہزارون کار دشوار
ہوا جسوقت اس مژدے سے آگاہ
تن بیجان مین گویا جان آئی
رکھے زخم جگر پر جیسے مرہم
گیا مسکن پر اوسکی چھوڑ کے تخت
عبادت مین خدا کی تھا جو مشغول
بلایا شہ کو بانگ مرحبا سے
جو طالب کو کیا لیکن نہ لب سے
فقط تحفہ نصیحت یاد رہے
سنائی پند نامے کی حکایت
کہ ہر تدبیر و حکمت سے ہو بہتر
اسی سے خلق و عالم کو امان ہے
کوئی فتنے سے جی کھونے نپاوے
ابھی تک نام ہے نوشیروان کا

نہ ہرگز کاروان کا دل ستاوے — جرس کیطرح جو فریاد لاوے
جو قارون پا کے زر بھولا خدا کو — خزانہ لے گیا تحت الثری کو
کرے حکمت سے عالم کا سرانجام — نکالے خلق کے تدبیر سے کام
کہ جسمین خلق اور خالق رہے شاد — کرین سب نیکنامی سے تجھے یاد
اٹھی جب سے مخاطب ہو کے چند — رہا گوہر فشان پر خسرو مند
کیا شہ نے اوسیدم یہ تصور — کہ دو فرزند ہین اور ایک دختر
نصیحت جو کہ کی ہے پیر نے تجھ سے — نہوتا اس سبب سے ترش مجھسے
خدا اب اپنی آنکھین بند کرکے تو — نہان رکھو قدرت حق پر نظر تو
دیا ایکبارگی کھول اوسنے جسدم — نظر آیا عجب جوبن کا عالم
دعا ہستی کا جو اکبارگی جوش — ہوے وہ دونو اوسی ساعت ہم آغوش
زمین تھی راستی پر اونکی تقدیر — نشانے پر اوسیدم لگ گیا تیر
حمل سے یعنے اک خورشید رخسار — ہوا برج خلافت سے نمودار
ہوئی شہ کو وہ بالا شادمانی — بہت عالم مین کی گوہر فشانی
جب آیا سال سوئم اس خوشی پر — ہوئی پیدا عجائب ایک دختر
کہون کیا اون دنون کا مین تماشا — کہ اوسکو دیکھتا تھا جو کوئی آ
ہوا جب اسطرح ہر اک کے وسواس — گئے لیکر اوسے درویش کے پاس
کہ آیا کیا درست آئی ہے تحریر — بنائی خوب ہر دلچسپ تصویر
کہ یہ کچھ اوسکی قسمت مین لکھا ہے — خدا کی جو رضا ہے سو بجا ہے
ہو اوسکا پھر کچھ دنون مین وسکا شوہر — کہ ہے اک خوبصورت رشک زہرہ
مگر ہے ہاتھ آنا اوسکا دشوار — کہ وہ خود اک صنم کی ہے خریدار
ہوا شوقی سے جیتا بہ سدم — کہو تو بن گیا اسباب وہ سدم

نہ پہونچے بے سبب نقصان یہ آنہ — گھٹا دے جو وہ گشت پر سما
اکیلے ہضم ہوتا ہے نہین مال — پھر آخر کو یہ ہوجاتا ہے پامال
تجھے لازم جہان کی پاسبانی — کہ اسمین صرف کر نقد جوانی
جہان سے جب اوٹھا وہ عمر کا ساتی — کرین افسوس سے ہر ایک دانی
دیے پھر اوسنے دو لیمون اور ایک سیب — مٹایا دل سے اوسکے غم کا آسیب
کہا پھر پیر نے صد آفرین ہے — بجا ہے اسمین کچھ بھی شک نہین ہے
نہین ہے بے مزہ یہ تلخ پند — کہ رکھتی ہے نہان شیرینی قند
جوابا پیر سے ارشاد اس طور — کیا آنکھون کو اپنی بند فی الفور
کہ یعنے آپ کو دیکھے محل مین — اور اوس بانو کو بھی پایا بغل مین
صدف پر جو مخاطب ابر نیسان — ہوا قطرہ وسے آخر گوہر افشان
ہوے جب وقت پورے نو مہینے — دکھائے دن فراغت سے خوشی نے
نہین اسبات کو گذرے تھے دو سال — کہ پیدا پھر ہوا اک ماہ تمثال
وہ دل اسطرح سے کر دیا باز — کہ بخشش سے ہوے محتاج غنی
نہ دختر اختری از برج شاہی — فرزندان گوہری از برج شاہی
نکلتا تھا یہی اوسکی زبان سے — کہ زہرہ گر پڑی ہے آسمان سے
جو دیکھا پیر نے اوس لڑکی کو — سراپا خوب نقاش قضا کو
گھڑی اک دیکھ قدرت کا تماشا — بتایا حال اوسکا پھر سراپا
بتا کر پہلے سب آغاز و انجام — دمن پھر اوس پریزاد رکھیدا نام
ہوے سب مشتری اوسکی شہنشاہ — ابھی تک لگے اس سودے کی ہے چاہ
کہون کیا عاشق شیدا کا احوال — دمن کا سن چکا جس وقت حال
خوشی سے کشور دل ہوگئے آباد — کیا فوج الم نے آکے برباد

نپایا ایکدم وصلت سے آرام — رہا ہر دم فغان و آہ سے کام
جدائی سے نہایت مضطرب تھی — پڑھا کرتا تھا اکثر اس غزل کو

غزل

ادا سے ایکدن سے شہزادی جو — ابھی تک ہون نشے سے اوسکے مخمور
چھپے آنسو کو آئی خواب سے اٹھ — رہون کب تک تب ہجر اسے رنجور

دکھا معشوق کو اپنے ماہ نو رو — نکالا خوب گھر سے لیکے دستور
پلائی تھی جو شب تو نے مئے عشق — پلا اب شربت دیدار مجھکو

تیرے مژگان سے ہے پرزہ شیشۂ دل ہوا ٹکڑے الم سے سربسر چور
شب فرقت میں بیتابی سے ہردم جلا کرتا ہوں مثل شمع کافور

زبس ہوں تیغ ہجران سے دل افگار بہا کرتا ہے ہردم خون ناسور
کسی دن وصل کا پھاہا کے مرہم بندھے زخم جگر کا جس سے انگور

ندا کیواسطے رحمت سے ایجان تغافل اب نہ رکھ خاطر میں منظور
پلا اک وار اے ساقی مئے ناب کہ ہوں اس جام میں مستی سے بیتاب

مبتلا شدن دمن بدام عشق نل در خواب نصیحت کردن دایہ

نشے میں ایسے کہ ہو کر مست و سرشار کروں اک شمع رو کا سوز اظہار
دلوں میں ہے عجب الفت کی تاثیر کروں تاثیر کا کچھ حال تحریر
کہ نل جس رات کو بیکل ہوا تھا دمن کا بھی اوسی شب ماجرا تھا

اوٹھایا جو کہ عاشق نے دہان غم صنم پر ویسی ہی گذرا یہاں غم
اگرچہ روز و شب وہ لالہ خنداں رہے سرسبز ظاہر میں خنداں

دلے باطن سراسر خون تھا اوسکا بظاہر رنگ سے گلگون تھا اوسکا
تعجب میں رہا کرتی تھی ہردم کہ کیونکر ہی مرا احوال برہم

ہوئی اوسکو یکایک نل کی یوں چاہ زلیخا کو ہوئی یوسف کی جوں چاہ
ستم کسنے کیا ہی ملک جان پر ہوا ہے دخل کسکا اسمکان پر

کہے یہ حسن میں ہے شوکت و جاہ جو پائی کشور دل تک سر راہ
غرض جسکی طرف سے تھی یہ تاثیر مرقع سے منگا کر اوسکی تصویر

لگی رکھنے نہاں اپنے مقابل کہ جسمیں صبر سے ہمدم نہ ہو دل
پرستاریں جو تھیں گھر میں دو چار انھوں سے اسطرح کرتی تھی اظہار

دھرا اوس بت کی یہ تصویر دشمن پرستش جسکی کرتے ہیں برہمن
مرا بھی لگ گیا ہے دھیان اسپر دل و دین و نو میں قربان اسپر

صنم کا سنکے سب ذکر پرستار رہیں حیران ہر رنگ نقش دیوار
کیا جب عشق نے اوسکو بہت تنگ بدن کا زعفرانی ہو گیا رنگ

لگی کہنے یکدن اوس سے دایہ پڑا ہے کس پری کا تجھپہ سایہ
جو تھے رخسار تیرے ارغوانی ہوئے ہیں آجکل کیوں زعفرانی

فغان کرتی ہے کیوں بلبل کے مانند گریبان چاک ہے کیوں گل کے مانند
پریشانی نہیں تجھکو مناسب پریشانی تری زلفونکو واجب

تجھے اے گل نہیں تنگی روا ہے دہن کیواسطے تنگی بجا ہے
نہ لا دل پر کسی صدمے سے گرانی مبارک چشم کو ہو ناتوانی

فغاں کیواسطے خلخال وش ہے عبث غنچہ ترا مثل جرس ہے
بہت کی گرچہ اسطور سے تقریر رہی وہ چپ مگر مانند تصویر

جو اپنے ہوش میں اوسکو نہ پایا تعجب وس گھڑی دایہ کو آیا
کیا اکبارگی دلمیں تصور کہ ہے شاید کوئی آسیب اسپر

جہاں تک شہر میں عامل تھے ہشیار بلائے پیشدستی کرکے اکبار
کہا ایسی کرو تدبیر تم سب کہ کھولے منہ کو اپنے وہ شکر لب

اونھوں نے دم کیا ہر چند افسون رہی وہ بت مگر الفت کی مفتون
کمر باندھی بہت افسونگری پر چلا جادو نہ لیکن اوس پری پر

خواصیں پھر دمن کے پاس آئیں نئے انداز سے نیرنگ لائیں
سخن سے گرچہ کی تکرار سب نے نہ کھولے لب مگر اوس غنچہ لب نے

ہوا آخر گمان سبکو اوسی پر کہ ہے یہ نازنین مائل کسی پر
ہوئی ہر شرمگیں انکھونکی ہار اسی سے ہے سخن کرنے میں ناچار

آگاہ شدن پدر دمن از فتنہ انگیزی عشق و صلاح جستن از ندیمان و نصیحت کردن بدمن

سمجھ کر آخرش الفت کا رنجور رہے ہر اک دعا کرنے سے مجبور
بلا ساقی دوبارہ ساغر گل کہ پھر جس سے کہوں میں حال بلبل
محبت کا برا ہی سخت آزار نہو یارب کوئی اسمیں گرفتار

نہین چھپتی ہے دلمین عشق کی لاگ
خسک مین کیا چھپا دیگا کوئی آگ

خدا جانے یہ کیا کرتا ہے نیرنگ
کہ چہرہ کا اوڑا دیتا ہے سب رنگ

دمن کا کچھ دنون تک یہ رہا طور
کہ پنہان سب سے تھا یہ عشق کا جور

نہ بتلایا کسی سے راز اپنا
نہ چھوڑا ظاہری انداز اپنا

رہی ہر چند صورت کو بنائے
مگر کب عشق چھپتا ہے چھپائے

خواصون مین جو تھی اک یار دمساز
ہوا ظاہر کہ سیدل اوسپہ یہ راز

بہت جب دمبدم بیتاب پایا
چھپے بانو سے یون جا کر سنایا

کہ رکھتی ہے دمن سودا کسیکا
سمجھتی کچھ نہین ہے کہنا کسیکا

نہ وہ تن مین توانائی رہی ہے
نہ وہ چہرے کی زیبائی رہی ہے

نہ کچھ زیور سے رکھتی ہے سروکار
کہ ہے بس ضعف سے اوسکو گرانبار

سدا رکھتی ہے غم سے چشم نمناک
نظر مین اوسکے ہے اب تیرہ افلاک

وہ ہنسنا بولنا جاتا رہا سب
کلی کے مثل رکھتی ہے بند لب

نہ کہتی ہے کسی سے راز اپنا
کیا ہے آہ کو دمساز اپنا

غرض ہر وقت وہ ماہ دل افروز
گھٹا کرتی ہے کلفت سے شب و روز

مقرر عشق کی ہے اوسپہ تاثیر
کہ ہر دم دیکھتی ہے نل کی تصویر

وہ صورت کر گئی ہے نقش دلپر
اوسیکا ہے اوسے ہر دم تصور

کبھی جو دیکھ کے ہوتی ہے بیہوش
چھپا لیتی ہے اوسکو کھول آغوش

جو ہے غفلت سے پھر ہوتی ہے ہشیار
مقابل دیکھتی ہے رکھ کے ہر بار

کرو اب اوسکے خاطر جلد تدبیر
نہین اس امر مین اچھی ہے تاخیر

سنا جسوقت بانو نے یہ احوال
خبر دی جا پدر کو اوسکے فی الحال

ندیمون کو بلا اوسنے اوسیدم
کیا ظاہر دمن کے عشق کا غم

کہا کیا کیجیے تدبیر اسکی
کہو ہر اک تم اب تقریر اپنی

اگرچہ عشق یہ خوش ماجرا ہے
مگر اک اسکی رسوائی بلا ہے

اوڑ گئی جب خبر اندر سے باہر
جہان مین ہوگی بدنامی سراسر

نہایت خوب ہے موقع کی یہ بات
چلے جسمین نہ پھر کچھ عشق کی گھات

محبت کا مرض ہوتا ہے بیکار
نہین اسکے سوا کوئی دوا کار

اونھون نے یون زبان کھولی سخن سے
کہ نسرین جو ملے اب نسترن سے

ندیمون سے یہ سنکر اوسنے تقریر
کہا کیونکر کرون پھر اسکی تدبیر

کہ ہے اوس ماہرو کا کیا ابھی سن
پڑے ہین وہ جو شادی کے بہت دن

غرض اسمین نکچھ دیکھا جو حاصل
ہوا اندر محل کے جا کے داخل

دمن کو اپنے زانو پر بٹھا کر
لگا کہنے کہ اے فرخندہ اختر

پریشان کس لیے رہتی ہے ہر روز
فغان کرتی ہے کیون شام و سحر روز

نکر دنیا سے تو جلدی طلب کام
کہ اپنے وقت پر ہوتے ہین سب کام

نہ کھو بے فائدہ اوقات اپنی
سنبھالے رکھ جہان مین بات اپنی

جو ہے یہ درد نہان دلمین اوٹھا ہے
فقط پہیر اسکی خوش دوا ہے

جہان مین بسکہ یہ عشق ستمگار
نصیحت سے سدا کرتا رہا عار

پدر کی گفتگو اوسکو نہ بھائی
کدورت اور بھی خاطر مین لائی

نصیحت سے دمن کچھ دیکھ بیزار
گیا تقدیر پر وہ چھوڑ ناچار

بڑھا اوس روز سے سودا دمن کو
لگی غم سے گھٹانے سب بدن کو

جنون کی بھول کر ناموس کی راہ
بلاتی نل کو ہر دم کھینچکر آہ

کہ ہے پیہری طرف سے کیا شتابی
یہ ہے سب جذبہ نل کی خرابی

بھلا دل عشق سے کیونکر اوٹھاوے ڈہران
کشش سے اوسکے جب سینے مین ہو آن

لگی لانے جو باتین یون زبان پر
کھلا راز نہان آخر جہان پر

کوئی جبتک نہ ڈالے آگ پر عود
اوٹھے خوشبو کا اوس سے کسطرح دود

خوشی سے ساقیا مجکو شتابی
مے گلگون سے بھر دے اک گلابی

کہ ہین بے دختر رز دل پہ جو داغ
نہین آتی ہے خوش کیفیت باغ

کہون پھر نل کا احوال پریشان
کہ کیا کیا وہ رہا فرقت مین حیران

داستان نل

محبت مین دیا جسنے زر سے تن
گیا چہرہ کا بالکل رنگ و روغن

کیا جو ضعف نے غلبہ بدن پر
ہوا نال الم سے ناتوان تر

ہوا اکدن بہت جب غم سے بیزار
گیا اوسنے مکان سے قصد گلزار
جو ہین دیکھا گل و بلبل کو یکجا
ہوا دل غرق خون حسرت سے اوسکا
جو دیکھا سرو سے قمری کو باہم
اوٹھا یا بیکلی سے نالۂ غم
پڑا جسدم گل لالہ نظر مین
ہوا داغ جنون تازہ جگر مین
اونھون کے دیکھ کر رنگین پر و بال
کہا یہ نل نے صیادون سے فی الحال
عجب یہ مرغ سب رنگین ادا ہین
کہ ظاہر مین نہایت خوشنما ہین
اگرچہ اڑ گئے سب مرغ رعنا
مگر اوسمین پھنسا اک مرغ دانا
کہ مین بھی اک اسیر ناتوان ہون
جہان کے باغ مین بے آشیان ہون
مرا ہمجنس تھا اک یار غمخوار
نہایت نیک سیرت اور وفادار
ہوئی اک تو گران اوسکی جدائی
قفس سے دوسرے مشکل رہائی
کہ ملنا مرغ بیچارے سے کیا ہے
ستانا بے پرون کا ناروا ہے
کہا نل نے کہ تو خود ناتوان ہے
تجھے اسطور کی طاقت کہان ہے
فرشتہ پر نہ مارے جس مکان پر
اوڑے کیونکر وہان پر مرغ بے پر
وہے اس تک مین چل سکتا ہون اوڑکر
ترا جس شہر مین رہتا ہے دلبر
تری الفت کی ایسی داستان ہے
کہ ہر اک کو سدا ورد زبان ہے
اگرچہ مین نہایت بے ہنر ہون
ولے سب عشقبازون سے خبر ہون
کرون شاعر سے دعوی ہمسری کا
پڑہون خط عقل سے جن و پری کا
یہان سے خط دمن کو جلد پہونچے
زبانی اور دونگا اوسکو پہونچے
شتابی ہاتھ مین لیکر قلم کو

گیا تھا باغ مین اس آرزو سے
کہ ہوگا معطر تر پھولونکی بو سے
گیا جسوقت نرگس کے مقابل
ہوئی تکلیف حیرانی کی حاصل
نظر آئے اوسے جب سنبل تر
گرا سبزے کے اوپر پیچ کھا کر
اسیحالت مین تھا وہ عاشق زار
کہ وان پر آ گئے کچھ مرغ اکبار
کہ لاکر دام سبزے پر بچھاؤ
کسی ڈھب سے انہین پھندے مین لاؤ
اونھون نے جس گھڑی یہ حکم پایا
اوسی دم جال حکمت کا بچھایا
ہوا جسدم قفس مین وہ گرفتار
لگا کہنے سخن یہ کھول منقار
عبث زخمی پہ ہے خنجر چلانا
ستم ہے اور بسمل کو ستانا
گیا وہ تو نکل کر پھندے سے فی الحال
ہوا یہ دام میرے جی کا جنجال
نہ دے آزار اے صیاد مجھکو
کہ اب بہر خدا آزاد مجھکو
اگر اس قید سے پاؤنگا آرام
خوشی سے مین بھی آؤنگا ترے کام
و نکلے کام کب اک مشت پر سے
جو ممکن ہو نہ ہرگز زور و زر سے
ہوا پھر مرغ زیرک یون سخن ساز
کہ مین ظاہر مین ہون ہر چند بے ساز
سنا ہے مینے ہزارون کے زبانی
کوئی عاشق نہین ہے نل کے ثانی
جہانتک بلبلین ہین اس جہان مین
حکایت کرتے ہین ہر بوستان مین
مجھے حق نے ہنر ایسا دیا ہے
کہ ہر اک علم سے واقف کیا ہے
جو چاہے تو خبر اب دو مجھی کی
تو دے خدمت مجھے نامہ بری کی
جب اوسنے نل کو یہ مژدہ سنایا
خوشی سے غنچۂ دل کو کھلایا
لکھا اس طور سے نامہ صنم کو

نامہ نل بدمن

کہ اے آرام جان بیقراران
تسلی دہ دل امیدواران
کرون کیا داستان عشق تحریر
زبان کو ہی نہیں یارائے تقریر
ہوا ہے گل بدن فرقت زدہ غم
شدہ بوئے چمن دود چراغم
جدائی سے لبو پر میرے جان ہے
تجھے لازم مسیحائی یہان ہے
کہ اس بیمار کو یہ تپ غضب ہے
سفید اسکو فقط عناب لب ہے
کہ جینے دیکھ کر یہ حالت زار
تری الفت کا ہلاکت تن مین بیمار

رہے ہے تجھپر بہار حسن ہر دم
نہ ہو باد خزان سے تازگی کم
یہان جبسے ہے مجھکو اے پری رو
ملی باد صبا سے تیری خوشبو
یہانتک ہو گیا دل رام تیرا
کہ ہے ہر دم زبان پر نام تیرا
مجھے جو دیکھتا ہے غم سے مضطر
سکھے ہے درد دل سے چشم نم کر
مرے جو ہمنشین ہین یار غمخوار
و نہ نکلی اوسکی ہے ہر گز گفتار
مجھے اس بات کی حیرت بڑی ہے
کہ دنیا مین ہے یارب عشق کیا شئے

نہ تھا واقف کبھی اس نام سے مین
سدا لکھتا تھا نام آرام سے مین

اوٹھی افروختہ آتش کدھر سے
نکلتے ہین جو یہ شعلے جگر سے

کرون کیا ناتوانی اپنی تحریر
ہوا حیران مو بمو رنگ تصویر

غم فرقت سے اے ماہ دل افروز
برابر سال کے کٹتا ہے اک روز

شب اندوہ مین بستر پہ ناگہ
رگ گل نے کیا ہی کار نشتر

مجھے پیدا ہوا یہ عشق کس طور
سدا الفت کا ہے معمول اسطور

کہ دیکھے شمع کو جب انجمن مین
جلے پروانہ تب اوسکے لگن مین

کتان جبتک نہ دیکھے چاند شب کو
یکایک آپ سے ٹکڑے نہین ہو

یہان دل پیشتر سے نمایانہ
ہوا ہے تیر مژگان کا نشانہ

تری صورت سے جب سے لگا دل
پھرا ہے بت پرستی سے مرا دل

ہوئین جب سے رنگین تنکی نمود آ
نہ کچھ زنار سے اب ہے سروکار

کشش کرنا نہ اے دلبند مجھ سے
کہ ہے بہتر ترا پیوند مجھ سے

ملے آکر صنوبر سے درختے جب
چمن مین لطف ہو کچھ اور ہی تب

بجا نرگس کے ہے خوابی چمن سے
بجا نسرین کی صحبت نسترن سے

عبث ہے داستان زیادہ اس سے تکرار
جواب نامہ بس ہے مہر دیدار

اسی انداز سے نامے کو لکھ کر
دیا عنبر چھڑک سب حاشیے پر

لفافے مین شتابی کرکے پھر بند
کیا اوس مرغ کے بازو پہ پیوند

پلا ساقی سے گلگون کا اک جام
کہ لاتی ہے صبا اوس گل کا پیغام

رسیدن مرغ در شہر بندر سہاگ و من گذر نشینین نامۂ نل و نوشتن جواب نامۂ نل متضمن شیفتگی خود با نل

ہوا جس دم قفس سے مرغ آزاد
اڑا یکبارگی وہ جبین سے شاد

چلا بندر کو یون سیدھا دہانے
سبک جون تیر جاتا ہے کمان سے

ہوا کے زور مین وحشت سے گھبرائے
کہ خط باندھے کے جنبش سے نہ کھل جائے

جب آ پہونچا دمن کے قصر پر وہ
لگا کرنے سے دان پہ پر نظر وہ

کہ اب انداز لیکر اوس حرم کا
تماشا دور سے دیکھون صنم کا

قفس آرا اوس کھڑی وہ لالہ رخسار
محل مین کر رہی تھی سیر گلزار

دمن کو واسطے جو پایا چمن مین
بلندی سے فرود آیا چمن مین

خوشی سے پھول کر بس گل کی مانند
اڑکھائے چہچہے بلبل کے مانند

جو تھے ہم جنس اوسکے یار دمساز
ہوے گلشن مین سارے جلوہ پرداز

کبھی طوطی کی صورت کھول منقار
سخنگوئی مین ہوتی تھی شکر بار

کبھی بلبل سے ہوتی نغمہ پرداز
کبھی پھر بولتی قمری کی آواز

کبھی صحن چمن مین لگے یکبار
چلے تھین خوش ہر رنگ کبک کہسار

کبھی طاؤس بھی نہرو کے اوپر
خوشی سے ناچتے تھے پر اوٹھا کر

ہوئی وہ اس ادا سے جلوہ گر جب
نظر آئے دمن کو ناگہان سب

اوڑے حیرت سے ہوش اوس دلستان کے
کہ ہین یہ مرغ تو کس بوستان سے

نہین معلوم کس گلشن سے آئے
یہان جو اس طرح سے رنگ لائے

اسی تشویش مین تھی وہ شکر لب
کہ وان سے اڑ گئے یکبارگی سب

ولے وہ نامہ بر گلشن مین تنہا
وہان جون طائر تصویر پر جا

نچھوڑا اوسنے جب اکدم چمن کو
ہوئی بیتاب و حیرانی دمن کو

کہ کسکی تاک مین ہے یہ نظرباز
نہین جو باغ سے کرتا ہے پرواز

یہان بیٹھا ہے یہ کس آرزو مین
محبت ہے اسے کس گل کی بو مین

جو دیکھا طور اوسکا عاشقانہ
بڑھی آگے وہ آشوب زمانہ

جو مین جاتا کہ مین شوخ دیکھ جاؤن
کسی تدبیر سے پھندے مین لاؤن

یکایک اوس جگہ سے مرغ ہشیار
ہوا آتی ہے اوسکے گرم رفتار

جدھر جاتا لپکتی وہ آتشین بال
اودھر جاتی دمن آئی وہ دنبال

ہوئی جولان بس وہ غیرت ماہ
خواصون سے نہ پوچھی کوئی ہمراہ

ہوئی عنقا صفت جب شکل اغیار
کہا اوس مرغ نے کاہی کو یکبار زنہار

قدم آہستہ رکھ اوس زمین پہ
کہ بیرون سے نہ پہونچے سنبل تر

کرا سے بہر خدا کچھ دیر آرام
کہ مین خود قید ہون بے دانہ و دام

کوئی دم اس جگہ پر وہ جو ٹھیرا
کیا ہی بیکلی نے جو اوسے تنگ
کہا یہ خط جو بانہو پر بندھا ہے
زبس پیتا ہی ہمدوش الم وہ
یہ سنتے ہی وہین وہ ماہ پیکر
کہا اس باغ سے ہٹ جاؤ تم سب
ہوئی جب وہ صنم غیرونسے آزاد
پھرا خط سوز و سے بیقدر تھا
کیا جب دلمین جا ہا ہر بہت رنگ
کہا اے نوبادۂ باغ وفائی
فلک پر جبتلک ہی مہر انور
لکھوں کبتک قلم سے شوق دیدا
اسی سے وصل پر موقوف کہکر
ہوا میرے لیے سودا کا دیوان
کہوں کیا حال اپنا اے دل افروز
سدا جو دیکھتی ہون تیرے تصور
کیا ہی عشق نے ازبسکہ بدنام
مگر جو سوز الفت سے ہوا خاک
وہان تو ہو رہا ہے بلبل زار
نہین ہون گرچہ ظاہر مین ہم آغوش
مجھے سب دیکھ کر ہر وقت ناشاد
گئی جون شمع نیند آنکھونکی بالکل
ترے ساحل سے بھی بہتر ہے پرہیز
لگا سینے سے اپنے اے سمن بر
شراب وصل سے شربت پلاؤن

دکھاؤن عاشق بیدل کو کیونکر
نہایت آجکل ہی رنگ بیرنگ
شتابی دیکھ اسمین کیا لکھا ہے
ہوا ہے نل سے ابتل قلم وہ
زمین پر گر پڑی بیہوش ہوکر
کہ مین اک مرغ کی پر نلکھاتین اب
گئی اک سرو کے سائے مین دلشاد
نہان ہر حرف مین گویا شرر تھا
ہوے لخت جگر آنکھون سے بار

اسی انداز سے پچلے زبانی
زمین سے پھر یکایک آپ اوٹھکر
بیان کرتی ہی تو سیر چمن زار
غرض جاتی ہی اوسکی عشقمین جان
جو اکدم مین پھر اندک ہوش آیا
اونھونے حکم جب پایا دمن سے
وہانپر مرغ سے نامے کو لیکر
جو تھی ہر بیت سے دلکی طرف راہ
سمجھ کر نل کی آخر اضطرابی

نامۂ دمن بسوے نل

رہے روشن ترے طالع کا اختر
کہ ہے اوسکی نہایت طول تکرار
جھکاتی ہون قلم کو مدعا پر
کہ پڑھنے سے ہوئی بیکل مری جان
کہ ہون ہر کام مین مشغول ہر روز
پڑی ہے صبر کی پاؤنمین زنجیر
ملامت کر رہے ہین خاص او رعام
جلادیگا کوئی پھر اوسکو کیا خاک
یہان مین مثل گل ہون ہم بخار
تصور مین ہون لیکن دوش بر دوش
کیا کرتے ہین دلسوزی سے فریاد
ہوا ہی خار تجھ بن بستر گل
کہ مین ہون تشنہ لب تو جو لبریز
کرون سینہ ترا گلزار ہنسکر
خماری بادۂ غم کی مٹاؤن

کرے دائم جہانمین بادشاہی
ملے گر خضر کی بھی زندگانی
کہ وہ نامہ جو تھا الفت کا دفتر
جگر مین دیکھنے سے اوسکے ذی الغور
نہین کچھ آجکل کا ماجرا ہی
نہ رکھتی روبرو گر نقش تیرا
نصیحت سب سناتے ہین جو ہر روز
جنھونکے عشق سے سینے ہین چاک
پری کیطرح گر ہوتے مرے پر
اوٹھاتی ہون جو ہر دم نالہ و غم
نہون کیونکر شب فرقمین بیتاب
کیا ہے عشق نے ازبسکہ دلگیر
ابھی دیکھیے وہ دن کب آوے
پھنسون زلف مین زنار تیرا
ہوس ہے جسطرح کی میرے دلمین

جدا باتون سے کی شکرفشانی
دمن کے ہاتھ پر بیٹھا سبکتر
وہان روتا ہی غم سے عاشق زار
خبر کردی اب آگے اوسکے تو جان
خواصون کو اشارے سے بلایا
گئین باہر نکل جلدی چمن سے
پڑھا اول سے آخر تک سے اسپر
ہوئی پڑھنے سے اوسکی اور ہی حالہ
لکھا اوسنے جواب خط شتابی
نمود تازہ رسم آشنائی
کہ ہے زیبا تجھے عالم پناہی
نہو مجھ سے ادا ہرگز زبانی
لکھا تھا مشک اذفر سے سراسر
جنون کا داغ تازہ ہوگیا ہی
بہت دن سے دل الم مبتلا ہی
نہایت تنگ ہوتا حال میرا
نمک چھڑکے ہین گویا زخم پر روز
ہمیشہ رشتۂ سوزن سے ہے پاک
پونہچتی اوڑکے مین تیرے محل پر
عجب ہے مجھکو حیرانی کا عالم
کرے ہے گرمی خورشید مہتاب
سراپا بنگئی ہون غم کی تصویر
تعلق جو شب غم کا چھڑادے
بڑھاؤن شوق دل پر یاد تیرا
یقین ہے دلسے بھی ہو تیرے جبین

مجھے اب بھول او جانان بھانا — کسی دن اسطرف تشریف لانا
ہوا جس وقت نامہ لکھ کے تیار — نکالا کاکل مشکین کا اک تار
ادسی سے باندھ کر بازو پہ فی الحال — کیا اوس مرغ کو بس فارغ البال
دیا نامے آپ اس حیلے سے کہ برد — ادٹھی پھر ابرسان روتی ہوئی گرد
کہ طائر اک یہان ہے کیا خردمند — گیا تھا اپنے کس حکمت سے پابند
سو وہ اکبارگی مجھ سے بچا گت — گیا باہر نکل ہاتھون سے ہیہات
پلا ساقی مے الفت کا اک جام — کہ آیا ہے درستی پر مرا کام

رسانیدن نامۂ دمن بانل و تجربۂ عشق بر پدر دمن نامہ و پیغام و مقرر کردن ساعت شادی برای دمن

جو پایا مرغ نے نامہ پری سے — چلا اڑتا ہوا چابک تری سے
دیا جس وقت نل کو نامۂ یار — ہوے مضمون سے اوسکے سب خبردار
دمن کے باپ نے جب یہ سنا طور — ہوا پیدا اوسے شطرنج کا غور
کیا افسوس دو مہرونکا بیر عجب — پڑا ہے درمیان بار یہ غضب
گیا جو چار خانے مین کہین شاہ — رہیگی پھر نکلنے کی نہین راہ
زمانے کا بہت ہی حال ابتر — کرون شادی کی ساعت اب مقرر
فراغت سے رہے ہر وقت خوشحال — کرے دلکو نہ پیل غم سے پامال
اگر اس در سے مہرہ گذر جائے — جنون پھر صاف بازی ہی دکر جائے
جہان کرتا ہے جولان اسپ بیرنگ — بساطِ عیش ہو جاتی ہے وان تنگ
نئی بازی بچھاتا ہے یہ دائم — نہین رہتا ہے اک حالت پہ قائم
جہان تک تھے نجومی اور رمال — کیے یکجا وہین بلوا کے فی الحال
کہا جس روز ہو عالم مین نوروز — نہایت ہے وہ ساعت نیک و فیروز
ہوا جب اسطرح سے عہد محکم — بلایا قاصدونکو پھر اوسیدم
لکھون اب حال ہمشین داستان مین — رسوم ہند تھین جو اس جہان مین
روان ہر اک طرف کر قاصدونکو — خبر دیتا تھا نسبت کی سبھونکو
کہ ہے روز فلان شادی کی تقریب — سحر سے بزم عشرت ہوگی ترتیب
خبر یہ سنکے ہر اک وقت میعاد — پہونچتے تھے وطن سے اپنے دلشاد
نظر گر جسپہ ہو جاتی تھی مائل — گلے مین ڈال دیتی تھی حمائل

خوشی سے جلد کوشش کر کے خندان — گیا اوجین مین وہ بال افشان
گئی اوڑکر خبر یون دم مین ہرسو — نہین چھپتی ہے جیسے مشک کی بو
سمجھ کر عشق سے آگے خرابی — بلایا ہمنشینون کو شتابی
چلون کس فکر منصوبے سے ہیہات — کہے جو اب یکایک اس جگہ بات
مجھے یہ شہ رخ نہ کسنے لگایا — دمن کا دل جو یون گھبرا سی اوٹھایا
کہ رخ الفت ہی پھر جاوے دمن کا — بھلا دے طور سب دیوانے پن کا
غرض سب سے یہی ہے بات بہتر — کہ اب فرزین ہے شہ کے برابر
جہانمین عشق بھی سنگین بلا ہے — بہت لوگون نے اسنے رخ کیا ہے
پریشان شہسوارونکو پھر اکر — پیادون سے کیا ہے اسنے کمتر
ندیمون نے جو پایا حکم اسطور — ہوے تدبیر مین مصروف فی الفور
فراہم ہوکے سارے عقدہ پرداز — ستارونکا غرض معلوم کر راز
اوسیدن بے تامل دوپہر کو — کہ وہ خورشید سے باہم قمر کو
کہ ہین جس جس قلمرو مین شہنشاہ — کرو ہر اک کو اس مژدے سے آگاہ
ہوا منظور یہ منظور بالکل — کہ ہو اب قند مین آمیزشِ گل
پہونچکر جون صبائے تیز رفتار — کرے تھے اسطرح شہرون مین اظہار
تمنا ہے جسے اوس گلبدن کی — کرے آکر وہ رونق انجمن کی
نکل پھر شمع پردے سے باہر — پھرے تھے گرد محفل کے سراسر
اوسیکے ساتھ پھر ہوتی تھی منسوب — اگر ظاہر مین ہو بدشکل یا خوب

رفتن نل بہ شہر دمن بامید وصال با ساز و حشمت و شب در آغوش عروس و اقبال کردن دمن بانل و باز آمدن نل بشہر خود

پلا ساقی مجھے صہبائے گلرنگ
جہان مین جبکہ آیا موسم گل
چمن سے جو اڑی خوشبو جہان مین
ہوئے جو بار ور نخل ثمردار
یکایک دیکھ سرسبزی چمن کی
ہزارون اسپ گلگون عنبرین مو
غلامون کے ہزارون خیل زیبا
زر و لعل و گہر کے اسقدر گنج
مکلف چاندنی کے فرش بہتر
جواہر سے مغرق بس عماری
تھے عنبر عود و صندل سیکڑون من
چلی اس لطف سے جسدم سواری
نقیبون کے کھلے لحن لب
بجے لشکر سے جو باجے خوش آواز
ہوا ایسا ہجوم خلق اسدم
سواری شہر سے جون باہر آئی
رہے نزدیک جب جون شہر بندر
سبکتر اسطرح جاتا تھا لشکر
جونہی دیکھا سواد شہر دلدار
گیا تھا شہر مین کچھ تھوڑی ہی دور
بہار ایسی تھی خیمے کی نمودار
مہیا ہر طرف اسباب عشرت
گئے جو شمع رو تھے انجمن مین
جہانتک تھے پریرو شوخ و طناز
سنا جسدم دمن نے مقدم یار

کہ خوش آئے صدائے بربط و چنگ
ہوئی نغمہ سرا عشرت سے بلبل
طراوت آگئی ہر مغز جان مین
کھلی ہر مرغ کی شاید منقار
ہوئی دل کو ہوس سیر دکن کی
صبا رفتار ہنگام تگاپو
سخن مین مثل طوطی سب شکر خا
کہ ہو تقریر سے عاجز سخن سنج
کبھی تحریر زر کی حاشیون پر
وہین سنجاب کی پوشش تھی بھاری
معطر زعفران غرق عنبر
ہوئی [illegible] چمن کو سرساری
بڑھے سب جا بجا آگے مودب
ہوا عالم خوشی سے سب نوا ساز
کہ کثرت سے ہوا کا دخل تھا کم
عنان عاشق کے گھوڑے کی اوٹھائی
سمائی تھی خوشی بس دل کے اندر
روان ہو موج جون دریا کے اندر
ہوا افزون سواد چشم یکبار
کہ دیکھا اک مکان شادی سے معمور
کہ جون موسم مین گل رہتا ہی گلزار
کھڑے چارون طرف ارباب عشرت
لگائی اور بھی آتش لگن مین
ہوئے سب گرد اوسکے جلوہ پرداز
ہوئی اکبارگی مشتاق دیدار

مہ و خورشید اب ملتے ہین باہم
چلی گلشن مین پھر باد بہاری
پریرویون نے گلدستے بنائے
زمانے مین بہار آئی جو اسطور
کیا چلنے کا وہ تیار سامان
وہ حلقے ہاتھیون کے خوشنماتر
پریرو سیکڑون جن پہ سوار
نئے خیمے تھے گلکاری سی تیار
زری کے سیکڑون پردے خوش انداز
بہت اور ہاتھیون پر مال و اسباب
ہزارون عنبر سارا کے انبار
اوٹھی آواز نقارے کی جب دون
کوئی آواز دیتا ہو کے مسرور
نکل اپنے مکان سے بے تحاشا
یہان جو عشق سے تھا مضطرب دل
نہ دیتا ایکدم آرام پر دل
قدم چابک پڑین گھوڑونکے ایسے
زبس عاشق نے کی کوشش سفر مین
تجمل آخرش اپنا دکھاتے
کھنچے تھے ہر طرف جو نقش رنگین
بچھے تھے فرش رنگارنگ معقول
یہ اوٹھتی چنگ سی آواز دلکش
زبس تھی دلنشین وہ شہ نشین جا
ہوئی جب یہ خبر ہر اک کو معلوم
اوسیدم جلد وہ ماہ دلآرام

چلے بس رات دن با عزم دمادم
درختون پر ہوئی پھر سبزکاری
نئے انداز سے پھر رنگ لائے
ہوا دل عاشقونکا جوش پر اور
رہے جسکی صفت مین عقل حیران
پڑین زربفت کی جھولین سر آر
ہنر مین کام مین خدمت مین ہشیار
بنے صحرا جنون سے رشک گلزار
قناتون سے بنے رنگین نئے ساز
سمور و قاقم و دیبا و سنجاب
بیابان در بیابان مشک تاتار
ہوا اکبارگی جنبش مین ہر دون
رہے شاہ جہان سے چشم بد دور
چلے پیر و جوان بہر تماشا
وسے تھی شہر کے اندر کہان کل
چلا جاتا تھا بس منزل بمنزل
شتابان ابر مین ہو برق جیسے
دکن کچھ دن کے بعد آیا نظر مین
چلے بندر کے آگے زر لٹاتے
نظر آتا تھا اوسجا تختہ چمن
کہ بلبل دیکھ کر جاوے چمن بھول
کہ آجاتا تھا ہر اک کو وہان غش
ہوا نازل وہ اس جگہ پر رونق افزا
تماشے سے اوٹھی چارون طرف دھوم
گئی دالان سے اوڈھ کر لب بام

پری اوس ماہ طلعت پر نظر جو ۔ رہی ذرے کی صورت منتظر جو
یہان بیتاب تھا اس فکر سے نل ۔ کہ ہوگی کسطرح مشکل مری حل
دہان ولمین پر اوس نازنین کا ۔ ہوا خوش نل کے آنے سے بہت سا
خبر جو قاصدون نے جا سنائی ۔ سبھون نے دھوم آنے کی مچائی
جدا آراستہ کر انجمن کو ۔ لگے دینے ہوس اپنی دمن کو
ابھی سکی نہین اونکو خبر ہے ۔ کہ مفتون وہ پریرو اور پر ہے
چلی یون ناز سے دامن اوٹھائے ۔ کہ ہر اک بیکلی سے غش مین آئے
خواصین جو کہ تھین ہمراہ وہ جا ۔ ہوئین تعریف مین مصروف کیا کیا
گیا دل سے قرار و صبر بالکل ۔ ہوا اکدم کا بھی مشکل تامل
رہا نل ویسا ہی بیتاب اوسجا ۔ بنائے سیم تن سیماب وسجا
کہا آپ کیون ہوتے ہین بیکل ۔ ملے ہے وہ پریرو آج یا کل
محبت مین دمن بھی مبتلا ہے ۔ نہین مطلق اب اندیشے کی جا ہے
مگر نل ویسا ہی رہتا تھا رنجور ۔ بھلا شبنم سے ہو کیا تشنگی دور
ہر رنگ شمع جلتا تھا سراپا ۔ کہ آ پونہچا یکایک دن لگن کا
کرون کیا مین سما اوسدن کا تحریر ۔ زبان سے ہو نہین سکتی ہے تقریر
ہر اکسو بج رہا تھا بربط و چنگ ۔ جدھر دیکھو ادھر تھا راگ و رنگ
جہانتک تاجور آئے تھے اوسجا ۔ ہوئے درجہ بدرجہ رونق افزا
خرامان سب پریرویون کے ہمراہ ۔ گئی مجمع کے اندر چست ناگاہ
ادا سے الغرض دامن اوٹھائی ۔ گئی نزدیک نل کے مسکرائی
شتابی رسم شادی کی ادا کر ۔ چھپی پردے مین پھر وہ ماہ پیکر
کہ جون فانوس مین ہو شمع انور ۔ رہے پروانہ باہر غم سے مضطر
خواصین نل کو باہر سے بلاکر ۔ گئین بے پردۂ عصمت کے اندر
غرض تھی ہند مین جو رسم معمول ۔ کیا پہلے بجا سب نے بدستور
وہین جب ہو چکین رسمین وہ سب ۔ گئین سب سامنے سے جا بجا جب
ہوئی عاشق کو لینے بیقراری ۔ گران گذری تھی دسکو انتظاری

نہ پھیرین نرگسی آنکھین ادھر سے ۔ ہوئی تصویر سان حیران نظر سے
خدا جانے فلک کیا رنگ لاوے ۔ گلے سے کسکے اوس گل کو لگاوے
مہیا کر کے محفل کا سر انجام ۔ امیرونکو دیا شادی کا پیغام
تامل کی نہین پھر تاب لائے ۔ وطن سے اپنے سب بند مین آئے
ملے ہر اک رخ گلگون پر غازہ ۔ دکھائے اپنا اپنا رنگ تازہ
قضارا ایکدن وہ پاکدامان ۔ ہوئی ناگاہ پردے سے خرامان
جہان بیٹھا تھا نل یکبار گی جا ۔ دکھایا اپنی خوبی کا تماشا
یہانتک کی صفت اوسجا دمن کی ۔ کہ بھولا نل خبر اپنے بدن کی
دمن نے تو نہین پھر مکھڑا چھپایا ۔ گئی پردے مین دیوانہ بنایا
ندیمون نے بہت بیکل جو پایا ۔ تسلی دے کے مسند پر بٹھایا
جسے ہووے میسر مفت مین گنج ۔ خرابی سے اوٹھاوے کیلئے رنج
غرض جب دیکھتے تھے اوسکو غمگین ۔ اسی تقریر سے دیتے تھے تسکین
جسے ہو درد سر فرقت کا ہر دم ۔ نہین صندل سے ممکن ہے کہ ہو کم
ہوا شادی کی محفل کا سر انجام ۔ چلے سب دیکھنے کو خاص و عام
اوٹھی باجونکی یہ آواز خوشتر ۔ کہ آئی چرخ سے زہرہ زمین پر
عجب نقشے کا شاہانہ بچھا فرش ۔ ملا جس سے زمین کو رتبۂ عرش
ہوئی جسدم نہایت گرم محفل ۔ دمن نکلی مکان سے اپنے خوشدل
کیا ایسا کرشمہ دلبری کا ۔ کہ سبکو ہو گیا سایہ پری کا
گلے مین بے تامل ڈالکر ہار ۔ دیا سارے رقیبونکو وہین خار
یہان سب اہل محفل رہگئے دنگ ۔ ہوئی حالت سے اپنی اسطرح تنگ
پڑا عالم پہ جسدم پردۂ شام ۔ بر آئے عاشقونکے وصل سے کام
ہوئی اوس سے عجب رونق محل مین ۔ کہے تو مہر تھا برج حمل مین
دمن کو پھر برابر لا بٹھایا ۔ دوئی کا اک قلم پردہ اوٹھایا
محل اغیار سے خالی جو پایا ۔ ہوس نے بس قدم آگے بڑھایا
جلایا شوق سے جو جلد تر ہاتھ ۔ پڑا پہلے انار تازہ پر ہاتھ

ادسے کچھ دیر تک مستی مین ملکر
جھٹکا بچھو سے پھر عناب لب پر
مزا پستے کا لیکر پھر دہن سے
اوٹھوائین لذتین سیب ذقن سے

ملی لذت جدا جب ہر ثمر مین
شتابی ہاتھ کو ڈالا کمر مین
اگرچہ اوسطرف سے تھا تغافل
ولیکن اسطرف سے کیا تساہل

لگا کر شاخ سیمین کو کمر سے
دیا پیوند بس خرمائے تر سے
یہ نقشہ دیکھ دو زن گنبد مین
جلا کی شمع غیرت سے لگن مین

ہوا نیسان صدف مین جب گہربار
پرونے سے ہوا حکاک ناچار
جو تھا الماس اوسکا سخت ہائل
ہوا اکبارگی نرمی سے مائل

بدن تھا سرخ جو شنجرف کردار
کیا زردی نے اوسکو کہربا وار
ہوا چہرے پہ مہتابی کا عالم
گیا بالکل وہ بیتابی کا عالم

رہا دلدار سے لیکن ہم آغوش
کہ تھا باطن مین اوسکو ویسا ہی جوش
سحر کو جبکہ مہر عالم آرا
ہوا چرخ برین پر جلوہ فرما

کیا باد صبا نے عزم گلشن
ہوئی پھر پھول پر بلبل نوا زن
جدا ہو نل بھی اپنے دلربا سے
گیا محفل مین پھر خلوت سرا سے

قدم رکھ مسند شاہی کے اوپر
کیا ممتاز ہر اک کو سراسر
پہنائین خلعتین وہ رنگ رنگ
جو مارے دامن گلزار پر چنگ

ہوا یہ دُرفشان اوسدم زمین پر
کہ نیسان کو عرق مین کر دیا تر
غرض کر اسطرح سبکو سرفراز
اوٹھایا پھر سفر کا جلد ترساز

خوشی سے اوسنے سبکو گھر مین لایا
مکان اپنا پریخانہ بنایا
فراغت سے سدا بے زحمت غیر
لگا کرنے بہار حسن کی سیر

پلادے ساقیا اک جام بھر اور
کہ ہے اس دور کا ابسر ہی دور
فلک نیرنگ بازی پر پھر آیا
پریشان نل کو صحرا مین پھرایا

شورش جنون نل و درباختن ملک و مال بقرعۂ کجبازی حریف یعنی برادر خرد و وادیہ گزینی بدشت ہمراہ دمن

لکھوں کیا چرخ کی نیرنگ سازی
نہین اک نگ ہو کھیلے ہی بازی
کبھی گل چھوتے ہین بوستان مین
کبھی برباد ہوتے ہین خزان مین

دمن کو لیکے نل جسدم سے آیا
نہین اوسکے سوا کچھ اور بھایا
دیا سب سلطنت کا چھوڑ معمول
اوسی کے بس رہا کرتا تھا مشغول

رہا جب ایک مدت تک یہی حال
یکایک پھر گیا سب ملک و اقبال
کہ یعنے زور پر سودا ہوا ہے
بھلے چنگے سے مجنون ہو گیا ہے

گئی یون تازگی اوسکے بدن کی
خزانمین جیسے ہو حالت چمن کی
اوٹھا گرمی کا سر مین اسقدر جوش
کہ بیتابی سے باہر اوڑ گئے ہوش

طبیبون نے بہت گرچہ دوا کی
نہ دیکھی کچھ مگر صورت شفا کی
ملی ہرگز نہ اوس بیمار کی نبض
نپائی عشق کے آزار کی نبض

دیے سو سو طرح کے گرچہ جلاب
ہوئی اکدم نہ کم لیکن تب و تاب
رہے سب آخرش حکمت سے ناچار
ہوئے اس عارضے سے دست بردار

لگا کرنے فلک پھر کج خرامی
جہانمین ہو گئی بے انتظامی
ہوا گردش مین یون دور ستمگار
کہ اسمین ہو گئے سب یار اغیار

نہیں کوئی رہا غمخوار اوسکا
ہوا گھر مین سے آخر فتنہ برپا
جو دیکھا کام اب ہوتا ہے ابتر
کمر بھائی نے باندھی دشمنی پر

کہا اکروز اوسنے نل سے جا کر
کہ تنہا بیٹھتے ہین آپ اکثر
ہمی سے دلکو بیتابی و رنج
بجا ہے شہ کیخاطر شغل شطرنج

اگر راغب طبیعت ہو نہ اوسپر
تو کھیلا کیجیے کچھ دیر چوسر
کرین خوش دل جو بازی لگا کر
کہ کر دیتا ہے زائل رنج کو زر

نہین کچھ آپ کو ہے نقد کا غم
کہ دریا ایک قطرہ ہے نہ کم
ور بس تھا زور پر اوسوقت سودا
ہوا سنتے ہی نل مشتاق اوسکا

بجانا دشمن جان یہ ہوا ہی
سنا پر مکر باتون مین بھرا ہی
کہا یہ شغل بہتر ہے نہایت
مجھے یہ طور خوشتر ہی نہایت

محبت کیا کہ ہم تم اک جگہ ہین
اور ایکی نخل کے دو نو ہم مین
یہ کہہ کر پھر وہین چوسر منگائی
عداوت مفت مین سر پر اوٹھائی
لگا اپنے تئین پہلے ہرانے
رہے جسمین مخاطب اس بہانے
نہ تھی انجام سے اپنے خبر کچھ
نہ طراری پہ تھی اوسکے نظر کچھ
دیا ایسا فریب جادوانہ
کہ دم مین لیگیا سارا خزانہ
لگا کر ملک بازی مین سراسر
کہا سب ایک ساعت مین برابر
گیا جب ہاتھ سے ملک و خزانہ
ملامت کو اوٹھا سارا زمانہ
دیا اکبارگی لوگونسے فرمائے
کہ نل اس ملک سے باہر نکلجائے
اوٹھا اس حکم سے شور قیامت
چلے کرتے ہوئے سارے ملامت
نکال آئے اوسے اوجین سے دور
چمن سے کر دیا بلبل کو مہجور
کوئی اور دوسرا آئے نپایا
فلک نے دیکھیے یہ دن دکھایا
کف پا گل سے جو پاتے تھے آزار
چھپے اوسمین ہزارون خار پر خار
اوٹھائے سوز کیا رنج و اندوہ
کبھی پاؤن تلے صحرا کبھی کوہ
کہان کرتے تھے باہم سیر گلشن
کہان پھرتے ہین اب مجنون بن بن
کہان کھاتے تھے گھر مین نعمتین سب
کہان کھانے لگے خون جگر اب
چلتے تھے کئی اکدن مین شب تک
جو اب اک پیرہن ہی اوسمین شب تک

جہان ایسے ڈھب کا ہو خلاص باہم
وہان کیا نقد کے جانے سے ہو غم
حریف اس فن مین تھا عیار پرکار
دغا کے کھیل سے بس تھا خبردار
جو تھا بازی و دوران سے غافل
لگایا کھیلنے مین او بھی دل
پھر آخر اوسنے یہ حکمت لڑائی
کہ نل نے ایک بھی بازی نپائی
جہان تک گھر مین تھا اسباب و زیور
نچوڑا ایک بھی خس کے برابر
جو اوستادون نے آگے سے مثل دی
کہ ہٹی ہار ہوتی ہر جوے کی
اودھر نل اپنی حالت مین گرفتار
ادھر فتنے پہ مائل وہ ستمگار
نہین مجنون کا ہوا اس ملک مین کام
کہ دیوانے کو ہے جنگل مین آرام
علم کر برق سے ہاتھون مین تلوار
بنائی ہر طرف لوہے کی دیوار
دمن تھی ایک وحشت مین ہمراہ
دیا تھا ہمدم اوسکا نالہ و آہ
وہان بھائی سے تو کر کے لڑائی
ملامت دو جہان دنیا سے پائی
پڑے سے جو سیکڑون گرمی کے چھالے
قدم رکھتے تھے آہستہ سنبھالے
کبھی چلنے سے جو مجبور ہوتے
تو یہ کہتے اور اپنی جان کھوتے
کہان تھا فرش مخمل کا میسر
کہان ہو اب خس و خاشاک بستر
کہان خدمت کو تھے اک اک مشتاق
کہان اب خود ہو محتاج آفاق
پلا ساقی شراب روح پرور
خلل آئے نہ جسمین مرغ دل پر

کہ ہوا اب فتنہ پردازی پیام
بجھاتا ہے نئے انداز سے کام
عجب شئے دیکھا جہانمین عشق کا رنگ
کہ ہر ساعت بدلتا ہے نیا رنگ
جسے پھندے مین اپنے لا پھنسایا
جہانکے کام سے اوسکو چھڑایا

انداختن نل دام پیراہن بطائر و پرواز کردن مرغ با پیراہن و ماندن او در صحرای خارزار و پر آفت

اسے ہر اک طرح سکھلائے افسون
کہ لیلی کو بنا دیتا ہے مجنون
کیا نل کو آخر ایسا حیران
کہ صحرا مین لگا پھرنے پریشان
بیکس ہوئے بھوک کی گرمی کے مارے
لٹکتے دم کے ساتھی تھے شرارے
دمن وہ دیکھ کر احوال ابتر
کہا نل نے کہ اے فرخندہ اختر
بصبر اندر صدف باران شود در
بصبر از لعل و گوہر کان شود پر
یہی کرتا تھا باتین دلربا سے
کہ اوترا ایک مرغ اوسجا ہوا سے

ہزارون عاشقونکی مثل فرہاد
گئی ہے جان شیرین آمین برباد
نہ کچھ کھانا میسر تھا نہ پینا
ہوا دن رات غم کھا کھا کے جینا
ہوی جب کچھ دنون تک بیخور و خواب
زمین پر گر پڑی وہ ماہ بیتاب
پڑی اس طور سے بے صبر کیا ہے
ہمارا بھی یہان رازق خدا ہے
بصبر اندر جسم یک قطرہ آب
شود نہ ماہ را ماہ جہانتاب
نہ تھی جو بھوک سے طاقت دمنکو
بدن سے کھینچ اپنے پیرہن کو

برنگ دام پھینکا مرغ پر جلد ۔ ہوا سے بھی لے اڑا وہ تیز جلد
عداوت کی تھی بیہودہ مرے ساتھ ۔ ملا کر حیف سے دندان اب ہاتھ
مرا دل اسقدر ہے تجھ سے بیزار ۔ کہ جو تجھکو سزا دوں ہے سزاوار
زمانے کا ذرا اب دیکھیے رنگ ۔ کہ کیا کیا دمبدم کرنیگا تنگ
پلا ساقی مجھے اک ساغر مل ۔ مگر بہر خدا اندک تامل

کہا ہنسکر کہ اے صیاد نادان ۔ کیے تھے تو نے مجھ پر تیز دندان
اگر رکھ دل میں ہوس بھی پری کی ۔ اگر تجھے خواہش ہے پرورش مرغکی
یہ کہکہ اوڑ گیا وہ مرغ عیار ۔ دیا پھر گوشہ پہ جا کے کنار
ہوا طائر بھی حق میں اوسکے رہزن ۔ کیا عریان سراپا مثل سوزن
کہ قابو میں نہیں ہے دل مرا ۔ خوشی میں ہے یہی سبب آپ سے ہے

یافتن نل ماہی بر کنارہ رود و باز زندہ شدن آنہا و جستن بآب دریا و بیقرار شدن نل و دمن از گرسنگی

بھرا ہے چرخ میں از بسکہ نیرنگ ۔ جہاں میں وہ دکھلاتا ہے نئے رنگ
رہا اول موافق نل سے اسطور ۔ پھر آخر دیکھیے کیا کیا کیے جور
نہ دیکھا جب کسیکو واں پہ غمخوار ۔ چلا آگے دمن کو لیکے ناچار
سٹے جا اوسکے پہلے خوب رو گئے ۔ پھر اسکے بعد باہم ملکے سو گئے
گئے نزدیک جب اوسکے قضا کا ۔ ہوئیں وہ مچھلیاں اونکو ہویدا
کہا نل نے دمن سے کا سمن بر ۔ سفر کا دیکھ تو احوال ابتر
ہوئے جیسے جدا اپنے مکان سے ۔ پڑا ہے کام اب کیسے دوان سے
کیا جو قسمت اب تو نکا چرچا ۔ جلا دل آتش غم سے دمن کا
مگر برباد ناحق نقد جان کو ۔ ابھی ہے آئینا آسمان کو
ملا ہے بیچ اندک ابتو خوش ہو ۔ اوٹھا کے ہاتھ میں ان مچھلیوں کو
لیا ان ہاتھ میں قدم جلدی اوٹھائے ۔ ابھی آتا ہوں دریا سے نہائے
دمن لیجو اوٹھا کر مچھلیوں کو ۔ چلی اکبارگی آگے قدم دو
رہی حیران دمن اس ماجرا سے ۔ گری بیدم لگا کر دل خدا سے
کہا جیسین دمن نے یہ کیا ہو ۔ کہ گرسنگی سے شاید کھا لیا ہو
دمن نے اوسکو جو حیرت میں پایا ۔ سراپا ماجرا اپنا سنایا
یہ ہے خوبی ہماری قسمتوں کی ۔ دکھاتا ہے فلک گردش دنوں کی
ادھر دم کو لگیا وہ مرغ عیار
پلا ساقی نے اگلا رنگ مجھکو

کسی سے یہ نہیں ہوتا ہے یکسان ۔ کبھی جو انس کبھی ہے دشمن جان
فریب اوس مرغ کا آگے جو کھایا ۔ بہت بیچارگی سے وہ مین آیا
کئی دن بعد وہ دونو سفر میں ۔ کسی جا اک درخت آیا نظر میں
اوٹھے جو خواب کی گریہ سے بیتاب ۔ نظر آیا کہیں اک چشمۂ آب
کہیں اوس وقت وہ لہرونکی مارے ۔ پڑیں تھیں آگے دریا کے کنارے
انھیں کے مثل حالت ہے ہماری ۔ کہ رہتی ہے ہمیشہ بیقراری
نہیں غمخوار اب کوئی رہا ہے ۔ جہاں سب یکقلم دشمن ہوا ہے
صنم کی دیکھ اوسنے حالت زار ۔ کہا پھر اسطرح سے کاسے وفادار
بھلا دیکھیں کہ تا کب ہوتا ہے ۔ پھر آخر رنج کی بھی انتہا ہے
الگ جا اگ مین بھونو اسی دم ۔ کہ ہو جسمین کسی ڈھب اشتہا کم
ہوا یہ کہہ کے دریا کو روانہ ۔ نچانا دشمنی پر ہے زمانہ
نکیا یکمہ ہو گئیں سر نوست زندہ ۔ وہ مچھلی گر پڑیں دریا میں اکبار
نہا دریا سے نل جسوقت آیا ۔ پتا اونے مچھلیونکا کچھ نہ پایا
غرض ناچار ہو کر اوس گمان سے ۔ لیا پھر جا کچھ مطلق زبان سے
سمجھ گردش کو اپنے رنگ ایک انل ۔ کہا اوس نے کہ گنبد ہے یہ تو مل
خدا جانے ابھی کیا کیا دکھاوے ۔ نہ کر کسی طرح کا رنج دے

گذاشتن نل دمن را خفتہ در آنجا بخیال گرسنگی دمن

ادھر ان مچھلیوں نے بھی پلٹا
لگے رہ فرقت چشم تنگ مجھکو

کہ ہوتا ہے جدا اب یار میرا
عجب یہ دور ظالم ہو گیا ہے
جہان دیکھے کہین دو یار یکجا
گئی وہ عقل کی ساری رسائی
ترا مانند گل نازک بدن ہے
گوارا کس سے ہو دل ایسا غم
مناسب ہے کہ مجھ سے کھینچ کر دل
یہان تو مفت جان اپنی ہمارے
دمن اس گفتگو سے غم مین آئی
نکالی ہے کہان کی گفتگو یہ
وطن سے اب مجھے نسبت کہان ہے
نہ بھاوے رونق گلزار اسکو
اگرچہ عیش کا دل آشنا ہی
محبت سے مگر ہے دور یہ بات
نکالا پھر نہ منہ سے ہجر کا نام
نہ سوو دل کی بیتابی سے وہ رات
یہی بہتر کہ اسکو ست جگاؤن
اسی صورت سے دلمین کہ تصور
صلف سے آجتک کسی نے سنا ہے
سحر نے جب ادھر بچھا رکر بستر
کہا جی مین کہ یہ کیا ماجرا ہے
یہ کہکر [illegible]
پھری [illegible]
ہوئی جب [illegible]
گیا [illegible]

دمن از جدائی آن بے وفاے یار روزگار یعنی نل

رہے وان ایک سے سوفتنہ بر پا
سسر سسر جیمین نادانی سمائی
بہار گلشن وہ رشک چمن ہے
بنے کیون سر ونا حق نخل ماتم
وطن مین کیا جا کے تو مان باپ سے مل
خدا کو مینے سونپا پس ہمارے
کہا یہ کیا ترے جیمین سمائی
عبث رکھتا ہو دلمین آپ یہ دیر
وہان سے اور ہی اچھا بیابان ہے
گلستان ہو ہر رنگ خار اسکو
جہان مین سست بنیاد وفا ہے
مجھے ہو کس طرح منظور یہ بات
رہا قائم وفا پر کام و ناکام
سیہ بختی سے کی تجویز یہ بات
اسی جا بیکسی مین چھوڑ جاؤن
جدا کر لی دمن کی نصف چادر
کہ دلبر سے جدا عاشق ہوا ہے
ادھر وہ یان خواب سے وہ پا کہان
کہ اس گل کا نہین بالکل پتا ہے
چلی وہ رشک لیلی مضطر ہو
نہ دیکھا اپنے مجنون کو کسی جا
[illegible] تصور مین شکایت
[illegible] آرام پر اپنے نظر کی

اگرچہ نل عجب تھا مرد ہشیار
کہا اکدن دمن سے کہ اے مری جان
گل وہ خورشید کے مانند آیا
نہین ہے بحر غم کے دریا سے کنارہ
اگر اپنے تئین ہر باد ناحق
اگر دنیا مین ہین جیتا رہونگا
اگر زندگی مین وفا کی حق گذاری
کمین عاشق کو ہوتی ہی صبوری
جہان جسکا صنم بے ونق فراہو
او سیکا دوستی مین نیک ہی نام
رہے ہی جبتلک تن اقبال یاور
غرض جب اوس پری نے عقل بو دی
گئے دن جب کئی اسمین گذر اور
کہ ہے یہ نازنین بستر کی انعام
اکیلی ہوگی جب صحرا کے اندر
ادہی سے لبس تن عریان چھپایا
مگر یہ ظلم ہے دور فلک کا
ملیا یار کو جس وقت باہم
کہان جاؤن کہ ہر ڈھونڈون [illegible]
نہ کوئی اس جگہ پر آشنا ہے
جدھر وحشی کی صورت پھیرتی رہ
کہ گیا وحشت سے دلمین سمائی
نلا مار تھم پھری جیکے [illegible]

رہے تو رات دن غم خوار میرا
نہین ہرگز کسیکا آشنا ہے
ہوا جب سے مگر سو دیکا آزار
پھرے گی کبتلک صحرا مین حیران
نہ سرگردان ہے تو میرے ہمراہ
ابھی ہی دور تک اسکا کنارہ
بنے دنیا سے کیون آزاد ناحق
تو اکدن پھر خوشی سے آملونگا
نہین ہے چھوڑ جانا شرط یاری
کوئی دلدار سے چاہے ہی دوری
وہین اوسکا مقام دلکشا ہے
جو آوے بیکسی مین یار کے کام
جھکاتے ہین سبھی تسلیم کو سر
گئی دل سے نکل شورش جنونکی
ہوا پیدا اوسے سوز جگر اور
نہین باقی ہے میرے ساتھ آرام
یقین وحشت سے یاد آویگا جدوس
صنم سے آپکو عنقا بنایا
کہ وہ دل کو نہین رکھتا ہے یکجا
رہی آئینہ سان حیرت مین ہمدم
خدا جانے گیا ہے وہ کدھر اب
نہ اوسکا راستے مین نقش پا ہے
نظر پڑتے تھے شیر و گرگ آہو
جو کی اکبار گی مجھ سے جدائی
بچھا اپنا لیا کمنا سر اپھر

جہانمین عشق آگے سے ہوا ہے
کہانکی دشمنی مجھ سے نکالی
کہان مارا تھا اس اقرار سے ہاتھ
مثل کہتے ہین یہ اوستاد کامل
دمن کو نرم نازک بسکہ پایا
کہ اوس ساعت مسافر ایک ناگاہ
پہونچکر تیز دستی سے غضبناک
جو چھوٹی وہ پری کام بلا سے
گھڑی کہ مین جو اندک ہوش آیا
رہا پھر زندگی کا درد سر رنج
خدا جانے کہان وہ سنگدل ہے
اگر ہوتی اوسے اندک مری چاہ
اسی تجویز مین پھرتی تھی حیران
پھری چارون طرف از بسکہ بیتاب
نظر گرچہ ہزارون گرگ آئے
نہ پایا کہین دیکھا کوئی اودھر
جہانتک تھے وہانپر چیل جرّے
کہ بخشا کیون مجھے اوس بیر نے ہاے
مرے سینے سے تو اے دل نکلجا
اسی حالت مین دیتے رستے بارے
نہین پانی سے ہوتا تھا قدم تر
کوئی دن مین تجھے ملتا ہی آرام
اشارہ کر کے یون اوس سمت سے
کہا یارب مین ہون حیران سراسر
برنگ موج دریا فوج اکبار

کسی نے بھی نہین ایسا کیا ہے
جو خاطر مہر سے بالکل اوٹھالی
نچھوڑونگا دم آخر تلک ساتھ
کہ دیوانہ بکار خویش عاقل
دہن تک دم سے اپنی کھینچ لایا
چلا جاتا تھا منزل مین سر راہ
کیا خنجر سے دشمن کا جگر چاک
رہی بیتاب وہ سو دم دو پا سے
قدم آہستگی سے پھر اوٹھایا
پھرونگی کبتلک بیتاب ہر سو
نہان کس تنگدل کے مسکن ہے
نکرتا ترک الفت کی کبھی راہ
لے کوئی جو اس صحرا مین حیوان
رہی سب آفتونکے قید سے پاک
مگر بھاگے سب اوس سے دم چھپائے
پڑے عاجز تھے سب گویا کمر سے
ہوے اوس ناتوان کیواسطے ہو
نہ روکا اوسکو تھی تقدیر نے ہاے
نرکھا اس قالب غمناک مین جا
گئی بیتاب دریا کے کنارے
حباب آسا سبک جاتی تھی خوشتر
گئے ہین اب گذر گردش کے ایام
ہوئے غایب یکایک پھر نظر سے
اسے مین خواب سمجھون یا تصور
ہوئی چارون طرف سے بس نمودار

تجھے واجب نتھا جانا دغا سے
گیا تو ہی صنم سے ہو کے آزاد
کہان اسطور سے کر بیوفائی
کہ رستے مین کسی جا پر قضا کار
اگرچہ آسمان کھیلا تھا بازی
دمن پر ظلم دیکھا اوسنے جسدم
لیا پھر آخرش کاٹے سے دمن کو
اثر جو کر گیا تھا زہر تن مین
کہا یہ چرخ کجرفتار ہی ہے
کرون کبتک غم ہجران سے ہر سو
نہان کس شہر وسے دل لگایا
غرض اسطور سے مایوس ہو کر
کھڑی ہو بیدھڑک اوسکے مقابل
نہ ٹھہرا سامنے بھی شیر غرین
بھری سب آہوونے چوکڑی دور
کسیکا چل سکا اوسپر نکچھ زور
بر آیا جب نہ یہ مطلب وہان سے
چہ خوش بودے اگر مادر نزادے
نہ تو اب ہو نہ یہ آزار جان ہو
کیا جو شور نے اوسکے اثر کچھ
دمن کو دور سے دی یہ بشارت
عبث غمگین تری ہر دم صدا ہے
دمن اس ماجرے کو دیکھ گردان
کھڑی تھی اس تصور مین کہ ناگاہ
جو دیکھی یہ بلائے ناگہانی

خبر کرنا تھا کچھ راہ وفا سے
کیا سب عشق کا نامون برباد
گیا سب بھول رسم آشنائی
پڑا تھا اژدہا اک مردم آزار
چلی لیکن نہ اوسکی فتنہ سازی
ہوا اکبارگی غصے سے برہم
رہائی اوسنے دی یعنی دمن کو
ہوا تھا خشک خون سارے بدن مین
نہین معلوم اب کس فکر مین ہے
بسان فاختہ فریاد کوکو
کہ ابتک بھی وہ بے پروا نہ آیا
گیا اکدن گذر صحرا کے اندر
کرون اس زندگی سے مرگ حاصل
چھپائے دیکھ اوسکو ناخن کہین
یکایک ہوگئے وحشت سے کافور
ہر اک مردے کی صورت بنگئے گور
ہوئی پھر ہمنفس آہ و فغان سے
بجاے شیر مارا زہر دادے
خدا کے واسطے باہر وہان ہو
فرشتے سے پڑے اوسکو نظر کچھ
کہ مت رکھ اب تپ غم سے حرارت
کہ مالک بینواؤنکا خدا ہے
رہی تصویر سی یکبار حیران
گیا لشکر سے رک سارا گذرگاہ
جگا اوسکا ہوا دہشت سے پانی

اسی دم زندگی سے ہاتھ دھو کر
گری اکبارگی دریا کے اندر

خبر یہ جو خبرداروں سے پائی
نہایت سنکے رقت اوسکو آئی

اوسی ساعت بہت کوشش سے جا کے
اوٹھا کر ہاتھ مین لایا کنارے

دلہن کہتی ہے اپنا کس مکان مین
ولایت مین ہے یا ہندوستان مین

تجھے اٹکل نہین اسکا ہے نسبت
کہ دیوانے کو ہے صحرا سے نسبت

چلے تو اب ہمارے شاہ کے پاس
کہ ہو منظور اوسکو خلق کا پاس

تجھے جسوقت دیکھیگی نظر سے
نہین سمجھیگی کم لخت جگر سے

وطن کو اپنے پہونچیگی وہان سے
نہین غربت سوا حاصل یہان سے

بجا جب جسدم پھر کوس شاہی
ہوا لشکر پھر اک جانب کو راہی

سر راہ ایک منزل مین قضارا
ہوا درپیش جنگل ہاتھیون کا

ہوئے اسطرح سے ملکی ستمگر
کہ یکسر کر دیا پامال لشکر

مری جو تھی نہ کچھ آسیب آیا
خدا کے رحم نے اوسکو بچایا

تنہا آگے قدم اپنے اوٹھا کے
نکل صحرا سے آبادی مین آئے

گئی جب سامنے اوسکی پریشان
ہوا آنکھون سے اپنی گوہر افشان

رہا کچھ دیر حیرت مین کہ یارب
کنوین سے کب یہ نکلا ماہ نخشب

پریشان زلف سا دیکھا جو اوسکو
لگا وہ پوچھنے بس مہربان ہو

بتا مجھ سے نکر اس بات کا ننگ
ہے ظاہر مین حالت ہے تری تنگ

دمن نے دیکھ اوسکی مہربانی
سنایا حال اپنا کچھ زبانی

تری یہ خضر نے کی رہنمائی
سلامت جو یہان صحرا سے آئی

مری ہے مثل تیرے ایک دختر
وہ ہے مین غم مین قید مین برابر

پھرے ہے تنگ جسکی آرزو مین
کرونگا پروری مین جستجو مین

یہ کہکر پھر نہایت جست و ہشیار
مقرر اوسکی کر دی اک پرستار

اسی صورت سے بانو نے بھی اوسکو
جگہ دی دلمین اپنے مہربان ہو

قضارا تھا جو اوس لشکر مین سالار
ہوا کیا بیکسی مین وہ جگہ یار

جنا اوس مہرت کے خاطر ناخدا وہ
ہوا دریا مین یعنے آشنا وہ

کہا اے ماہ کیا ہے نام تیرا
لب دریا پہ کیا تھا کام تیرا

اکیلی گھر سے کیون صحرا مین آئی
یہ کسکے واسطے گردش اوٹھائی

تری خاطر بجا سیر چمن ہے
جہان غنچہ ہی گل ہے یاسمن ہے

محل مین اوسکے رہتی ہی جو بانو
بہت ہی نیک سیرت اوسکی خو

رہی کسواسطے ماتم سرا مین
کرے آرام قصر دلکشا مین

غرض اس گفتگو مین اتنے دن
رہا آپس مین اونکے عہد و پیمان

دمن بھی اوسجگہ سے کھینچ کر آہ
چلی ناچار ہو لشکر کے ہمراہ

اونھون نے بو جو اوس لشکر کی پائی
پہونچکر بے طرح آفت مچائی

نہین چھوڑا سلامت وان پہ اک تن
رہے باقی فقط تھوڑے برہمن

غرض لیکر دمن کو وہ برہمن
ہوئے آگے وہان سے پھر قدم زن

اونھون کا جو وہان فرمانروا تھا
عجب یادل و جگر آشفتہ تھا

نگہ رحمت سے کی جسدم سحر پر
نظر آئی اوسے وہ ماہ پیکر

سمجھ کر اوس پری کی قدر بہتر
بٹھایا تخت کے اپنے برابر

کہ کیا تجھپر پڑی ایسی تباہی
ہوئی تنہا جو اپنے گھر سے راہی

نہان رکھتی ہے اپنا حال پُر درد
ہوئی ہے کیون بہ رنگ کہربا زرد

کہا پھر اوسنے کاے شمع دل افروز
ہوا معلوم سب تیرا مجھے سوز

رہ اب دولت سرا مین شاد ہر دم
نہ سمجھونگا تجھے فرزند سے کم

اوسی سے ہم سخن رہنا شب و روز
اوسی سے حال دل کہنا شب و روز

اکیلی اب نہ گھر باہر قدم تو
اوٹھا سر پر نہ پھر بار الم تو

کہا ہے رات دن خدمت لیا کر
سدا آرام مین کوشش کیا کر

پلا ساقی شراب عیش پیہم
کرے جو غم تراشی دل کی ہر دم

آوارگی نل بجانبی سیاہ فام گشتن او از گزیدن مار و رفتن بہ ولایت رت برن از اشارہ آتش

کہون کیا نل کی اب بیتابیٔ دل
کیے کیا کیا سفر مین رنج حاصل

جو توڑا تھا صنم سے عہد و پیمان
نہایت دل مین رہتا تھا پشیمان

اوٹھاتا دنکو آہون کے شرر سے
گنا کرتا تھا راتو نکو ستارے

ملے ہر وقت بس افسوس سے ہاتھ
کہ ناحق مینے چھوڑا اوسکا ساتھ

اوٹھایا سب خلل اپنی خطا سے
کہ بیگانہ ہوا مین آشنا سے

نہین معلوم تھی وہ کونسی رات
جو سوجھی مجھکو یہ تدبیر ہیہات

اسی تقریر سے ہر وقت کہتا
کف افسوس کو مل مل کے رہتا

برہنہ پا بیابان در بیابان
پھرا کرتا تھا مجنون سا پریشان

برنگ کوہکن صحرا مین ہر دم
جگر پر مارتا تھا تیشۂ غم

کبھی یون ابر سا آنسو بہاتا
کہ صحرا کے تئین دریا بناتا

کبھی پھر برق سی آہین اوٹھا کر
کرے تھا خاک صحرا کو جلا کر

اسی صورت سے بیہوشی مین دن رات
کبھی گرمی کبھی کرتا تھا برسات

بہت دن جب یونہین گذری سفر مین
بیابان ایک پھر آیا نظر مین

طپش پڑتی تھی اسقدر سب سے وہان پر
کہ تھا گرمی مین وہ دوزخ سے بدتر

اوٹھی یکبارگی آواز وان سے
نہایت آشنائی کی زبان سے

کہ اے نل بے تکلف اسطرف آ
مجھے بے سلسلہ کر قید اپنا

سدا اسطور سے جب تک آئی
تسلی الغرض اوس بیدل نے پائی

گیا آگے قدم سے جون قدم چار
نظر آیا شعلہ مین اک مار خونخوار

مگر اک ماجرا تھا اس طرح پر
کہ تھا وہ مثل دود آتش کے اندر

تڑپتا تھا پڑا بیتاب و بیدم
طپش سے کھا رہا تھا پیچ پیہم

لگا نرمی سے کہنے کالے وفادار
کرون کیا مین مصیبت اپنی اظہار

کہ کل کاٹا تھا مینے برہمن کو
ملی ایذا اوسی سے یہ بدن کو

پڑا ہون آگ مین کل سے بیکل
بدن ہوتا ہے بالکل خاک جل جل

نہین ہے آپ سے ممکن نکلنا
قدم اک بھی ہوا مشکل سے چلنا

جو ہو بہر خدا کچھ رحم تجھکو
نکال اس آتش سوزان سے مجھکو

نہو گی گر عنایت مجھ پہ تیری
رہیگی پھر نہ باقی خاک میری

کہا نل نے ترا قالب گران ہے
مجھے ایسی کہان تاب و توان ہے

اوٹھاؤن کسطرح سے یہ گرانبار
بہت اسواسطے ہے زور درکار

یہ سنتے ہی اوسیدم وہ سیہ مار
ہوا انگشت کے مانند اکبار

غرض حالت پہ اوسکی رحم لا کر
لیا رکھ ہاتھ مین نل نے اوٹھا کر

زبس ظاہر مین تھا وہ کج ادا بس
فسون پر ایک بیک مائل ہوا بس

کہا پھر اسطرح نل سے کہ ایجان
بہت تو نے کیا ہے مجھپر احسان

شمار ہے ایک سے دس تک فرکر
مجھے پھر چھوڑ دے رستے کے اوپر

رہا نل باز اوس حرکت سکون سے
ہوا واقف نکچھ اوسکے فسون سے

کیا معنی پہ اوسکے کچھ نہین غور
ہوا بس مستعد گننے پہ فی الفور

زبانپر نو سے جون وہ اوسکو لایا
یکایک اوس بلا نے کاٹ کھایا

اوسیدم زہر سے وہ سیم اندام
ہوا مثل محک بالکل سیہ فام

جو پایا اوسنے یہ کالے سے آزار
ہوا آنکھون مین اوسکے دن شب تار

کہا رو کر کہ اے بدقول عیار
ہوا آگے سے کیا تھا مین گنہگار

ہوئی تھی کونسی مجھ سے برائی
عوض جسکے سیہ بختی دکھائی

برا ہی یہ ترے حق مین ستانا
مناسب تھا بھلے کو کیا جلانا

اگرچہ تھی مثل آگے سے مشہور
ہوا پرباد سے اوسکی مین مجبور

نہین کالے کو اپنا یار جانے
ہمیشہ دشمن خونخوار جانے

زبس تھی کج طریق اور کج ادا مین
نہین مطلق کسیکے آشنا مین

رہے ہین سات دن مائل کجی پر
نہین آتے ہین اکدم راستی پر

گیا افسوس نیکی کا زمانہ
بدی کا رہ گیا سب کارخانہ

جو دیکھا اسطرح سے اوسکو بیکل
کہا اوسنے نہو بے صبر اے نل

نہین مینے بھی کی تجھ سے برائی
اسی مین ہے تری آخر بھلائی

سیاہی سے نہو چندان پریشان
کہ ہے ظلمات ہی مین آب حیوان

مگر بے فائدہ خاطر کو برہم
عبث رکھتا ہے تو کاہیکا غم

کیا مینے یہ سب حکم خدا سے
توکل پر ذرا مضبوط رکھ دل
پھر اکڑتا ہے تو غفلت سے اسطرح
مبدل ہینے اس سے کر دیا رنگ
فسون کرنا وہ سیدم دم ہوا جو
کرے مشہور بابک آج سے نام
نکلتی ہے بدنسے میرے ہر سال
جلا کر آگ مین اندک جلانا
کہ ہے مشہور وہ عادل نہایت
ترے حقمین ہے صحبت اسکی اکسیر
کئی دن تک جو کی کوشش نہایت
جہان تھے قاعدے سب اپنے بہتر
سراپا دیکھ کر احوال اوسکا
کہ آیا ہے مسافر اک عجب آج
اونھون سے سنکے بہت برا اظہار
غرض نل کو سمجھ کر اوسنے بیکس
وطن سے کس لیے خاطر اوٹھائی
کہا نل نے کہ اے سردار عالم
اگرچہ ہون کئی فن مین مین استاد
کرون ظاہر کہ استاد ہمین وہ ہر
جہانتک ہمنشین تھے یار دمساز
جدائی سے ہمیشہ تھا یہ معمول
گذرتی سخت اوسکی حقمین نہایت
وہان تھے نل کے جو غمخوار دو چار
چھپے اکر فدر پوچھا نل سے کا یار

نہ ہرگز سمجھیو اسکو دغا سے
ابھی پردے مین مقصد ہوگا حاصل
عدو ہین دشمنی سے برسر جور
نہ پہچانے کوئی جسمین ترا رنگ
مین آؤنگا پری کی شکل بنکر
بر آئیگا ترا اس نام سے کام
اسے رکھ پاس اپنے ہوکے خوشحال
بدلنا پیرہن باقی بنانا
کرے ہے بیکسو نپر بس عنایت
نگر بہر خدا جانے مین تاخیر
ملی رت برن کی بارے ولایت
وہان اک طور تھا یہ بھی مقرر
کرے تھی عرض سب رت برن سے جا
خجل ہو جسکی رنگت سے شب داج
لگا کہنے کہ ہے وہ کوئی سردار
بلایا جلد اپنے روبرو بس
یہان کسکی محبت کھینچ لائی
کرون کیا عرض اپنا حال برہم
مگر سب مین ہنر اک خوب ہے یاد
روش اسپ عجب کی اور یاقدم ہر
کیا خوش ہوکے ہر اک کو سرفراز
کہ دنکو کام مین رہتا تھا مشغول
گران ہجر یہ گو گذری ہے جون آت
سدا رہتے تھے حیرت مین گرفتار
رہا کرتا ہے کیون راتو نکو بیدار

تجھے کچھ قدرت حق سے خبر ہے
سراپا جانتا ہون مین ترا حال
بغل مین خنجر کین سب چھپائے
کرے جب اختر اقبال یاری
کرونگا بس تجھے رشک چمن پھر
یہ کیچل ہے قبا جو میرے تن کی
ہوس آوے تجھے جسدم وہ اوسکی
یہانسے اب اسیدم ہو سبکپا
عجب ہے یاد اوسکو سحر سازی
سنا نل نے جو اوس سے یہ فسانہ
عجب خوبی کا دیکھا شہر آباد
کہ باہر سے مسافر جو سر شام
خبر دارون نے اوسکو دیکھ فی الفور
سیاہی گرچہ ہے زنگی کی مشہور
بدن ہے جو سیاہ اوسکا سراپا
کہا اے نیک سیرت کیا ترا نام
شرف کس بات مین رکھتا ہے کامل
وطن سے کچھ نہین رکھتا ہون مین کام
کہ گھوڑے مین ہنر یا عیب جو ہے
ہنر رت برن کو جب یہ سنایا
سفر کے بار سے گردن سبک کر
پھر اسکے بعد ہوتی تھی جہان شام
کیا اوس سیمتن کے غم مین سیج نا
کئی شب ایک نے دیکھا جو یہ طور
یہ ہے کس مہ جبین کی انتظاری

شب تاریک کو آخر سحر ہے
کہ رو گردان ہوا ہے تجھ سے اقبال
کھڑے ہین گھات رستے مین لگائے
میسر ہو فلک سے کامگاری
بناونگا بنفشہ کو سمن پھر
سراپا روشنی رکھتی ہے من کی
کہ ہو میرے بدن کا رنگ اصلی
شتابان ملک مین رت برن کی جا
کہ لیجائے فلک سے صاف بازی
ہوا خوش ہوکے آگے پھر روانہ
کہ دل بس دیکھتے ہی ہو گیا شاد
کرے تھا وان سرا مین آکے آرام
خبر کی راجہ کی خدمت مین اس طور
مگر تمثیل دنیا اوس سے ہے دور
یہ ہے سب ظلم چرخ نیلگون کا
ہوا غربت سے کیون ہمصورت شام
کیا ہے کس ہنر سے فیض حاصل
گدا ہون بیکس اور باہک مرا نام
نظر مین اپنی کر لیتا ہون اوسکو
بہت نل کو غنیمت اوسنے پایا
ہوا بارے فروکش نل وہانپر
رہا کرتا تھا غمگین بے دلارام
سحر تک شمع کے مانند رونا
بہت پیدا ہوا دلمین اوسے غور
جو کرتا ہے سدا اختر شماری

کہا تو درگزر اس ماجرے سے
کہ یہ امراض ہیں باہر دوا سے

طبیبوں کو نہیں اتنا ہی مقدور
یکایک جو دوا سے کرسکیں دور

مگر تو نے جو پوچھا ہی کرم سے
خبر کرتا ہوں اپنے درد و غم سے

کہ تھی ہمراہ میرے اک پری رو
شفیق و ہمدم و غمخوار و دلجو

زبس ہے چرخ کج بے مہر و خود کام
نہیں کہتا کسیکا اسکو آرام

عجب اک روز نیرنگی یہ آیا
کہ ناحق ساتھ اوس گل کا چھٹایا

اوسیکا دھیان جب آتا ہی مجھکو
نہیں کچھ خواب و خور بھاتا ہی مجھکو

تگاپوی برہمنان در جستجوی دمن و باز آمدن در شہر بندر بخانہ خود

پلا پھر ساقیا صہبائے گلرنگ
کہ دل ہے بیکلی سے آجکل تنگ

گئے ہر شہر میں اسکے جب جا بار
کہ آیا نل پہ اس صورت کا ادبار

اوٹھی افسوس کی آواز ہر سو
نکل آئے سبھوں کے سنکے آنسو

جہاں پر بیٹھتے دو شخص یکجا
نکرتے اس سوا کچھ اور چرچا

گئی جسدم خبر بندر میں مشہور
اوٹھا ہر اک طرف سے نالہ و شور

پریشان حال من نل اور دمن کا
جگر شق ہو گیا ہر مرد و زن کا

دمن کے باپ نے جسدم سنا حال
ہوا غم سے بہت اوسکا برا حال

کہا رو رو کے یوں سوز دروں سے
کہ بھولا ہو یہ گل نخل جنوں سے

نرکھتا نل جو سوا اسکے سروکار
نہوتا گرم رسوائی کا بازار

نہیں معلوم وہ بے سر و ساماں
کہاں ہو اب بیابان میں پریشان

دمن کا حال ابتر کیا ہوا ہے
اکیلی کس بلا میں مبتلا ہو

اوٹھاتے ہوں سفر میں کیا الم ہائے
کہ تھا جوں پیل اوسکو اک قدم ہائے

ندیکھا تھا مہ و خور نے جسے آہ
پھرایا اوسکو گردوں نے ہمراہ

میسر تھا جسے حلوائے تر روز
کھلاتا ہی اوسے خون جگر روز

رہا افسوس میں کچھ دم کسیطور
کیا پھر بعد اسکے جمع میں یہ مذکور

کہ بچھڑے پھرتے ہیں کوئی گل
سفر میں آفتیں ہوتی ہیں بالکل

طلب کرکے سبھی برہمن کو
جو ہو ڈھونڈنے والا دمن کو

کہا جلدی اکی تیار ہو کر
کمر باندھو دمن کی جستجو پر

جو لادیگا خبر اوسکی سفر سے
کرونگا اوسکو مالا مال زر سے

کیا اس رنگ سے جب قطع رہ
ہوئے مانند گل شاداب پھر

چلے اوس گلبدن کے شوق میں یوں
گئے سب باد صبا عزم چمن جوں

کوئی تھا کوہسار و پر نظر ساز
کہ ہو وہ کبک کس جا جلوہ پرداز

کوئی گرتا تھا صحرا میں تگاپو
لئے جسمیں دو رشک چشم آہو

اونھوں نے یکبیک گشت از بس گام
کہ کہتے تھے سدیو اوسکا سب نام

پڑا آخر گذر اوسکا وہاں پر
جہاں تھی جلوہ گر وہ نیک اختر

عجب انداز کی وہ سرزمین تھی
کہ خوبی سے نہایت دلنشین تھی

بنے تھے طرفہ تر ایسے مکانات
کہ آتی تھی نظر سیر طلسمات

لگا تھا سنگ سے جس مکان پر
تجلی طور کی ظاہر تھی اون پر

عجب خوش رنگ تھا چوپڑ کا بازار
کہ تھا بدرنگ آگے جسکے گلزار

کہیں آئینے تھے روشن سراسر
کسیجا خوشنما تھا سنگ مرمر

وہ تھے آب مصفا سے بھری جا
جنھونکے چشمۂ حیوان کو تھے جا

جہاں باغ سب رشک ارم تھے
نہیں کچھ روضہ رضوان سے کم تھے

زبس وہ شہر تھا دلچسپ و معقول
گیا اوسکو سفر کا رنج سب بھول

جو کی ہر طرف کو یہ سیر بازار
ہوا اک بتکدہ آخر نمودار

مبارک وقت تھا اور روز زیبا
کہ تھے سب دو عورت وہاں یکجا

برہمن سیکڑوں ناہید ثانی
سراسر کہ رہے تھے بید خوانی

دل و جان سے لگائے اوسطرف کان
بھرے تھے گوہر معنی سے سب کان

زباں پر مہر خاموشی کے مارے
دمن بھی اس میں تھی اک کنارے

برہمن جب کی آواز سنکر
گیا نزدیک محفل کے سبکتر

صنم کا بسکہ رہتا تھا اودھیان
لیا بغیر دیکھیں اوسنے بت کو پہچان

ہوئی بچشم وہ جو برہمن سے — اوٹھا بس جوش الفت کا بدن سے
کہا کیا ہے سدا کیوا حال تیرا — للا سمجھو کہان سے کھوج میرا
بتا ماں باپ کی مجھکو خبر اب — کہ جلتا ہے تپ غم سے جگر اب
مرے غم سے اونھوں پر کیا ہوا ہے — کہان سے ہیں اور احوال کیا ہے
کہا سب مین ترے فرقت مین حیران — لبون پر آرہی ہے درد سے جان
تری اس جستجو مین بے سر و پا — پھرے ہے قافلہ صحرا بصحرا
ہوئی میری یہانتک جو رسائی — ترے اقبال نے کی رہنمائی
سنایا حال جب یہ برہمن نے — دکھایا سوز اپنا بھی دمن نے
نہایت برق سے کر بیقراری — ہوئی آنسو سے ابر نو بہاری
وہانپر اتفاقاً ایک محرم — کہ تھی اوس نازنین کی یار و ہمدم
یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ — کیا بانو کو اوسنے جاکے آگاہ
کہ اسدم دیکھکر اک برہمن کو — ہوا ہے غم بہت اوس سیمتن کو
برنگ شمع روتی ہے کھڑی زار — نہیں کچھ سوز دل کرتی ہے اظہار
کہی جبوقت اوسنے یہ حکایت — تعجب مین ہوئی بانو نہایت
دمن کو بیقراری سے بلایا — تسلی دیکے زانو پر بٹھایا
کہا آنکھوں سے تیرے اے پریرو — بہے ہیں بے سبب کیوں آج آنسو
ترے غم سے نہایت غم مجھے ہے — بتا سچ کیا الم اسدم تجھے ہے
اسی صورت سے کی ہر چند تکرار — کیا لیکن نہ اوسنے حال اظہار
نہیں یہ از درون باہر نکالا — چھپا کر اور ہی بات تو نہیں ٹالا
بنائے جب بتان اوسنے دمن سے — الگ بلوا کے پوچھا برہمن سے
کہ اے زنار دار نیک کردار — دلاتی ہوں تجھے سوگند زنار
حقیقت جو کہ ہووے وا سمجھ راست — کرے تو مجھپہ ظاہر بے کم و کاست
برہمن نے جو راز دل چھپانا — نہ واجب وس نکو ستر سے جانا
اوسیدم کھولکر دفتر سخن کا — سنایا حال سب نل اور دمن کا
کیا جب فرض سے جوں خبردار — اوٹھا بانو کے دل سے جوش اکبار
کہا ور و دمن ہے کاے دل افروز — نہ پہچانا تجھے مینے کسی روز
مرے خواہر کی ہے تو دختر اے ماہ — بتایا کیوں نہ مجھ سے آج تک آہ
سمجھ کر اس قرابت کی مجھے دو — کیا تونے نہ کچھ پیوند کو رو
دمن یہ حال سنتے ہی جھپٹ کر — بہت روئی گلے اوسکے لپٹ کر
لگا سینے سے پھر بانو نے اوسکو — لگائے لخت دل آنکھوں سے رو رو
گئی دن اور گھر مین دمن کو — کیا غربت سے پھر رخصت وطن کو
ہوئی بندر مین جبدن آکے داخل — برنگ گل سبھو کے کھل گئے دل
پریشان ہجر سے ماں باپ دن رات — کیا کرتے تھے وہ ہیہات ہیہات
ہوئی اونکو یہ حاصل شادمانی — ملی پھر ہی ہیں گو یا نوجوانی
پلا ساقی شراب ناب مجھکو — کہ فرقت کی نہیں ہے تاب مجھکو
نہ جی لگتا ہے بے گلرو چمن مین — نہ دل آرام پاتا ہے وطن مین

بیقراری دمن در فراق نل و آوارگی برہمنان و نشان یافتن او و حیلہ انگیزی دمن در طلب نل فرستادنہ شدن او و معرفت برن بسواری آن

جسے ہے کچھ خیال لطف دلدار — نظر مین اوسکے عالم ہے شب تار
نہیں اس پیچ سے پاتا ہے آرام — پریشانی سے رکھتا ہے سدا کام
دمن جب غیر سے بندر مین آئی — جنون نے اور ہی رنگت دکھائی
پدر نے گرچہ دی اک باغ مین جا — کہ ہو آزاد غم سے سرو رعنا
وہان کچھ اور ہی تازہ ہوا غم — کہ گل ہے یار سے کیا خار سے کم
جلادی آتش گلشن سے اوسکا — ہوئی سبزے سے گرمی اور پیدا
چمن مین بیکلی سے روز بیزار — کہا کرتی کہ اے چرخ ستمگار
ہوئی وہ کون مجھ سے کج ادائی — تصور مین جو تیرے راس آئی
اوڑے تھا مرغ دل باہر ہوا مین — پھنسایا پھر یہان دام بلا مین

مجھے صحرا ہی بہتر اس چمن سے
مجھے غربت گوارا اس طرح سے

اگر چاہے مری اب زندگانی
نہ ہو برباد جسمیں نوجوانی

نہیں تو ورنہ غم کھاتی رہونگی
ترے ہاتھوں سے بس جاتی رہونگی

جگر شاداب رکھ میرا چمن سے
گرانی دور کر نازک بدن سے

جلاتی ہو تب غم سے عبث دل
کہ میں کب ہوں جدا اس سے میں غافل

سنائی بیکلی اوس کو لگی جب دم
ہوئے ماں باپ دونوں مجھسے برہم

کہا تم ہر طرف شہروں میں جاؤ
کسی ڈھب سے سراغ اس کا لگاؤ

نشان اس راہ سے پھر ڈھونڈھنا تم
کہ ہے وہ کون انسان آپ سے گم

پتا اوسکا ملے جس آشنا سے
اوسے لینا سمجھ عقل رسا سے

غرض بہزاد نامی اک برہمن
جو تھا سب میں بہت چالاک پر فن

وہ تھی رت ہرن کی بار ولا بہت
کہ آبادی میں جتھی یکتا نہایت

غم و محنت سے فارغ ہوکے دن رات
بسر کرنے لگا اس طور اوقات

ہوئی ظاہر کسیدن ایک محفل
فراہم تھے جہاں صد چار بیدل

تڑپتے تھے جو سب بسمل کی صورت
نہ تھی کچھ رقص کی اوسجا ضرورت

اوسی محفل میں بل تھا شوق افزون
دما دم کر رہا تھا آہ جانسوز

نظر بہزاد کی صورت جو آئی
یکایک دلمیں حیرانی سمائی

کرے کیا غیر تقریر آشنا کی
کہے بیدرد کیا باتیں وفا کی

پتا کس شہر میں مسکن ترا ہے
یہاں رہتا ہے کیوں اور نام کیا ہے

جلا کس آتشیں رخسار سے تن
بتا کس لالہ رو کے غم میں ہے سن

جو پوچھا رسم الفت کی ادا کر
کہا اس نے تکلف کو اوٹھا کر

جو ہیں اوسکے ملازم اور بر تر
اونھوں میں ایک میں ادنےٰ ہوں نوکر

نہیں کچھ ایک بھی خدمت مرے نام
تعلق وہ بھی رکھتا ہوں یہی کام

یہاں اورنگ شاہی خوش شما ہے
سمجھ ایسے بینوا کی قدر کیا ہے

نہ ہو جس گل میں کچھ بوئے وفا ہی
کرے کیا اوس سے کوئی آشنائی

مگر جینے کیا ہووے گوارا
یہ ظاہر ہے کہ تھا وہ سکونہ چارا

بلاکر آخرش دایہ کو با صد ناز
لگی کہنے کہ اے غمخوار دلسوز

تو لے جلدی خبر میرے صنم کی
نگر با خیر اس میں ایکدم کی

کہا دایہ نے سن اس گفتگو کو
کہ بیتابی میں تو اوقات مت کھو

نگر دیوانہ پن کی گفتگو تو
اگر کہنی چھوڑتی ہے اسکا پرچی وہ

یہ کہکر پھر محل میں جا بگے فی الحال
کہا ماں سے وہ من کے غم کا احوال

ہزاروں برہمن غمخوار دلسوز
خبر کے واسطے بھیجے ادھی روز

جہاں خوبی کا دریا موجزن ہے
وہاں پہ دیکھیو اوس تشنہ لب کو

جو چھوڑے خواب میں لکر اپنا
کرے اوسکو وجد اغمخوار اپنا

مفصل پھر بیان اوسکا سنانا
سراپا خال و خط اوسکا بتانا

گیا جب رفتہ رفتہ وہ بہت دور
نظر آیا اوسے اک شہر معمور

زبس اوسنے مکان دلچسپ پایا
خراماں سیر کرنے اندر آیا

کہ تھا تو نکو طواف دیر کرتا
سحر سے شہر کی وہ سیر کرتا

عجب مجلس کا تھا ساماں تیار
بجائے شمع تھی آہ شرربار

بجا کر ساز بیتابی کا باہم
اوٹھاتے تھے زبان سے نغمۂ غم

جنون سے اسقدر تھا حال ابتر
کہے تو وجد کی حالت تھی اکثر

کہ آیا کون ہے یہ مرد غمخوار
کہ پیدا اس سے ہے الفت کا آثار

اشارے سے حقیقت کو یہ پوچھکر
کہا بہزاد نے کا اے نیک منظر

نظر کس برق عارض سے لڑائی
گھٹا سی جو سیاہی تن پہ چھائی

نظر آتی تھی کسکی زلف خمدار
ہوا ہے مثل شانہ جو دل افگار

کہ جو اس شہر کا فرمانروا ہے
نہایت نیک خلق اور باوفا ہے

مگر اہل فراست ہیں جو ہشیار
اونھوں کا ہم ہنر سے اپنے سرکار

اگرچہ ہوں یہاں گمنام بیشک
مگر کہتے ہیں سب بعضے نام با لک

حقیقت میں بہت ہی نیک کردار
وفا کی رسم سے تو ہی خبردار

جدائی یار کی گرچہ ستم ہے
نہیں کچھ موت سے عاشق کو غم ہے

یہ سن تقریر اوسکے سمجھ برباد
سمجھ کر دلمیں اپنے ہوگیا شاد

لگا کرنے فطرت کا نشانہ
سنی تھی نل کے منہ سے گفتگو جو
کہا جسمین نہ ہے گیا ماجرا یہ
ہوئی پھر کو نسی اوسکو ضرورت
کہا اسطرح سے کا ای میرے غمخوار
ٹل تیرے سبب پھر زندگانی
کہ بیٹھے جو گر خاطر سے وہ آپ
تری گردن میں آ ئے گی حمائل
مسافت سے نہ لا خاطر پہ کچھ رنج
کہ ای شیرین دہن یہ کیا سخن ہے
کرے تجویز ایسی اور تدبیر
سنا ہے کہ نل ہے ہر فن اوستاد
جو ہے وہ شخص نل جسپہ گمان ہے
کہ روز میں ہے بر کے سجا
بلا کر ... ہے اوسے دم
دمن نے آج بھیجا ہے یہ پیغام
اگر چہ یہ سخن مجھکو ہے منظور
مری خاطر کرے جادوگری ہے
کہا کیا ماجرا اسوقت نل سے
کہ اک تو جو شمین ہے چشم گریان
کیا مذہب یہ کس کافر سے حاصل
مگر ایں بات سے شاید خفا ہے
دمن سے اسطرح ہے بد گمان ہے
یہ صورت ہے اپنے دلکو سمجھا کے
بہت ... ہے ہین ایسے تیر و فقا

ہوا بندر کو پھر سید ہا روانہ
کیا ظاہر مع تصویر اوسکو
عجب نام اور تقریر بر وادیا
کہ رومی سے بنا زنگی کی صورت
نہین مانند تیرے کوئی ہشیار
ہوئی سبطرح حاصل شادمانی
پہونچ جلدی سے اپ رتبہ بر کے پاس
کہ ہے دل اوس پر کیا تجبہ مائل
کہ ہے اس رنج مین حاصل تجھے گنج
عبث تو اسطرح شکوہ شکن ہے
نہو جسمین کوئی تیر انہ بان گیر
بہت ہین اوسکو سحر سامری یاد
تو اوسکے واسطے یہ امتحان ہے
کہا پیغام اوس غنچہ دہن کا
کہا اسطور سے کا ای میرے ہمدم
کہ ہے تیار شادی کا سر انجام
وسے بند ... سے ہے بہت دور
برنگ خضر کر کچھ رہبری تو
دیا پیغام یہ گویا اجل سے
ادھا بحر الم سے اور طوفان
پھر اوس بت کا جو ایمان ہے دل
کہ آیا مین ادھر اوس سے جدا ہو
مرے احوال پر وہ مہربان ہے
کہا رتبہ بر نے پھر کیا کیا جائے
ہوا کے مثل اوڑ جاتے ہین اکبار

صبا کے مثل ہو کر بس شتاب یار
دمن نے یہ خبر جسوقت پائی
پڑی تھی رخ پہ گیا زلف سیہ فام
بلا کر آخرش اوس برہمن کو
پڑی تھی دور ہین اپنے وطن سے
مگر ہے ایک تجھ سے التجا او
اد اکر جا کے اوس سے اس سخن کو
مہیا ہین وہان سب نام و ساتی
برہمن ہو گیا بت اس سخن سے
مناسب ہے نہین ایسا بہانہ
کہا میری اسی مین بہتری ہے
کرے گھوڑونکے اوپر جب فسون دم
صنم کی گفتگو سن وہ برہمن
دمن کی سنکے اوسکو انتظاری
کیا تھا تو نے آگے مجھ سے اقرار
بلایا ہے مجھے اسواسطے اب
ملے ایسا کہان تخت رشان اب
ملے گی وہ پری کوشش سے تیرے
بہت سنکر الم اوسنے اوٹھائے
بجھاؤن ملے کس ہیر و دام
عجب کچھ پھر گیا وہ زمانہ
کہا اکبار گی پھر یون سمجھ کر
نہین بت برن کو پیغام آیا
یہان درکار گھوڑے کی سواری
شب تاریک مین مثل ستارہ

خبر دی یہ دمن کے باپ کو جا
برنگ برق بیتابی مین آئی
جو غائب ہے سحر پر اسطرح شام
کہ جسنے پھر دکھایا تھا وطن کو
بہت عاجز ہوئی تھی جان و تن سے
کرے کچھ روز سے راہ دغا او
کہ ہے شادی کی خواہش اب دمن کو
مگر مین جشن کے در و سر بانی
لگا کہنے پھر آخر یون دمن سے
کہ بیڈھب ہے بہت رنگ زمانہ
یہ عاشق کے لیے فسونگری ہے
دکھا دے ایکدم مین سیر عالم
ہوا مثل صبا آخر قدم زن
ہوئی پیدا نہایت بیقراری
کہ ہو گا وقت مشکل مین ترا یار
کہ ہے مائل مجھے پردہ شکر اب
کہ وہ دشمین فقط پہونچون ہان اب
نہین تو بس گئی ہاتھو سے میرے
ہزارون اوسنے غم سے پیچ کھائے
جو ہوا آہو سے وحشی ہر ارام
کہ بیگانہ ہوا اپنا یگانہ
کہ ہے بالکل غلط میر تصور
مجھی کو اس بہانے سے بلایا
کہ گم ہوتے ہین بہلنے مین جاری
چھپا جاتی تھین چشم نظارہ

یہ کہکر کہ جلد پھر اسی جنگل مین جا
چلاوے جسقدر گو کوئی جلد رو ہو
لگا کہنے کہ کیا ہی خوش قدم ہو
کہا اسنے نہین بہتر ہی کوئی
جو ہو گھوڑا ہی کیخاطر کام خوب
سواری کرا و نکو پر بس لا رسیدہ
لگا کہنے وہین سے کہنہ اسپ
سفر کے حق مین بہتر اسپ لاغر
یہ سن رت برن نے پھر موڑ کر باگ
چلے جاتے اسی ڈھب سے سبکتہ
زبس تھے چست و چابک تک کرو آ
نہ ہونگے ماندگی سے تنگ اکدم
ہزارون اسپ کے نام و نشان مین
سنائے جو ہنر اونکے زبانی
کہین اس لطف کی چرچے مین اگیا
کہا اس جاہ مین مت جایئے آپ
اگر اسواسطے پھر جائینگے ہم
یہ تھا ڈر کو راہ مین کہ ناگاہ
اگرچہ سب ہنر ہین یاد تجھکو
عجائب اک حساب آیا ہو ایسا
جو تھا ظاہر نہین و سپر ہنر یہ
نہین گن کر سمجھ لونگا مین حساب
عبث دلمین ترے اسکا گمان ہے
کہا نل نے کہ چلیے آپ کچھ دور
زبس رت برن تھے بے صبر ہر دم

سے آیا چن کے دو گھوڑے سبکپا
نہین کچھ فرق اسمین ایدل افروز
کوئی دم مین رواں سوئی عدم کی
انہین پر ختم ہی ساری نکوئی
وہی بہتر ہو اچھا اور ہی خوب
چلے دونون مکان سے اپنے باہم
زمین پر گر پڑے آخر برابر
کہ چلتا ہی قدم سے وہ سبکتر
منگائے نل کے دو گھوڑے جو اچھے
کہ تھم پڑتے نہ تھے گویا زمین پر
کہا رت برن نے نل سے اے مرد ہشیار
رہیگا گر ذرہ چلنے کا نہین دم
یہان نہین چھٹکے جا جر گتہ جو ہی یہان
ملی اسکو وہین اک اک نشانی
ڈوپٹہ گر پڑا کاندھے سے اوسکا
کہان نزدیک اوسکو پائیے آپ
نہین جبتک پہونچنے پائینگے ہم
نظر مین اک درخت آیا سر راہ
بنایا حق نے ہی استاد تجھکو
کرین جسسے بیان سب پتونکا
تعجب مین رہا بس دیکھ کر یہ
رہیگا عمر بھر باقی مجھے شک
ٹھہرنے کی بھلا فرصت کہان ہے
نہین ہنسنے کا مین جلدت سے مجبور
چلا آخر وہانسے ہو کے برہم

کہا یہ خوب وہ دونون بادپا ہین
تمھارے رت برن جو دو آتش ہنر سے
چلین گے کسطرح سے یہ سفر مین
اب آگے آپ کی مرضی بجا ہی
غرض کر اوسنے اپنی کارسازی
نہ پہونچے تھے وطن سے ایک فرسنگ
کہا رت برن سے نل نے کہ اے اے
بہت مشکل ہی غمخواری سفر کی
دو تھون کے خانہ زین پر جو آئے
ہوا کہ دیکھ وہ دونو کی شتابی
تجھے کیونکر ہوا معلوم یہ راز
کہا یہ راز نہ باہر ہی بیان سے
اور اگرچہ اس صورت سے گفتا
نہایت ہو کے خوش نل کو سراہا
کہا نل سے ذرا رک جا یہانپر
نہین ہٹنے کا اب دو اک قدم پر
تامل اب نہین اکدم کا منظور
خوشی سے راے نے دی نل کو آواز
مگر مین بھی ہون کچھ حکمت سے آگاہ
یہ کہکر پھر مخاطب ہو کے نل سے
کہا کیونکر یقین ہو مجھکو اے راے
ہوا اس بات سے رت برن حیران
مفصل حال سب تیرا ہی جانا
مری خاطر نہ کیجیے اضطرابی
یہان نل نے کمر سے کھینچ دشنہ

سفر کیواسطے دونون ہین چھان بین
اونھین دیکھا حقارت کی نظر سے
کہ ہین لاغر بہت میرے نظر مین
زبانسے جو کہ فرماوین بجا ہی
منگائے اور ہی دو اسپ تازی
کہ گھوڑے ماندگی سے ہو گئی تنگ
نمانا آپ نے کہنا مرا ہاے
کہ رکھتا ہی سفر صورت سفر کی
قدم اکبارگی وہانسے اوٹھائے
نہین آتی تھی تاب ہمرکابی
کہ ہین یہ بادپا دونون قدم باز
نہین ہوگا ادا ہرگز زبان سے
کیا پھر راجا نے گھوڑون کا اظہار
کہ کیا بہتر ہنر رکھتا ہے آیا
کہ مین اوسکو اوٹھا لاؤن لپک کر
کہ وہ سو کوس پیچھے چھوٹا جاکر
کہ فرصت کم ہی اور رجانا بہت دور
کہ سن میرا سخن اے نکتہ پرداز
ہنر کی اندکے معلوم ہی راہ
بتائے سب بہ مشکل رای نل سے
کہ ہی جولان نہین اسپ مری راے
کہ ناحق اب یہان کرتا ہی تکرار
کہ اسجا سے ابھی ہی دور جانا
پہونچتا ہون کوئی دم مین شتابی
آیا رت برن کی حکمت مین رخنہ

کہ بیٹھے کاٹ کر اوس نخل تر کو
لیا بالکل سمجھ اوسکے ہنر کو

کیا گھوڑے کو ویسا ہی روان پھر
ہوا رت برن سے ہمزبان پھر

مجھے بھی یاد ہے جو نکتہ دانی
کرونگا سب ادا ایک یک زبانی

ہر اک باتونکا عالم مین ہنر ہے
جو ہے دانا وہی سب سے خبر ہے

نہ پانسا پھینکنے کا ہے یہ انداز
لیا کرتے ہین بازی یعنی دغاباز

بہت رویا زمانے کی جفا سے
کہ دشمن ہو گیا غالب دغا سے

عدو کی کر گیا معلوم جو راہ
نہین کچھ پوچھنے کی پھر رہی راہ

کہا اک آپ سے ہی التجا اور
ہنر بتلایئے کوئی نیا اور

ہوا یون اوسے سنکر نکتہ پیرا
کہ ہے بہتر نہایت اسکا چرچا

رہے کچھ دیر تک تقریر آرا
نیا پایا پھر ہنر جو سب کا سارا

سنایا فسونکا نل نے پھر جب دم
برنگ مار کھائے پیچ پیہم

اسی افسوس سے ہاتھونکو مل مل
رہا پھر رات تک شہ مرد بیکل

ملاقات نل بہ دمن

خوشی سے ساقیا اک جام بھر دو
کہ آیا ہے مے گلگون کا پھر دور

سحر کو جبکہ خورشید جہانتاب
ہوا پھر برج مشرق مین عیان تاب

ہوے بیدار سارے مرغ و ماہی
لگی چلنے نسیم صبح گاہی

قدم پر سرو کے شادی سے پھر جھوم
مچائی قمریون نے باغمین دھوم

فلک سے مژدۂ دلدار پایا
جہانمین عیش کا آثار پایا

سحر ہوتے کرے گھوڑونکے سبک گام
ہوے بندر مین آ داخل سر شام

سواری دور سے آتے جو دیکھی
ادھر آئی محل سے کھلکھلاتی

نہ ٹھہرے شوق سے پھر پاؤن اک دم
کبھی اندر کبھی باہر یہ عالم

یہان جو شہر مین رت برن آیا
کہین آثار شادی کا نہ پایا

نہ اوٹھتی تھی کہین مردنگ کی تال
اسی صورت سے سب باجونکا تھا حال

سمائی دلمین حیرانی نہایت
ہوئی حاصل پشیمانی نہایت

مرادہ کو نہ تھا دشمن جان
مسافت مین کیا ناحق جو حیران

کہ چھوڑا ملک اپنا کس سبب سے
ہوا وارد یہان کسکی طلب سے

کہا یون رسم مہمانی ادا کر
کہ ہے ہر چند گستاخی سراسر

یہان سے ہے مسافت اسقدر دور
کہ تھا صدر کو نہین جانیکا مقدور

سمجھ کر آپکو ناخواندہ مہمان
ہوا دلمین بہت اپنے پشیمان

ندامت اسقدر پہلے اوٹھا کر
کہا یون آخرش باتین بنا کر

تمنا یہ مجھے رہتی تھی دن رات
کہ ہو اک دم میسر گر ملاقات

خوش آن حالیکہ با عقل دل آرا
بہم باشند شاہان محفل آرا

خوشی سے پھول اٹھی بلبل آشیان مین
سبق پڑھنے لگی جا بوستان مین

گران گزری تھی پہلی نل کی منزل
کھلا اوسدن خوشی سے غنچۂ دل

ہوا رت برن اوس سے اور خوشتر
کہ دیکھونگا صنم کو آج چل کر

دمن کو بیکلی اوسدن اُٹھی تھی
محل مین صبح کاذب سے گھڑی تھی

عجب سینہ خوشی سے پھول آیا
کہ محرم مین نہین پھولا سمایا

ہوئی جون قرب وہ چابک بیتک
صدا لے رنگ پہنچی آسمان تک

نہ آئی کانمین طبلے کی آواز
نہ دیکھا اک جگہ پر رقص کا ساز

نہین نوبت سنی بجتی کہین جب
ہوئی رت برن کی نوبت بری تب

کہا جیمین یہ کیا ہے مکر سازی
ہوئی ہے کس سے یہ وباہ بازی

دمن کے باپ نے بھی یہ خبر پایا
رہا کچھ دم تلک حیرت سے غم کھا

بہت ظاہر مین آخر پیش آیا
مکان مین اپنے ناچاری سے لایا

عنایت کی ہے یہان جو آپ نے
بھلا کس راہ سے تشریف لائے

یہ سنکر اور بھی حیرت مین آیا
گریبان مین اوسیدم سر جھکایا

لگا آیا عرق سارے بدن مین
خجالت سے نہ بات آئی دہن مین

کہ تھی جو لکھ دیئے آشنائی
محبت اسطرف کو کھینچ لائی

کرون باتین ادا الفت کی کبتک
رہیگا نامہ و پیغام کب تک

دمن کے باپ نے سنکر یہ تقریر
کہا خاک قدم ہے مجھکو اکسیر

مبارک آپکا آنا یہان ہے
یہان جو چاہیے موجود سب ہی
اکیلا جو یہان وارد ہوا ہے
یہان تھا نل کا جو اقبال یاور
کہ ہین وہ کون اور آئے کہان سے
کہ مالک تم رہے ہو کس مکان کے
کہا مجھ سے ہزار تہ برن اب ہی
کہا کچھ نل سے بھی تجھکو خبر ہی
کہا محرم سے پھر یون نل نے سنکر
دمن عالی ہی پر وہ جو یہان ہی
اگرچہ نل بھی خود موجود یہان ہے
کہ گذرا حال کیا اوس پہ کہن ہے
نہ نکلی بات پھر ہرگز دمن سے
کہ ہوا اک شخص دونون مین جو مغموم
خوشی کی پھر بہار آئی جہان مین
کہا ہے آپ دانشور و ہنرور
یہ کہکر پھر سبھو اور دیگ منگوا
ہوئی دل مین بہت تشویش پیدا
گیا جو نکر اس رنگ سے نل
جو کی پھر اوس [illegible] نظر پر
لیے تھا جنک [illegible] مشہور شہرہ
دہ پکی تھی غذا اوس دیگ مین جو
اوسیدھم [illegible] ونکو اپنے بلوا
ہوئی اونکو اجازت چمن کی
لگے سے نل نے [illegible] کرنگا یا

حقیقت مین تو اچھی کا مکان ہے
تکلف کچھ نہین درکار اب ہی
خدا جانے کہ اسمین ہیچ کیا ہے
دمن نے ایک محرم کو بلا کر
کدھر کا عزم رکھتے ہین یہان سے
کہو سچ رہنے والے ہو کہان کے
دمن کو جس سے مطلب کی طلب ہی
پریشان زلف کا مارا کدھر ہی
کہ ہی اسیدھم کہان تیرا تصور
ادا پر اوسکے مفتون ہی جہان ہی
مگر تیری نظر سے بے نشان ہی
گیا یان سے جو تھا پیغام لیکر
ہوا ناکام رقت مین سخن سے
مجھے ظاہر مین نل ہوتا ہی معلوم
رہی غم مین بہت دن تک خزان مین
پکاتا ہی غذائین خشک و ترم
دیے دونون مع آگ اوسکو بھجوا
کہ پھر اسکے آنے کا اچنبھا
دیا محرم نے اوسکو بھولی دل
ہوا اکبارگی پانی سے ابریز
رہا پھر رنگ آتش غنچہ در دست
دیا اوسکے سامنے پھر لاکے اوسکو
اشارہ ونسے دیا اسطور فرما
چلے سب کرکے آرائش بدن کی
کیے تو ہار پھولون کا بنایا

جہان ہو کار نمایان و ولیکن
یہ کہکر فکر مین پھر جی ڈوبایا
زبس پیدا ہوا اس فکر سے غور
کہا محفل مین چھپکے یہان تو جا
دمن کے حکم سے محرم ذی فور
بڑا ہی کون ان دونومین ہمراہ
ملی اس گفتگو مین جو نشانی
کہان کس جا کہ بیٹھا ہی بہت بیدل
حقیقت گرچہ سب ہیچ سنائی
جہان کہتے ہین وسکی اور سے جا ہے
اشارون سے کیا جب حال اوٹھاکے
یہ سن محرم کی باتین عاشق زار
یہ حالت دیکھ محرم نے اوسیدھم
اگرچہ ہو گیا ہی رنگ تبدیل
زبانی سنکے یہ محرم سے مذکور
اگرچہ ماجرا ہی اگر دکھاوے
جو دیکھی نل نے پھر محرم کی صورت
نہ اسطور کی نازک کوئی بات
نہیں آتی تھی اوس سے نکہت یار
رکھی جب دیگ ہاتھ پھر اوٹھا کر
غرض محرم نے اس امتحان کو
دمن اکبارگی بو اوسکی لیکر
کہ تم آراستہ ہو کر سب اک ساتھ
جہان بیدل ہی بیٹھا تھا وہان جا
یہان تھی جو دمن کو اضطرابی

دوئی کا کب طرح ہو دخل اسجا
کہ آیا کس ارادے پہ یہ آیا
رہا رخ مہر و شطرنج کی طور
دہانے سے جلد دونون کی خبر لا
حقیقت نل سے پوچھی جا کے اسطور
کہ ہے تم مین جب اقبال ہی یار
گیا محرم پہ کھل راز نہانی
ترستا ہے پڑا مانند بسمل
سخن کی تہ مگر تو نے نہ پائی
اونکو مین ایک مین بھی ہون [illegible]
کہا محرم نے پھر دین کرکے اصرار
یکایک [illegible] دل سے [illegible] دکھانا
گیا گھر مین دمن کو جاکے محرم
مگر باتونسے سب ملتی ہی تمثیل
ہوئی اوس غنچہ لب کی کلی یہ
مجھے شک یقین ہوا اوس سے آوے
ہوا بیکل سمجھ کر کچھ ضرورت
لگے اوس گل سے جو [illegible]
ہوا خوشبو سے اوسکی مست اک یار
لگی باہر اوبلنے جوش کھاکر
خبر دی جلد جا اوس دلستان کو
خوشی سے ہو گئی بس تازہ دم تر
کرو مہمانونسے جا ملاقات
گئے نزدیک تسلیمین بجالا
کہا یون نل نے اپنے جانشانی

کہا اب وہ شخص آیا ہی یہان پر
کہا ان نے کہ اب جلدی نکر تو
روش کس قہب کی وہ انداز کیا ہی
کہان رفو نہین وہ دل دیجا ہی
کیا آخر اشارہ یون دہن سے
کہا کچھ بھی نہین ہے کام میرا
کہا ہی مثل غنچہ کس لیے تنگ
کہا کس شہر مین مسکن ترا ہی
کہا خواہش تری کس چیز پر ہی
کہا سودے مین کسکے ہی گرفتار
کہا خشکی لبی کیون لعل لب ہے
کہا کس کاروان کے ساتھ آیا
کہا کچھ یاد ہی سودا کا دیوان
کہا کس کام مین رہتا ہی مشغول
کہا کچھ ہی گل و بلبل سے سروکار
کہا کوئی ترا ہے یہان پہ غمخوار
ہوے جب غنچہ باتون مین اشارے
او سبدم ہو گئے قید غم سے آزاد
چراغ روز نے چراغ آشنائی
ہوا ہمدم گریبان سحر چاک
نکالا اوس سانپ کی کیچلی نے ...
فقط گذر تھا کدم بلکہ کچھ کم
کیا جون ... اوسکو ... بالا
بنا تھا پہلے جو آتش کل ...
... نگ ... تا ... پڑھے

ہین جسکے ہجر مین مثی ہون مغلط
قناعت اندکے رکھ صبر پر تو
کہا ہی دیا کہین کا بادشہ ہی
کہان الفت کے پہندے مین پھنسا ہی
کہ پوچھے حال ایسا ئے سخن سے
فلک سے دہر مین گمنام ہی ہی
کہا ہی دنگی حیرانی سے یہ رنگ
کہا اب بے نشان مسکن ہمارا
کہا مجکو ہوا سے سیمبر سے ہے
کہا اک شعر ری کا ہون خریدار
کہا سینے کی گرمی کے سبب سے
کہا ریگ شتران کے ساتھ آیا
کہا ہی ... مجھے دیوان
کہا ہی دم شماری اپنا معمول
کہا اسکا کہان ہی لطف بے یار
کہا ہمدم سے اک آہ شرربار
دلون کے کھل گئے مضمون سکا
ملے باہم صنوبر اور شمشاد
رہائی پا بدا از داغ جدائی
پھرا پھر روشنی سے دامن خاک
کیا پھر رنگ پیدا آگ مین لال
کہ آ پہنچی وہان وہ آتشین دم
ہوئی تاب ... کی ... بالا
ہوا گو ... بدن آتش فرنگی
... سے ... شاد ...

غذا کیوا سطے اندر بلا وے
ذرا مین بھی تو دیکھون اوسکو آثار
پٹی عالم مین کیا او سپہ تباہی
یہ کہکر خضر کو پھر اندر بلایا
کہا پہلے وہن نے کیا ترا نام
کہا کیون تن پہ چھائی ہی سیاہی
کہا وہ کون دلبر سے جدا ہی
کہا پھر اندر تو نہین تو کہان تھا
کہا کیا آج کل تیری غذا ہے
کہا کیون رخ ترا ہے زعفرانی
کہا رہتا ہی تجکو کون آزار
کہا کیون چاک تیرا پیرہن ہے
کہا کس غم سے رہتا ہی پریشان
کہا ہمدم ترا کوئی کہین ہے
کہا کسکی گذرتی ہی خوش اوقات
کہا اب قصد رکھتا ہی کہانکا
محبت مین ہے باطن مین یکسان
خوشا وقتی و خورم روزگارے
غرض ... وقت ... تک
نکل ... نخل ... سرا مین
او ٹھے ... جب ادس ... طرف ...
سیاہی ہر کی ... کھینچ تن سے
پھرا ... سے ... آگیا ...
... آتش ... دامن ...
... عجب نوبت بجائی

کسی صورت ... صورت دکھاوے
کہو کسطرح پر گفتار و رفتار
جو پہرا اسطرح وہ ڈری سیاہی
بہت عزت سے مسند پر بٹھایا
یہان کسواسطے آیا ہی کیا کام
کہا یہ ہی تپ غم کی گواہی
کہا جسکا جنون ہمدم ہوا ہی
کہا ... ہیابان تھا
کہا خون جگر سے مدعا ہے
کہا یہ عاشقی کی ہے نشانی
کہا ہون نرگسین آنکھون کا بیمار
کہا کچھ وسے شوق گلبدن ہی
کہا او ... افسون ... بیان
کہا اب غم سوا کوئی نہین ہی
کہا ہمدم جو ہی دلبر سے وہ ہی
کہا اب آب دو انہ ہی جہانکا
نئے سر سے کیا پھر عہد پیمان
کہ یاری ... وصل یار ہے
رہا ... ہمدوش مجنون
فراغت ساتھ خوش بیٹھا ہوا ہی
بلا پایا اوس بلا کو پڑھ کے جادو
کہا ... جلا اوس ...
سیاہی اوڑ گئی مانند ...
ہو ... بس ... پھر جوان ...
... عالم ... خوشی سر ... پائی

دلوں سے یک قلم جاتا رہا سوز
خوشی پیدا ہوئی گویا اوسی روز

جہاں بیٹھا تھا نل گردن جھکا کے
کیا غیرت سے اون نے منہ چھپا کے

زی خاطر بقدر شہریاری
ہوئی مجھ سے کچھ خدمتگذاری

کہا نل نے کہ بس اے بحر احسان
فدا قدموں پہ ہے یہ گوہر جان

مری اوس وقت میں کی غمگساری
کہ عالم سے نہ تھی کچھ چشم یاری

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے

اسی صورت سے دونوں کرکے تقریر
ہوئے آپس میں آخر شکر و شیر

کبھی سب چاندنی کے فرش بچھوا
شب مہتاب میں کرتے تماشا

غرض دونوں اسی صورت سے دن رات
بسر کرتے خوشی سے اپنی اوقات

وہاں آراستہ کر خوب محفل
پری رویان سے بہلاتا تھا دل

بندھا جو نغمہ شیریں کا بس تار
ہوئے اوڑنے سے ہر اک مرغ ناچار

ہوا ابھی دیکھ اوس محفل کا عالم
یکایک کے ہی چلنے سے دمادم

شراب حسن سے تھیں سبکی مخمور
ہزاروں شیشۂ دل کر دیئے چور

کبھی چہرے کو دامن سے چھپانا
کبھی منہ کھول کر پھر مسکرانا

کبھی زلفوں کو مکھڑے پر جھلاتیں
سحر سے شام کو گویا ملاتیں

پلک دیتیں مگر گو اس ادا سے
جھکے جوں شاخ گل باد صبا سے

غضب تھا بیٹھنے کا ایک تو ناز
قیامت اور تھا اوٹھنے کا انداز

سماں یہ دیکھ کر نل حسب معمول
ہوا پھر پاسے بازی میں مشغول

جہاں تک نرد کے چلنے کی تھی راہ
ہوا سب اوس سے اک ساعت میں آگاہ

کیا دل میں بہت افسوس اوس دم
اوٹھائے بس جگر سے نالۂ غم

قضا سے جو کہ ہونی تھی ہوئی سو
اب اوسکی یاد میں دلگیر مت ہو

غرض اوس نے نہایت کرکے الفت
کیا اوجین کو بندر سے رخصت

خوشی سے ساقیا دے صاف مے لا
نہ ہو جس میں ذرا آمیزش لا

یہاں تک بزم نے چال شگرف
کیا جب تخت میں نسر دہر

لگا کرنے نہایت عذرخواہی
کہ اے زینت دہ اورنگ شاہی

کدورت جو ہوئی میری خطا سے
مصفا کر اوسے آب عطا سے

ہوا ہے اوسکا احسان کیا کم
کہ جسکے بار سے ہے پشت جان خم

نہیں کچھ مردمی میں اوسکی شک
عنایت کی مجھے ہے چشم ابتک

نثارم گوہر شکر تو سفتن
بہر موئے ز احسان تو گفتن

کبھی کرتے تھے باہم سیر دریا
کبھی کرتے تھے گلگشت چمن جا

کبھی محفل میں باہم ہوکے مہمان
ثنا کرتے ہر اک باجونکی آواز

ہوا اک روز نل کچھ شہر سے تنگ
کیا صحرا کا آبادی سے آہنگ

بتوں نے دھوم کچھ ایسی مچائی
خوشی جسکے تماشے کو خود آئی

اوٹھی جو چنگ سے آواز معقول
گئی سب آہوئی چوکڑی بھول

لیا بس لولیوں نے رقص سے دل
کیا تیغ ادا سے سب کو بسمل

کبھی جو بار میں ہر وضع سے ٹھوکر
ادہائی تھی قیامت ہر طرف ہر

کبھی آنکھوں سے کرنا یوں اشارے
کہ غش کھاتے تھے سب ہستی کے مارے

کبھی سینے تلک لاتی تھیں جب ہاتھ
بیٹھے تھے دیکھ کر اوس وقت سب ہاتھ

کبھی مثل کمان قد خم بنانا
کبھی چین ابرو کو راست لانا

نہ حرکت تھی غضب پر وان ہر پا
اوٹھے تھی مست زنگولوں کی جھنکا

زبس ہر رنگ سے وہ نکتہ پرور
نہایت کھیلتا تھا خوب چوسر

بتایا یار نے پانسو کا جب پھیر
لیا فوج الم نے نل کو پھر گھیر

دمن کے باپ نے اس حال میں آ
کہا افسوس سے ہوتا ہے اب کیا

یہاں سے فوج و لشکر ساتھ لیکر
کرے اوجین کی سرنو سے پھر سیر

جو تھا درکار اسباب تجمل
دیا سب گھر سے اپنے بے تامل

گئے گردش کے دن نل کے گذر آب
ہوا ہے آسمان پھر مہر پر آب

جنبش موکب نل از شہر دمن بتخت گاہ بگردش

جہاں میں صبحدم خورشید روشن
ہوا جب آسمان سے سایہ افگن

صبا کو پھر ہوائے باغ آئی
خوشی سے بلبلوں نے دھوم اٹھائی

وہاں سے ساتھ لیکر نل دمن کو
کہوں اوسدم کا کیا مین شوکت و جاہ
زمین چومتے ہاتھی پہ چلے یون
ہزارون اسپ تازی بی نثار
صدا اوٹھتی تھی نقارونکی جسدم
رہے تھے ظلم سے جو سر اوٹھائے
گیا نل رفتہ رفتہ آخرش وان
کہا اوس سے بلاکر کا ی وفادار
کہ تھی میری اسی صورت سے تقدیر
تری خاطر مین آیا ہون بعبث حال
مگر رکھتا ہون خواہش دل مین اسطرح
کہا اوسنے کہ اس سے کیا ہی بہتر
اوسی محفل مین سب چوسر بچھا کر
کیا دشمن کو ایسا کھیل سے تنگ
ہوا بیدست و پا جو وقت دشمن
ہراسان دیکھ کر خدا سے نل
جو کی ہمراہ میرے بے ادائی
کر دیا تو نے کیا اپنی رضا سے
بچھا دے یا دہین جو تجھکو نیرنگ
جو تھا پاک اوسکے آگے ملک اور دل
ہوئے تھے خانہ دل جو کہ برباد

قرعۂ اقبال نقد باختہ از حریف کجباز گرفتن و اورنگ دولت بہ پیرایۂ اقبال آراستن

سواری کے جلو مین تھے نمودار
عدو ہیبت سے ہو جاتے تھے بیدم
شتابان آ رہے مین ملنے کو وے
جہان تھا وہ برادر دشمن جان
مین اب صبح سے ہم تم ہیں یار
کسی کی کچھ نہین اسمین ہے تقدیر
اوسے بھی صرف کر اب لیکے خوشحال
لا آگے لیگیا ہے مال جسطور
چلو کھیلین خوشی سے ملکے چوسر
لگے پھر کھیلنے بازی لگا کر
کہ یکسان کر دیا سب نگ بے رنگ
لگا ایک کانپ اوٹھا دہشت سے سب تن
لگا کہنے کہ کیون ہوتا ہے مشکل
ملی تجھکو جہان مین کیا بھلائی
ہوئین باتین یہ سب حکم خدا سے
رہے اب آج سے الفت مین یکرنگ
دیا بس بے تامل بخش فی الحال
کیا ہر ایک کو شفقت سے آباد
پلا اک اور ساقی ساغر مل

سوار اونکے پیچھے جاتے تھے یون تند
غرض اس شان سے اوجین مین جا
سلامی کے لیے ہر خاص و ہر عام
عجب نرمی سے کرتا سخت تدبیر
ستم جو مجھ پہ گذرا میرے اوپر
اگرچہ آسمان کرتا ہے سب کام
مجھے گذرے ہوئے کا کچھ نہین غم
اوسی صورت سے پھر بھی مجھ سی لیجا
بہت اپنی طرف سے دیکے ترغیب
لگی بھولا اوسکو سب نیرنگ سازی
جو تھا قبضہ مین اوسکے ملک اور مال
ہوئی پیدا نہایت فکر جی کی
ذرا اپنی اصالت پر نظر کر
اوٹھا دی سبکے آگے قدر میری
مگر اب چھوڑ دے یہ بد طریقہ
غرض کر یون نصیحت اور شکایت
قدم کو کھینچکر راہ دغا سے
اوٹھایا تھا جنھون نے ظلم سے سر
مگر اب دور آخر مین تامل

چلا محفوظ پھر اپنے وطن کو
کہ تھا لشکر سے دریا ایک ہمراہ
پہاڑون سے اومنڈتی ہے گھٹا جون
جنھون سے ہو گئے پائے صبا کند
کیا ہر اک کو پھر محکوم اپنا
ہوئے اکبارگی گھر سے سبک گام
بظاہر موم اور باطن مین تھا سنگ
نہین کچھ غم ہے اسکا اے برادر
مگر اک کو کیا کرتا ہے بدنام
کہ زر گے سے اب بھی کچھ نہین کم
دیا اسباب میرا مجھکو دیجا
کیا جشن طرب کو جلد ترتیب
کہی ہارا وہین یکرنگ بازی
کیا آداب بیٹے نل نے فی الحال
کہ کیا ہو گی سزا میرے بدی کی
کہ کس دریا کا ہے تو پاک گوہر
کہون پھر بھی نہین تقصیر تیری
کہ بخشا ہے تجھے سب جسنے سلیقہ
کیا پھر اوسکو منظور عنایت
کیا رخصت اوسے صلح و صفا سے
گئے نل خانگین پامال ہو کر

افسردن گلبن حیات نل و دمن از دست برد خزان اجل و بنفشہ زار شدن گلستان دنگا

چلی گلشن مین جب باد خزانی
گیا بلبل کا لطف زندگانی
ہوئی جو رہزنی برباد صرصر
درختون کو کیا عریان سراسر

کیا غارت چمن کے کاروان کو
گئے گلزار سے سب لالہ و گل
گلونکے جو ورق تھے بوستان مین
چلی جو بزم پر باد پریشان
زبس ابتر پڑا تھا سر بسر باغ
سمجھ کر دہر کا آغاز و انجام
کہا رو رو کے اے لخت جگر اب
جہان آخر کو ہو جاویگا برباد
نہین اسطور کی باتین جو غمناک
پریشان شکل سنبل سان ہین سب
ابھی مت چھوڑ تو الفت ہماری
کہا یون جانکنی مین نل نے اوہم
بھلا اب روئیے تقدیر پہ کب
لکھے ہین حرف جو لوح جبین پر
یہ کہکر تخت سے پھر خاک پر آ
مگر میری نصیحت یاد رکھنا
کھچے کوتاہ ہاتھ انکو ستم سے
غرض اسطور سے سمجھا کے اوسکو
کیا عشق حقیقی نے زبس جوش
مگر تھا کچھ اونھون پر بس نہ باقی
کہ ہوتا ہون جدا اے ماہ تجھ سے
کرون کسطور سے دنیا کا مین ساتھ
مری خاطر الم کیا کیا اوٹھائے
نچھوڑا اے شمع و رغبت سہاگی
نہین ہے یہ طریق آشنائی

ملایا خاک مین پھر گلستان کو
چمن سے اوڑ گئی گھبرا کے بلبل
ہوے وہ منتشر سارے جہان مین
ہوا پھر خشک بالکل سنبلستان
نظر آئے بجائے بلبلان زاغ
ہوا دنیا کے سب مطلب سے بے کام
تجھے مین سونپتا ہون مال و زر سب
کہ ہے پانی کے اوپر اسکی بنیاد
ہوئین بیٹے کی آنکھین ہمچو نرگس
شتابان باغبان سب مل کے آئے
کریگا کون تجھ بن غمگساری
عبث کرتے ہو اے یارو مرا غم
مٹے دھونے سے نقش کالحجر کب
نہین کوئی مٹا سکتا ہے دھو کر
کیا بیٹے کو اوسپر رونق افزا
جہان کو عدل سے آباد رکھنا
بڑھاوے ہر گھڑی لیکن کرم سے
گیا وہ بار دنیا سے سبک ہو
ہوئی خوب خوش دلسوز مدہوش
کہ تھی اوسکو ہوائے دوست باقی
تعلق چھوٹتا ہون آہ تجھ سے
پڑا ہے کام اب تقدیر کے ہاتھ
سنان غم سے لاکھون زخم کھائے
مجھے پروانگی دی اوس جہان کی
کہ مین کھینچا کرون بار جدائی

چمن مین ہو گئے بے لالہ و گل
گئی بالکل سمن کی آبداری
گئی برباد خوبی نار دن کی
اسی موسم مین نل اک دن قضا کار
خزان سے دیکھ کر گلشن کو ویران
وہین بس تخت سے دلکو اوٹھایا
مجھے اب کچھ نہین باقی ہوس ہے
مبارک ہو تجھے یہ تاج افسر
ہوئی جب یہ خبر مرد و زن کو
کہا اے آفتاب برج اقبال
رہے ہر رنج جہانبانسے کچھ دنون او
کہ یہ دنیا نہین جائے بقا ہے
کرون کیا دوستو اوسکی قضا کو
سمجھو نگی یہ خبر ہے تلخ ہر چند
دعا دی اسطرح سے کاہو کو بخت
نکرنا ظلم سے عالم کو تاراج
نہ بھولے چار دن کی چاندنی پر
نکل بستی سے کہہ جنگل مین جا کر
عبادت مین گئے کچھ دن گذر جب
بلا کر ایک دن آخر دمن کو
نہین کچھ چیز کی مجھکو ہے چاہ
بہت کچھ تو نے غمخواری مری کی
مین اب کچھ دیر مین جاتا ہون بیشک
کہا رو رو دمن نے اے وفادار
دھا ہو یا ہے جب یار جانی

کہ جون محفل کے اندر شمع ہو گل
جھکا صرصر سے سرو جویباری
ہوئی سب گرد وہ رونق چمن کی
گیا سیر چمن کو سمت گلزار
رہا نرگس کی صورت غم سے حیران
اوسی جا اپنے بیٹے کو بلایا
مرے نزدیک دنیا خار و خس ہے
کہ ہے زیبا نہین اب میرے سر پر
کہ گھیرا ہے خزان نے اس چمن کو
رہے تو رونق آرائے نہ سال
نہو عالم کا جسمین طور بے طور
فنا ہے ایک دن آخر فنا ہے
نہین اوسکے سپر تیر قضا کو
ولے میرے بیٹے ہے شربت قند
رہے تجھکو مبارک تاج او تخت
کہ ہے ہر دم اسی سے رونق تاج
کہ جاتے ہین نہین سب دن برابر
رہا بن خاک پہ دھونی رما کر
نکل آئے بدن پر استخوان سب
کہا اس نا امیدی کے سخن کو
تری الفت بہت ہے توشہ راہ
جہانمین خوب بیداری ہی کی
مناسب ہے مگر تو کچھ دنون اب
مجھے دیتا ہے کیون اس غم سے آزار
گوارا ہو کسے پھر زندگانی

مجھے خوش نہیں ہے تیرا وہ جلنا
کہ پیچھے سے پڑیگا ہاتھ ملنا

نہیں تجھ پر گرانی کچھ کرونگی
میں اپنا بار اپنے سر دھرونگی

جو بھولے ہوں طریق دوستداری
کرونگی میں ادا سب رسم یاری

کہا یہ سنکے دوری میری مشکل
کہ مدت سے گیا ہی ویسے دل مل

نہو ظاہر میں گر تجھ سے ملاقات
رہوں باطن میں لیکن بیدن ورات

تری صورت نے مجھکو اے صنم پر
کیا عاشق ہی حسن معنوی پر

بڑھایا مرتبہ میرا یہانتک
کہ پہونچایا ہی اوج آسمان تک

یہ کہکر گلبدن سے ہاتھ مل مل
لباس عمر سے عریان ہوا نل

گئی بس روح اوسکی سمت افلاک
رہا تنہا زمین پر قالب خاک

دمن یہ دیکھکر بس داد اوٹھی مار
پریشان کر دیے زلفونکے سب تار

لگائے جو لپٹ کے غم سے رخ پر
بنفشہ ہو گیا سارا گل تر

اوٹھی جو آہ کی گرمی جگر سے
ہوئی خشکی نمایان لعل تر سے

کہا قمری کی صورت کرکے فریاد
ہوا یہ سرو قد کیون مجھسے آزاد

ہوئی ہے کج ادائی آسمان سے
جدا مجھکو رکھا جو کاروان سے

نہیں ہے کچھ خبر اسکا غم مجھے ہر
کہ چلنے کا ابھی تک غم مجھے ہر

یوہیں کچھ دیر تک کر اضطرابی
گئی پھر باغ میں اپنے شتابی

منگا کر تیشہ خونخوار کو جلد
لگی کرنے تہ گلزار کو جلد

جدا کر ڈالیان پھولونکی اکبار
کیا ہاتھون سے اپنے خوب انبار

نسل و پر صندلی تختے بچھائے
برابر اک قرینے سے جمائے

پہن پھر زیور و پوشاک رنگین
چلی خندان و رشک لعبت چین

پڑی تھی لاش عاشق کی جہانپر
گئی ہنستی ہوئی آخر وہان پر

گلاب و عطر سے پھر لاش نہلا
دیا رنگین کفن پھر اوسکو پہنا

وہان سے پھر اوسے تختون پر لاکر
لیا زانو پہ رکھ سر کو اوٹھا کر

ستی ہونے کا جو ہوتا ہے دستور
کیا اک اک بجا غم دل سے کر دور

اوٹھا اوس غم سے باہر شور محشر
چلے پیر و جوان سب حال سنکر

ملین جا کر وہ نظر رو رو کے سب ہاتھ
کہ کیون یہ شمع جلتی ہی یہیہات

دمن کے دل میں جو تھی عشق کی آگ
بدن میں خود بخود بس لگ گئی آگ

لگی جلنے برنگ شمع کافور
دکھایا مہر کا ہر ایک کو نور

در اختتام کتاب گوید

غرض اوس سیمتن کو عشق تھا پاک
صنم کے ساتھ جلکر ہو گئی خاک

پلا ساقی شراب سرخ معقول
کہ دل جاوے خوشی سے مثل گل پھول

کرون میں شکر خالق کا ادا اب
عدم سے جسکی خلقت ہے عیان سب

ہوا جو سب درست آغاز و انجام
کیا ہے اب یہ اوسکے فضل سے کام

ہوئی جب مثنوی طیار یکسر
بندھا تاریخ کا دل میں تصور

ہوے اس مثنوی کو سنکے جو شاد
مرے ہیں ایک مشفق کالی پرشاد

عنایت کر اوسیدم غور میں آ
کہا یہ داستان ہے رحمت افزا
۱۲۴۴ھ

پڑھے اس مثنوی کو شوق سے جو
خدایا رکھ ہمیشہ شاد اوسکو

کسیدن ساقیا وہ مے پلاوے
کہ پیچھے سے خماری پھر نہ لاوے

فلک پر جبتلک ہے مہر کا نور
رہے یہ داستان عالم میں مشہور

گنی بیتین جو بیتین کہہ کے یکسر
ہوئیں گنتی میں سولہ سے پچہتر
۱۶۷۵

خاتمة الطبع

الحمد والمنة کہ کتاب مطبوع زمن مثنوی نل دمن در مطبع نامی واقع لکھنؤ باہتمام حافظ قطب الدین احمد صاحب بماہ فروری ۱۸۸۸ء طبع گردید

تواریخ و مراثی وفات حسرت آیات عالیجناب معلی القاب حضرت نواب محمد محی الدین تیغ جنگ شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر کے سی آئی ای

سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ (طبعزاد)

خاکسار قطب الدین محمود علی

تخلص فاضل

قال ربنا الرحمن کل من علیہا فان

ہر کہ در جہان زاید در رہِ فنا آید
جملہ نعمتِ دنیا چون سراب ناثابت
ہر کہ در جہان خندد گریہ آخرش آید
لذت جہان دارد در پیش ہزاران درد
عیش ما مکدر کرد دہر آشفتہ سر گرد
آہ رفتہ از عالم بندہ پرورِ اعظم
آن امیر ذی شوکت داورِ فلک رفعت
میر پر متانت بود صدر با فطانت بود
بے مثال در اقران بود ذاتِ پاک آن
جانِ ہر بشر یا بی مضطر از فراق او
وای سرور ذی شان مرتجای این و آن

جز جلیل ذوالاکرام ہر چہ ہست فانی ہست
مثل لمعۂ برقے زندگیش آنی ہست
فکر آخرت باید ملک جاودانی ہست
مثل برق و بارانے حال زندگانی ہست
با بہار نو ہمدوش آفت خزانی ہست
بر خلافِ قصد ما دورِ آسمانی ہست
در جہان ز ہجرانش شور نوحہ خوانی ہست
ذلہ گیر خوانِ او ہر قصی و دانی ہست
فالقش کجا یابی تا ابدش نہانی ہست
در ہمہ جہان او را خود گوگو ثانی ہست
چشم ہر کسے بینی محو درفشانی ہست
ناگہان ز خواب مرگ مست سرگرانی ہست

بلبل زبانِ تو بود پیش ازین گویا چو
خشمگین چرا گشتی بر خلاف عهد خویش
بهر مال و لشکر از ترک گفتی و خفتی
بال جا طفت بگشاے وز کرم نظر فرمائے
چون شدی جدا از ما دل زتن جدا گردید
حیف ناگهان مردی وان کرم بخود بردی
کاشش ما همی رفتیم پیش تو ازین دنیا
واے آن عنایتها کان بعهد تو دیدیم
از کجا زبان آرم وز کجا دلے از سنگ
فاضل آمده پیشت عرض میکند ازلی
خیز و اے سرت گردم خفته چرا در گلِ
سال رحلتش هر چند گفته است هر شاعر
هر چه فی البدیه آمد بر زبان در آوردم
طبع من بهر مصرعه گفته است تاریخی
شبلی امین ملک گور جاے گردیدش
۱۳۱۱ ف

اینچه شد - بر دا اینک عارب بے زبانی هست
آن نه قدردانی ماند آن نه مهربانی هست
یاد کس نفرمائی این چه خشمرانی هست
خیز و انجمن آراے این چه ناتوانی هست
جان بنزع درمانده روح در روانی هست
در دلم چو نقش سنگ یاد قدردانی هست
زنده ایم بعد از تو این چه سخت جانی هست
منجلد بدل هر دم جاے خون فشانی هست
گو میت چسان مرده سخت بدزبانی هست
روے خویشتن بنماے این چه لن ترانی هست
روے چون گلِ تر خفت بسکه ارغوانی هست
از غمش کجا در من فهم و نکته دانی هست
کے مرا بنظم من زعم من یدانی هست
فصلی آنکه هست اول هجری آنکه ثانی هست
حیف ماه دل افروز زیر گل نهانی هست
۱۳۱۲ ه

مرثیهٔ دیگر

از امر یزدان سر بر نتابیم
الخیر منه والشر منه
منظور آنست آنچه عیانست
این چرخ بدکرد بر ما حسد کرد
افسوس افسوس هیهات هیهات
قد ذاب جسمی غما و هما

الحکم لله الحکم لله -
لم یلد ۱۶ الا ایاه ایاه
گر هست جانکاه در هست دلخواه
یک چشم زخمش ما را رسید آه
شد خون دل ما زاندوه جانکاه
للنابه ما ذا الیوم للنا ه

لاقی الامیر الصندید موت ما کان بد منه و واقساه
الدمع جار والقلب فیه حزن وبث کالنار اذکاه
مثل الغوادی ابکی علی من مثل السواری فی الجود کفاه
کنز متانت گنج فطانت کان امانت مقدام ذی جاه
ابر کرم بود بحر حکم بود فخر امم بود آن صدر یکتاه
صدر جهلین و والا مناقب بسیار فایق ز اقران و اشباه
هرگز ندیدم مثلش کریمے المجد یمناه والفضل یسراه
الجود نجم هذا اسناه والعز شخص هذا محیاه
اعلے وافضل از هر امیرے منظور سلطان مقبول درگاه
محروم از وے سائل نگردید آمد چو نزدش هرگاه و بیگاه
تحکے الدراری اوصافه الغر فے الدهر تفشو عن کل افواه
کم من اناس جاؤه سعیا بالعدم حتی ابو نجد واه
والا تبارے عالی وقارے پیشش فلک را بد پشت دوتاه
روشن قیاسے مردم شناسے لا زال یبلو من کان یلقاه
از یک دو سالش چون فالج افتاد وان کوه شوکت شد زار چون کاه
وافاه قوم عزیته شرا تحمل وعلے ما یبغی و یهواه
چون گشت محکم سوء مزاجش فاشتد ضعف فیه وارداه
بر روح پاکش رحمت دمادم یارب زند آن در خلد خرگاه
هر بار بارد فاضل دعایم طاب الاله الرحمن مثواه
القصه چون رفت آن بنده پرور تکریم بسالش گردید ناگاه
زد بانگ ہاتف با ناله غم جان داد حق جو خورشید جاه آه

۱۳۲۰ هـ

مرثیه ثالث

هست از عادت گردون کهن — که نهد از پی ما دام محن
کیست آن کس که ازو راحت دید — بهر هر کس بود آن دار حزن
اگر امروز بکام یار لیست — روز فردا است بکام دشمن
حب او هست چو شهد پر زهر — هان ز مکر و ستمش لاتامن
داد از دست جفاء ایام — آه از فتنهٔ ادوار زمن
قتل کارش بروس الاشهاد — خوی او نهب بروز روشن
دشمن جان شریفان جهان — یاور سفله بهر سر و علن -
هر که با خبث و بدی ساخت باو — وانکه گردید چو او صاحب فن
یار آنکس بود و همسم یاور — همچو آن دوست که یک جان و دو تن
ورنه انداخت باو طرح جدال — ریخت بالای سرش سیل فتن
آنکه همرنگ نگردید باو - — پیش او هست سفیه و کودن
مرد بی لوث وریا صاحب فضل — می چشد خون جگر مثل من
وانکه مکار و جفاکار چو اوست — شهر بتش قند و گلابست و لبن
کینه و بغض و نفاقش سیرت — غدر و بیداد درو عادت و فن
ظلمها می کند و می گوید — شور و فریاد مکن شو الکن
حیف صد حیف که گردون مارا — کرد ناگاه گرفتار شجن
اینچنین آفت تازه آورد — که ز سر رفت سر عیش کهن
ای ستمگر نه ترا لایق بود - — ای جفاکیش نبود از تو حسن
که چنین سرور عالی همت — ته خاکش رود از جور تو تن
شبلی کشور و شمس الامرا — مورد لطف عزیز ذوالمنن
میر ذی مرتبه صدر من و تو — واور عالم و مخبر تو و من
آنکه میداد بخوشه چینان — بگه نائله خرمن خرمن
بود چون ابر وجودش باجود — چه باهل دکن و ملک دکن

گوی سبقت ز امیران کرام
برد در فضل بلا شبه و ظن

عزم او محکم و خرمش صائب
بخششش سلک گهرهای عدن

نام روشن کن آبای کرام
افتخار همه ابنای وطن

ابر گر آب دهد او میداد
آنقدر زر که شود پر دامن

لطف او چاره گر کار جهان
زور او صف شکن سام و پشن

قدر او مفتخر و گفته او
دلکشش و رای نکویش متقن

تا زبر دار قدیمان شریف
لطف فرمای همه مرد و زن

گشتی ای دهر چنین داور را
که همی کرد سخا ما امکن

جمع در ذات نکویش دیدی
لطف و جود و کرم فضل و منن

حیف سامان هلاکش کردی
چه قدر سخت دلی چون آهن

فتنش شور بعالم انداخت
ماتمش شد ز دکن تا لندن

اکل و شرب همه شد تلخ ز غم
جامها گشت بر اندام کفن

زار بگریست بر او هر قومی
چه مسلمان و چه گبر و چه شمن

حاضر آن روز به نعشش گردید
ما عدا من هوا یا ه فتن

چون فرو رفت بخاک آن خورشید
گشت تاریک جهان روشن

حیف صد حیف که خار غم او
می خلد در دل من چون سوزن

جمعه بود و ربیع آخر
که شده جنت خلدش مسکن

عیسوی سال مسیح ای فاضل
رفته خورشید زمن گفت زمن
۱۹۰۴

قطعه تاریخ

داور فرخ نشان و سرور عالم پناه
آنکه تا گردون رسانیده بلند و شان کلاه

محی و ندخان نام و باشد تیغ جنگ اعزاز خطاب
بود نور طلعتش رخشان ز ماهی تا بماه

حیف خورشید لقایش منکسف شد ناگهان
روز ما گردید مثل شام از هجرش سیاه

وا دریغا از وفات آن کریم بختیار — هر کسے می نالد و گوید زغم واحسرتاه
جاے آن دارد که گردد غرق تن در آب چشم — جاے آن دارد که سوزد جان ما از برق آه
نور الرحمن قبرا حل فیه روحه — واجتباه من ذوی الافضال طرا واصطفاه
فکر سالم بود فاضل گفت هاتف ناگهان — پاے پیچید آه از دنیاے دون خورشید جاه
١٣٢٠ ھ

ایضاً

شمس الامرا ز موت پدرد — داماں خود از جهان فشانده
صدرے که ز درد خویش داغ — بر سینهٔ عالمے نشانده
سر را به بلند پایگاهے — تا گنبد آسمان رسانده
بگذشت و متاع خیر بگذاشت — چون مرگ بر و سپاه رانده
خون ریختم آنقدر بهر شش — هرگز خونم بر و نمانده
گفتم چون او نمانده فاضل — نام خورشید جاه مانده
١٣٢٠ ھ

ایضاً

رفت از دنیاے دون خورشید جاه — سوے گلزار جنان روحی فداه
کرد فاضل سال تاریخش رقم — داد جان مولاے ما خورشید جاه
١٣٢٠ ھ

ایضاً

آه بر افشاند جان خورشید جاه — صدر فرخ فال امیر شهر رفت
بود فاضل فکر تاریخش مرا — بانگ زد هاتف که شمس الدهر رفت
١٣٢٠ ھ

ایضاً

چون یازده تا تاریخ از ماه چهارم شد — سردار جلیل الشان در زیر زمین خفته

فاضل بہ یکے فقرہ ہم روز و سن رحلت	قلنا نکسفت شمس یوم الجمعہ گفت ۱۳۲۰

ایضاً

تاریخات عربیہ

مرثیہ عربیہ

ارى فى القلب احزانا ... تذكى الدهر نيرانا
وعينى دمعها يجرى ... كمثل المزن هتانا
بموت الماجد البانى ... لاعلى المجد نبيانا
امير فاق فى الافضا ... ل اشباها واقرانا
اجل الناس آباءً ... واصهاراً واخوانا
كريم مثله ما ان ... ارى فى الدهر انسانا
شذاه لم يزل يذكو ... كمسك حيث ما كانا
سواه ليس انسان ... لعين الفضل انسانا
اصاب الموت اعلى النا ... س ركبانا وفرسانا
متى ما صرحت تحل ... وقاسى القوم اشجانا
وجاؤا عنده سعبا ... زرافات (جماعات) ووحدانا
فنالوا ما بغوا منه ... وحازوا الدهر ملانا
وكنا الهلك امنيانا ... فبالاحسان احيانا
اذا ما الدهر اشجانا ... واذانا وابكانا
اتينا نشتكى منه ... فبالمعروف اسلنا
به خورشيد جاه اعنى ... فتى القابہ زانا

ومهما یات له امر	به ذو شدة لانا
تجلده فی اللیالی البهم	حتی الصبح یقظانا
لیسری عنه ما فیه	من الخطب الذی دانا
فامسی سعیه یوفی	نشیطا نامر جدلانا
علیه مقلتی تبکی	لان الدهر قد خانا
ولا یاتی بخیر منه	اعصارا او ازمانا
تردی قومه من بعده	بالحزن اکفانا
ذکت تحت الحشا نار	اذا ما یومه حانا
واضحی الجود مفقودا	وامسی الغر قد هانا
ویبقی بعد من یبقی	مدی الایام لهفانا
الی یوم الجزا یبکی	کما یبکی به الانا
فندعو الله ذو الاکرا	م ان یلقاه غفرانا
ویجزیه من الاحسا	ن یوم الحشر احسانا
ویوویه الی روض	من الجنات بستانا
لقد ارخت فصلیا	ثوی بالخلد مولانا

۱۳۱۱ ق

قطعهٔ عربیه

شمس البرایا قد کان شمسه	فاق الوری فی فضل وجاه
ارخت ابکی بثا وحزنا	خورشید جاه عند الاله

۱۳۲۰ ھ

از احقر الخدام خاکسار قطب الدین محمود علی حیدرآبادی المتخلص بفاضل

لطف به الله فی العاجل والآجل غرهٔ جمادی الاول سنه ۱۳۲۰

شکر و سپاس ناظم دیوان کون و مکان کہ کلام متین سعادت قرین مسمی باسم تاریخی

تخمیس قطب الدین

۱۶ ق ۱۳

مدح سیدنا زین العابدین

مع شرح فارسی

کہ تخمیس قصیدہ فرزدق تمیمی و شرح تخمیس است

مصنفہ

خاکسار قطب الدین محمود علی حیدرآبادی

رکن مجلس پائگاہ عالیجناب نواب سر خورشید جاہ بہادر دام اقبالہ

بماہ ذیحجہ ۱۳۱۶ھ

در ظفر پریس واقع حیدرآباد طبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

حضرت باری عز اسمه بثنائیست که آنچه گفته ایم و جسته ایم و شنیده ایم و خوانده ایم و تحدید و تصورش کرده ایم همه بنسبت او مشتے خیالست و محض قیل و قال و او برتر ازانست سبحانه ما اعظم شانه بهر زبان و لغت صفتش خوانند مگر در خور صمدیتش نتوانند کیست که مدحش سراید واز قاموس حمدش بحرفے صوته بدر آید پس بمقتضی آنست که درین راه متعسر و اراده متعذریش ازیک قطعه منظومه خود دم نزنم و قدم نه نهم قطعه راقم

یا واجب الوجود و یا باری النسم — محی العظام بالیة فتها الرمم

کیف الثنا علیک اذا اعیت اللسن — للرسل والکرام جمیعا من الامم

نعت خاتم رسل شمع سبل فخر عالم خواجه اعظم رحمة للعالمین شفیع المذنبین جود مطلق نور برحق رسالت پناه روحی فداه محمد رسول الله علیه و آله و اصحابه افضل الصلوات و اکمل التحیات هم مثل حمد خدای قادر و مختار دشوار لهذا بدو قطعات منظومه خود اکتفا نموده زبان در کشیدم و شربت خاموشی چشیدم -

قطعات مولف

۱

یا کاشف الدجنة کالانجم الزهر — انت الذی بعثت یباهی بک البشر

اعیی بیان فضلک قدرا و عظمة — بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

۲

یا سید الانام و یا افضل البشر — لولاک ما تنورت الشمس والقمر

اخترت فی ثناءک للعجز مصرعا — بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

و بعد میگوید احقر بنی آدم خاطی و آثم قطب الدین محمود علی ابن میر غیاث الدین علیشاه صاحب

ابو العلائی حیدرآبادی متخلص بفاصل که این عاصی پر معاصی درین زمان که ۱۳۱۶ھ است از ہجرت
رسول الوری علیه التحیة والثنا مادامت الارض والسما بر قصیده فرزدق تمیمی که در مدح و اظہار شان
سیدنا ومولانا و وسیلتنا امام ہمام علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب المعروف به زین العابدین
رضوان الله علیهم اجمعین الی یوم الدین خالصاً لله بتقابله حاکم جابر علیه عنه واقع شده تخمیسی کرده بود و
من بعد شرح فارسی آن تحریر کرد باین رجا که بروز جزا حق جل وعلا چون فرزدق را بصله نظم
اصل قصیده ارشاد فرماید که برو خطایای تو معاف کردم و ترا جنت الفردوس دادم از راه نکته
نوازی و بے نیازی نظر برین حقیر پر تقصیر فرموده حکم فرماید "قطب الدین را ہم که گام باتباع فرزدق
برداشته تخمیسی و شرحی بر قصیده اش نگاشته است ہمراه فرزدق بجنت ببرید" پس ہمین جا باعث
تحریر این تخمیس و شرح شده ورنه ہیچو من بے تمیز و ہیچمدان و نابلد و بسته زبان را کجا یاره که کلام
مہمل خود را در جنب کلام اشعر عرب جا دہد و این خزف پارہا را ہم سلک جواہر زواہر گرداند
یا شرح اشعار آبدارش نماید و از حسن اتفاق که دلیل خلوص نیت و صفای طویت این خاکسار
بیمقدار میتواند شد آنست که نام تاریخی این خمسه تخمیس قطب الدین ۱۳۱۶ھ و تخمیس نافعه ۱۳۱۶ھ بر آمده و مطابق
واقع واقع شده و بعد نظم و تالیف این نمیقه انیقه را ہدیه و تحفه بارگاه فلک اشتباه و نذر کتابخانه
عالی حضرت جم حشم فرخ شیم مخزن الجود والکرم شمس افلاک مرتبت بدر سماء عزت و ابہت خدیو
سکندر شوکت فریدون حشمت بحر سخا ابر عطا یوسف لقا عثمان حیا قدر شناس اہل علم و کمال
ہمای اوج دولت و اقبال محب العلماء مربی الفضلا فائض الدّر والدُّرر ذو المناقب الغر
عالیجناب نواب محمد محی الدین خان تیغ جنگ شمس الامرا امیر کبیر سپہر خورشید جاه بہادر مد الله
ظلاله و ادام اقباله کردم ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ـ و چون این بنده عقیدت
گزین فدوی قدیم ارادت آئین است بموجب حدیث صفوة الانام علیه التحیة والسلام
لا یشکر الله من لا یشکر الناس پیش از شروع مقصود بعون الله الواهب الوجود
در مدح سرکار فیض آثار مہدی الیه این کتاب سعادت انتساب با وجود جمود طبیعه و خمود قریحه

قریحه قصیده گفته ام تو گوئی که در سمط کلام درسفته ام ۔

فانها قصیدة فریدة احلی من العصیدة

چنان فشاند بارها سحاب آبشارها   که هر طرف هزارها دمانده لاله زارها

ببین بسوی راغها که گشته اند باغها   ز لالها چراغها دمیده نو بهارها

بیا بسوی کشتها شد است چون بهشتها   ز خاکها و خشتها کشیده سر عذارها

نوای تر نواخته بنغمه دل گداخته   چه کبکها و فاخته چه بلبلان و سارها

بخرمی درین زمان بشوق سرو گلستان   رسیده اند قمریان ز سوی کوهسارها

هوای روضهٔ ارم ز هر دلی شد است کم   نمی خلد خدنگ غم بسینه ها چو خارها

به نخلهای هر ثمر بغصنهای سبز و تر   نشسته اند سر بسر هزارها هزارها

گرفته اند مستها ایاغها بدستها   دماغ می پرستها بجوشش از خمارها

درختهای پر ثمر چو گلرخان سیمبر   کشیده اند سر بسر بتازگی قطارها

درین بهار بیخزان بصحن باغ و بوستان   بنازهای دلستان برند دل نگارها

چو از نقاب حسن شان همی شود ضیا فشان   ز نالهٔ ستم کشان برون جهد شرارها

بیا و در کنار کش بتی حسین و ماه وش   هوا خوش است و فصل خوش ز لطف غمگسارها

درین زمان هر آدمی شد است مست خرمی   ز دل زدوده شد همی تردداتِ کارها

بمسند امارتی بیالش صدارتی   نشسته با کرامتی امیر پُر وقارها

معین شه مشیر شه امین شه نصیر شه   عزیز شه امیر شه کریم ذی فخارها

امیر و صدر ذی فطن حبیب رب ذو المنن   رفیق داور دکن مدار افتخارها

ذکی ذکی تقی نقی سری شری وضی رضی   سخی جری غنی حلی صفی بجمله کارها

بعهد آن فلک حشم شکسته شد سر ستم   گشوده شد در کرم برای دل فگارها

جهان پر از نشاط شد بطبع انبساط شد ظهور ارتباط شد میان شهریارها
ازین کریم متقی بود بفرط خرمی ذکی غنی تقی شقی جمیع رزق خوارها
فضایل جزیل او خصائل جمیل او امور بی‌مثیل او مدار اعتبارها
چو شد بفضل منجلی خزانه گشته ممتلی برفت هر گران دلی و ننگها و عارها
زبون کنی نغات را تبه کنی عصات را بدهر در جهات را بروبی از غبارها
بملک هند و ایشیا چه ایشیا که جابجا ترا کنند دعا صغارها کبارها
مزارهای اولیا مقامهای اتقیا ز بخشش تو پرضیا شداست در دیارها
ز حسن انتظام تو ز لطف اهتمام تو ز کوشش تمام تو نظام شهریارها
ریاست از تو معتبر زمانه از تو مفتخر ممالک از تو مشتهر چو در مهر در نهارها
حقیر فاضل از محن چو کسب کرد علم و فن کرامتی بحال من بسان جویبارها
همی کنم برای تو بروز و شب دعای تو چو بینم از عطای تو خجسته یادگارها
بآیین امارت همین بآیین صدارت شمین بود رخ تو بر زمین چو بر فلک ستارها
خجسته این امارتت مبارک این صدارتت کنم پی بشارتت رقم قصیده بارها

امید از ناظرین پر تمکین آنکه اگر بر سهو و خطای این خود غلط مطلع شوند بذیل عفو پوشند و حتی الامکان در اصلاحش کوشند قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نسی آدم فنسیت ذریته وخطا آدم وخطائت ذریته (اخرجه الترمذی) والمسئول من الله عزوجل ان یقبل منی هذا العمل ویعصمنی من الخطاء والزلل انه بالاجابة جدیر نعم المولی ونعم النصیر

مقدمه در بیان فوائد ضروریه واجب الاظهار

فائده اول در بیان بحر و قافیه این قصیده پس بدانکه این قصیده از بحر بسیط است که یکی از بحور مختصه عرب است و در اشعار عجم نیاید مصرعی ازین بیت بچهار مستفعلن فاعلن و بیت بهشت

تمام می شود وارکان این بحر سالم مستعمل نمی شود بلکه مستفعلن را گاہے بخبن[1] مفاعلن وگاہے بطی مفتعلن وگاہے بقطع مفعولن در صدر وابتداد حشو می آرند وفاعلن نیز در حشو گاہے سالم وگاہے مزاحف و در عروض وضرب گاہے فَعِلن بکسور العین وگاہے فعلن بسکون عین مخبون ومقطوع استعمال کرده میشود ۔ وقافیہ این قصیده متراکب است تقطیعها هکذا انّ للذی مستفعلن فرض ل فعلن مولی مود مستفعلن وتہو فعلن رکن اول سالم ورکن دوم مخبون رکن سوم سالم وچہارم مخبون هاذ للذی مستفعلن تظہرل فاعلن قرآن عظ مستفعلن متہو فعلن رکن اول و دوم سوم سالم چہارم مخبون من ذللذی مستفعلن نفسہو فاعلن التقی وغر مستفعلن زتہو فعلن رکن اول و دوم وسوم سالم چہارم مخبون هاذ للذی مستفعلن تعرفل فاعلن بطحا ءو ط مستفعلن اتہو فعلن رکن اول و دوم وسوم سالم چہارم مخبون ولبیت یع مستفعلن رفہو فعلن ولحلل دل مستفعلن حرمو فعلن رکن اول وسوم سالم و دوم وچہارم مخبون وقس علیه البواقی ۔

فائدۂ دوم در بیان معنی قطعه وقصیده بحسب اصطلاح عرب وعجم

بدانکه کلام فرزدق که تخمیس آن کرده شد بحسب اصطلاح اہل عجم قطعه است قصیده نیست زیرا که در

---

(۱) بدانکه خبن باصطلاح عروضیان اسقاط ساکن دوم را از رکن گویند مثلا چون از فاعلن الف واز مستفعلن سین دور کنند فعلن بکسر عین ومتفعلن باقی ماند که متفعلن را منقول بمفاعلن نمایند وطے عبارت از دور کردن ساکن چہارم است پس مستفعلن بطے مستعلن باقی ماند که منقول به مفتعلن کرده می شود وقطع اسقاط ساکن سوم را گویند از وتد مجموع وماقبل آنرا ساکن کردن چنانچه مستفعلن بقطع مستفعل باقی ماند مفعولن بجایش نهند واز فاعلن فاعل بسکون لام ماند فعلن بسکون عین بجایش نهند ووتد مجموع کلمه سه حرفی که حرف آخرش ساکن باشد آنرا وتد مجموع گویند ورکن اول مصرعه اول را صدر گویند ورکن آخر مصرعه اولی را عروض ورکن اول مصرعه دوم را ابتدا ورکن آخر مصرعه دوم را ضرب وہر رکن که درمیان این چہار ارکان باشد آنرا حشو نامند وقافیه عبارت است از مجموع انچه تکرار یابد در الفاظ متشابهة الاواخر یا لفظ متغایر المعانی که واقع اند در اواخر مصرعها یا بیتها وقافیه متراکب آنکه بین آخر ساکن شحرک کنند فی القافیه ثلاث و غیره ۱۲

شعرای عجم قصیده آنست که هر دو مصرعه بیت اول با مصرعهای ثانی ابیات دیگر هم قافیه باشد
و در ان مدح یا ذم یا وعظ یا حکایت یا امثال آن بیان شود و کمتر از پانزده بیت نباشد کذا فی الغیاث
وغیره وظاهر است که مصرعه اول بیت اول این نظم هم قافیه دیگر ابیات نیست پس باینوجه
از تعریف قصیده خارج شده در تعریف قطعه داخل گشت و تعریف قطعه در مدار دکشف و
بهار عجم اینچنین کرده اند دو بیت یا زیاده عام ازین که آنرا مطلع بود یا نه گویا که آن پاره از غزل یا قصیده
بریده شده است لیکن در اصطلاح عرب تعریف قصیده اینست کما فی القاموس القصید ما
تم شطر ابیاته ولیس الا ثلثة ابیات فصاعداً او ستة عشر فصاعداً و تعریف
قطعه در کتاب مذکور اینست المقطعات من الشعر قصاره واراجیزه ازین تعریفات
هویدا است که بحسب اصطلاح عرب کلام فرزدق که تخمیس آن کرده شد قصیده است و بهمین
اسم میان اهل علم مشهور و معروف است فافهم و تدبر و این قصیده مقتضب یعنی بی تشبیب
واقع شده باینوجه که مقصود شاعر اعلان و اظهار شان ممدوح فی الوقت بود و باین معنی آوردن تشبیب
مخل مقصود اصلی بود۔

فائده سوم در سبب نظم این قصیده فریده

در وفیات الاعیان و مرآة الجنان و حاشیه فرائد و روضة الازهار و مثنوی سلسلة الذهب و شروح حماسه
مرقوم است که هشام بن عبد الملک در زمانه سلطنت پدر خود برای حج مکه معظمه آمد چون بوقت طواف
قصد استلام حجر اسود کرد ازدحام مردم مانع آن شد مجبور انگوشه بر کرسی بانتظار نشست و سرداران
شام همراه او حاضر بودند ناگهان در آن حال نور العین مصطفوی و مرتضوی حضرت امام زین العابدین
علیه و علی آبائه التحیه والسلام نیز برای طواف تشریف فرما شدند چون حضرت ممدوح برابر حجر اسود
رسیدند مجمع خلائق شگافته شد و حضرت بلا مزاحمت از بوسه حجر اسود فارغ شدند اهالیان شام چون
این حالت معاینه کردند یکی از آنها از هشام پرسید که این مرد معظم و مفخم و محترم و مکرم کیست که
خلق خدا اینجا تعظیم و تفخیم شانش می کنند هشام نافرجام باین خیال خام که مبادا اهالیان شام بسوی

بسوے آن صفوة الانام مائل شوند تجاہل عارفانہ کردہ گفت من نمیدانم کدام کس است فرزدق شاعر دران جماعت حاضر بود از حمیت اسلام نتوانست کہ خاموش ماند گفت من اورامی دانم شامی گفت کدام کس است این مرد اے ابو فراس فرزدق این قصیدہ(۱) بدیہہ برخواند وخوش خوانده للہ درہ ثم للہ درہ لافض فوہ ہشام غضبناک شدہ اورا قید کرد چون این خبر بآن حضرت سید دوازدہ ہزار درم براے فرزدق فرستادند فرزدق آن درم واپس کردہ عرض نمود کہ براے صلہ این مدح نکردہ ام بلکہ خالصاً للہ ورسولہ وامید غفران خدا وشفاعت نبوی حضرت ممدوح ارشاد فرمودند کہ ما اہل بیت احسانیم عطاے خود باز پس نمیگیریم حق سبحانہ تعالیٰ نیت ترا می داند ہرچہ می خواہی آن ہم خواہد شد فرزدق آن درم قبول کرد و فلاح دین و دنیا حاصل نمود۔ وآن قصیدہ نفیسہ بہ تخمیس اینست۔

هذا الذی فرض المولےٰ مودّتہٗ ❊ هذا الذی یُظْهِرُ القرانُ عظمتہٗ
من ذا الذی نفسہٗ اتقی و عزتہٗ ❊ هذا الذی تعرف البطحاء وطأتہٗ
والبیت یعرفہ والحل والحرم

(۱) بدانکہ ہیچکس از ائمہ تاریخ وادب در بودن این قصیدہ از فرزدق تمیمی شک و شبہ نیست الا ابو تمام حبیب بن اوس طائی کہ در دیوان حماسہ باب الاضیاف والمدیح ہفت بیت این قصیدہ آوردہ بعنوانش این عبارت نوشتہ وقال الحزین اللیثی فی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب و یقال انہا للفرزدق۔ ازین عبارت ظاہر است کہ خود ابو تمام در بودن این اشعار از حزین لیثی یا از فرزدق متردد است مگر ظن غالب بسوے حزین لیثی دارد زیرا کہ بنسبت فرزدق کلمہ تمریض آوردہ مگر ظنش از وہمی بیش نیست واز قبیل بعض الظن است زیرا کہ اجلہ اعلام وائمہ کرام از تمامی ائمہ تاریخ و شعر مثل قاضی شمس الدین احمد بن خلکان و امام یافعی و علامہ محمود جونپوری و مولوی اوحد الدین بلگرامی و مولانا جامی رحمہم اللہ تعالیٰ بودن آن ہفت شعر و باقی تمام اشعار از فرزدق باتفاق نقل نمودہ اند واین قصیدہ کرامتے موجب نجات و رفع درجات براے فرزدق ثابت کردہ اند فاحفظ ولاتکن من المرتابین فقط ۱۲ منہ

الشرح فرض بالفتح تعین کردن و فرموده و واجب کرده خدا تعالے مولی خداوند و النسبة الیه مولوی
مودة بفتح میم و واو مهمله مشدده دوست داشتن قرآن بالضم و مد همزه مصدر است مثل غفران بمعنی
خواندن و جمع کردن و مستعمل شده بمعنی مفعول بر مبنی یعنے کلام ربانی سمی به لانه یجمع السور و یضمها عظمة بفتح
مهمله بزرگی قدر قال الله تعالے انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا ۔ نفس
بالفتح جان و روح و حقیقت شی و عین هر چیز نفی راندن و انکار کردن از چیزے عزة بکسر مهمله ارجمندی
خلاف ذل بطحا بفتح موحده بمعنی رود فراخ که دران سنگریزه بود و مکه معظمه و مراد آنجا است وطاة بفتح
واو و سکون مطبقه و فتح همزه و فوقانی در آخر جاے قدم بیت بفتح موحده خانه و خانه کعبه و مراد آنجا است
حل بکسر مهمله و تشدید لام خلاف حرم و حرم گرداگرد مکه معظمه فے القاموس الحل ما جاوز الحرم المعنی
اینست آنکه واجب کرد خدا تعالے دوست داشتن آنرا اینست آنکه ظاهر می کند کلام ربانی
بزرگی قدر او را کیست آنکس که انکار کند او را و عزة او را اینست آنکه مکه معظمه جاے قدمش می شناسد
و خانه کعبه او را می شناسد و حل و حرم یعنے همه او را می شناسند و می دانند که او تشریف فرما شد

هذا الذی هو فخر العرب و العجم   هذا الذی هو بحر الجود و النعم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم   هذا الذی هو قرم صفوة الامم
هذا النقی التقی الطاهر العلم

الشرح جود بالضم بخشش و نزد اکثر اهل لغات مرادف کرم است مگر مولانا محمد طاهر صاحب مجمع
بحار الانوار کتاب لغات حدیث در هر دو فرق کرده جود را بمعنی بذل مکسوبات و کرم را بمعنی اخلاق
و افعال محموده انسان نوشته نعم بکسر نون و فتح مهمله جمع نعمت بالکسر بمعنی مال و منت و نکوئی که
در حق کسے کرده شود از صراح و در مهذب نعمة را ضد شدت نوشته فخر بالفتح و بفتحتین نازیدن
بچیزے عرب بالضم و بفتح المهملتین مردم تازی شهر باش خلاف عجم عجم بالضم و بفتحتین خلاف عرب
قرم بالفتح سردار صفوة الشی خالصه و محمد صفوة الله من خلقه و مصطفاه امم بضم همزه و فتح میم بمعنی
گروه کما فی المهذب و بمعنی گروه از هر جنس حیوان کما فی الصراح و گروهے که بایشان پیغمبر فرستاده شود

وصنف هر زنده آنکه برحق بود ومخالف تمامی ادیان باشد کما فی القاموس الله علم ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمالیه است بقول اصح این نام پاک علم غیر مشتق ومنقول است ۔ وقائلین اشتقاق گفته اند که مشتق از اله الاهة است بمعنی عبد عبادة شارح رضی در شرح کافیه می گوید که الله در اصل الاله بود بر وزن فعال بمعنی مفعول از الاهت بمعنی عبادت و در هر معبود عام بود بار خاص شد در معبود برحق وبا الف لام عهد علم او تعالے شد وبنا بر کثرت استعمال همزه ساقط کرده شد پس عوض او الف لام در آورند و ولام جمع شد اول را ساکن کرده در ثانی ادغام کردند الله شد تقی بفتح فوقانی پرهیزگار نقی بفتح نون وکسر قاف پاکیزه علم بفتح مهمله ولام سردار قوم المعنی این کس ست آنکه او دریاے بخشش ونکوئی واحسانست وانیست آنکه او مایه ناز عرب وعجم است ۔ وانیست آنکه او سردار برگزیده گروها است این ست فرزند بهترین همه بندگان حق تعالے اینست پرهیزگار پاکیزه پاک سردار قوم ۔

من معشر قدما جرت فواضلها ... الے الورے وبها زالت غوائلها
یحکی البدور اذا لاحت مخائلها ... اذا راته قریش قال قائلها

الے مکارم هذا انتهی الکرم

الشرح معشر بالفتح گروه مردم قدم بکسر قاف وفتح مهمله دیرینه وکهنه شدن وکهنگی ضد حدوث واینجا بسکون دال مهمله است بلحاظ ضرورت شعر فواضل بخششهاے بزرگ وعطاهاے نیکو جمع فاضله وری بفتح واو وتقصر بمعنی مخلوقات از جن وانس وضمیر تانیث که در فواضل است وضمیر بها که بعد وری است راجع به معشر باعتبار معنی جمع غوائل سختیها وبدیها وبلاها جمع غائله وضمیر غوائل راجع به وری یحکی فعل مضارع از حکایة بمعنی مانند شدن نیقال فلان یحکی الشمس حسنا ویحاکیها بدر بالفتح ماه تمام جمع بدور لاحت فعل ماضی از لوح بمعنی درخشیدن برق وپیدا شدن ستاره لاح النجم والاح والتاج بمعنی مخائل آثار وعلامات قریش اولاد نضر بن کنانه که جد سیزدهم رسول خدا است علیه التحیة والثنا ودر لغت نام جانوریست که همه جانوران دریائی را می خورد بوجه فضیلت قریش بر دیگر قبائل باین اسم مسمی شد مکارم جمع مکرمه بمعنی بزرگواری کرم جوانمردی وعزیزی ضد لوم المعنی

او از گروہی است کہ بتحقیق جاری شد از زمان و بر این بخشش و عطاہاے آن بسوے خلق و آن گروہ زائل شد بلاہا و بدیہاے خلق مانند شود ممدوح من ماہہاے تمام را چون درخشد و پیدا شود آثار علامات ماہ چون می بینند او را قریش می گوید گوینده ایشان کہ بہ بزرگی و جوانمردیہاے این کس جوانمردی و عزیزی بغایت میرسد۔

من معشر عظمت قدرا و قد کبرت ۔ اهل الزمان الی نعمائها افتقرت

له محاسن مثل الشهب قد کثرت ۔ تنمی الی ذروة العز الذی قصرت

عنها الاکف وعن ادراکها القدم

الشرح قدر بالفتح توانگری و امیری و طاقت مثل قدرة و مقدرة افتقرت ماضی از افتقار یعنی درویش و محتاج شدن محاسن نیکوئیہا جمع حسن است برخلاف قیاس تنمی مضارع از نمی یعنی بلند شدن ذروه بالضم والکسر برتر ہر چیز قصرت ماضی از قصور بمعنی عاجز ماندن از چیزے الکف جمع کف بمعنی پنجہ است بدانکہ مصرع آخر این بیت در نسخ صحیحہ امینت عن نیله عرب الاسلام والعجم و مصرعے کہ ما اختیار کردیم در بعضی نسخ نافیہ شد مگر چونکہ لفظ عجم در شعر چہاردہم مکرر است گو تکرارش ناجایز نیست بانیوجہ این مصرع اختیار کردہ شد المعنی او از گروہی است کہ عظیم شد از روے قدر و بزرگ شدہ و اہل زمانہ محتاج نعماے آن گروہ شدند براے او خوبیہاست کہ مثل ستارہا کثیر اند بلند می شود باوج عزتی کہ عاجز ماندند از ان دستہا و از یافتن آن قدمہا۔

یرجو الخلائق اجرا فی زیارته ۔ ویشرق البیت نورا من صباحته

یسعی له الخیف اذ یاتی بساحته ۔ یکاد یمسکه عرفان راحته

رکن الحطیم اذا ماجاء یستلم

الشرح یرجو مضارع از رجا بمعنی امید داشتن صباحة بفتح مہملہ جمال و خوبی تشرق تابان و روشن شدن یسعی مضارع از سعی بمعنی دویدن و شتاب کردن و رفتن خیف بفتح فوقانیہ موضعیست در جبل اسود یس کو ابوقبیس و مسجد خیف مسجدیست در منا کہ در موضع خیف واقع شدہ ساحة

فضائے خانہ وسرائے وناحیہ یکاد مضارع از کود بمعنی نزدیک شدن واز افعال مقاربہ است کہ خبرش فعل مضارع بلا ان مصدریہ وگاہے باان نیز می آید یمسکہ مضارع از امساک یعنی چنگ در زدن وا ایستادن عرفان بمعنی شناختن راحۃ کف دست عرفان راحتہ مفعول لہ یمسکہ رکن جانب قوی تر چیزے حطیم بفتح مہملہ دیوار بیرون کعبہ از سوے مغرب ورکن الحطیم حجر اسود را گویند یستلم مضارع از استلام بمعنی سودن سنگ را بلب یا بدست المعنی امید اجر میدارد خلائق در زیارت او و روشن می شود بیت اللہ از نور از جمال او شتاب می کند برای او خیف چون بیاید در فضائے او نزدیک میشود کہ چنگ بزند او را برائے شناختن کف او حجر اسود وقتے کہ می آید کہ او را بوسہ دہد۔

هذا الذی هو شهم ماجد لبق　　لا تستطیع مبادی وصفه حذق

حکی الغوالی اذ منه جری عرق　　فی کفه خیزران ریحه عبق

من کف اروع فی عرنینه شمم

الشرح شہم چست وچالاک وتیز خاطر ماجد بزرگوار وگرامی یقال رجل ماجد شریف اذا کان لہ آباء متقدمون فی الشرف لبق بفتح لام وکسر موحدہ مرد زیرک وہوشیار ودر عربی سخن یستطیع مضارع از استطاعت بمعنی توانستن غوالی جمع غالیہ خوشبوے کہ مرکب از مشک وعنبر وغیرہا میشود خیزران بفتح خاء معجمہ وضم راے معجمہ ہیچ درخت ہندیست ونی وہر چوب نرم ودرینجا مراد از بید است ریح بوے عبق بفتح مہملہ وکسر موحدہ مردے کہ باندک خوشبو معطر گردد وچندے بوے خوش ازو نرود اروع بالفتح کسے کہ جمال او مردم را خوش آید وتیز خاطر عرنین بکسر مہملہ بن بینی واینجا بینی مراد است شمم بفتحتین بلندی بینی وبلندی بینی نشان شرف وہیبت است المعنی اینست آنکہ او تیز طبع بزرگ عقلمند است نمیتوانند ابتدائے وصف او را عقلمندان مانند می شود غالیہ ہا را چون جاری میشود ازو خوے اندام در دست او بید است کہ بوے او خوش است در دست خوش جمالے کہ در بینی او بلندیست ف این بیت وبیت آیندہ را شارحین دیوان حماسہ از حزین لیثی شمردہ اند۔

فاق الخلائق طرا فی جلالته　　ملك الكرامة باق من ایالته

كم قد رآه الالى حلوا بساحته يغضى حياءً ويغضى من مهابته
فلا يكلم الا حين يبتسم

الشرح فوق زبر ضد تحت و برتر از یاران شدن در مرتبه خلائق جمع خلق بمعنی آفریدگان طرا بالضم همه و جمیع جاء طرا آمدند همه ایالة سیاست کردن و نگاهداشتن یقال آل الامیر رعیته فلان ایالة ای ساسهم واصلحهم کم چند و کم اسم ناقص مبنی بر سکون است و بر دو قسم است استفهامیه و خبریه مثال اول کم رجلاً عندک که مابعد آن بوجه تمیز منصوب است مثال دوم کم درهم انفقت که مراد کثرت صرف دراهم است و مابعد کم خبر مجرور بود چنانکه در رب مگر رب برای تقلیل است و کم برای تکثیر حلوا ماضی از حل بمعنی فرود آمدن حللت بالقوم و حللت القوم بمعنی یغضی و یغضی اول مضارع معروف و ثانی مجهول از اغضا بمعنی نظر برداشتن و چشم فرو خوابانیدن مهابته بزرگی و ترس یبتسم مضارع از ابتسام بمعنی دندان سفید کردن الترجمه او برتر تمامی خلائق شد در بزرگی ملک بزرگی باقیست از سیاست و نگهداشت او بسا اوقات دیده اند او را آن کسانی که فرود آمدند بخانه او نظر بر ندارد او از شرم و حیا و نگاه برداشته نمیشود از رعب و ترس او پس کلام کرده نمیشود مگر وقتی که تبسم فرماید

يا حبذا انت بالمعنى وصورته لا يستطيع كريم درك سيرته
شمس الظهيرة ما ضاءت كجبهته ينشق نور الهدى من نور غرته
كالشمس تنجاب عن اشراقها الظلم

الشرح حبذا از افعال مدح حب فعل ماضی ذا اسم اشاره فاعل آن که باختلاف مخصوص بالمدح مختلف نمیشود یقال حبذا زید و حبذا زیدون و هند تم ای کامل شد کمالات باطنی و ظاهری او توصیف کمال باطنی در مصرع دوم آورده شد و مدح حسن و جمال ظاهری در مصرع سوم ظهیره نیم روز گرم هدی بالضم راه راست نمودن غره بضم معجمه و تشدید مهمله سفیدی که در پیشانی بود و فی الصحاح غرة کل شیء اوله واکرمه و اینجا مراد چهره مبارک است تنجاب مضارع از انجیاب بمعنی باز شدن ابر و غم و مانند آن اشراق روشن شدن المعنی خوش است آنکه کامل شد در کمالات باطنی و ظاهری مقدور نمی دارد کریمی یافتن سیرت او آفتاب نیم روز

روشن نمیشود مثل پیشانی او شگافته میشود نور هدایت از نور چهره مبارک او مثل خورشید که دور می شود از روشن شدن او تاریکیها۔

طاب الذی خلق الدنیا خصائله   کل البریة لا یحصی فضائله
وکیف یدرک ضندید شمائله   من جلّه دان فضل الانبیاء له
وفضل امته دانت له الامم

الشرح طاب پاک شد و پاک کرد لازم و متعدی هردو آید تعالیٰ طبت نفسا و طاب الله ثراه اینجا متعدیست بریه بفتح موحده و تشدید یاے تحتانیه خلق کیف چگونه و آن اسم مبهم غیر متمکن مبنی بر فتحه است و برائے تعجب هم می آید کقوله تعالے کیف تکفرون بالله و هو المراد ههنا ضندید بکسر مهمله مهتر سید دلیر سخی صندید باران بزرگ قطره شمائل خصلتها و عادتها و بمعنی شکل و صورت و قطع و وضع نیز آمده دان ماضی از دین بالکسر بمعنی فرمان بردار شدن و رام گردیدن لازم متعدد ان له انقاد له و اطاعه و اینجا مراد لازم است الانبیاء جمع نبی بمعنی پیغمبر یعنے آگاه کننده از حق تعالے المعنی پاک کرد خداے که آفرید دنیا را خصلتهای او تمامی خلائق شمار نمی تواند کرد بزرگیهاے او را و چگونه می یابد سرداری عادتهاے او کیست جدا و که رام شد بزرگی مراتب پیغامبران او را و فضل امت او رام شدند او را همه امتان

قرم ینال ذری الافلاک حضرته   ولیس تنکر فی الکونین عزته
وکیف لا تشبه الحسنین غرته   منشقة من رسول الله نبعته
طابت عناصره والخیم والشیم

الشرح معنی قرم گذشت ینال از نیل بالفتح بمعنی دریافتن ذری بضم معجمه جمع ذروه حضرت درگاه منشقة اسم فاعل از انشقاق بمعنی شگافته شدن نبعة بفتح نون و سکون موحده و فتح مهمله درختیست که بر سر کوه روید و از و کمانها و تیرها سازند و اینجا مطلق درخت مراد است عناصر جمع عنصر بالضم اصل و حسب خیم بکسر معجمه طبیعت و خو واحد و جمع هردو مستعمل میشود شیم بکسر معجمه و فتح تحتانی خوها جمله سردار است که دریابد اعلی افلاک را درگاه او و انکار کرده نمیشود در هردو جهان عزت او و چگونه مشابه نمیشود حسن حسین رضی الله عنهما

را چهره مبارک او شگافته و پیدا شونده است از رسول الله درخت او پاکیزه شده اصل و حسب و طبیعت
وخوهاے او ر

هذا الذی تعرف الدنیا فضائله   لاخیر فی الدهر الا کان قائله
ان لم تکن عارفا فاعرف شمائله   هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله
بجده انبیاء الله قد ختموا۔

الشرح دنیا بالضم این جهان نزدیک مونث ادنی از دنو بمعنی اقرب و نزدیکتر دنی جمع شمل که بر وکبر معنی شمائل در شعر بالا گذشت فاطمه نام جگر گوشه رسول خدا خیر النسا زهرا علیها و علی ابیها الصلوة والسلام لد اصل لغت بچه نر را گویند که از شیر مادر جدا کرده شود جد پدر پدر و پدر مادر المعنی اینست آنکه می شناسد دنیا فضائل او را نیست نکوئی در زمانه مگر اینکه شد فاعل او و اگر تو نمی شناسی پس بشناس شمائل او اینست فرزند فاطمه اگر بوده نادان او به پدر مادر او پیغامبران خدای عزوجل تمام کرده شدند۔

الله بجله قدرا واکرمه   وسلم الخلق فی الدنیا تقدمه
وکیف ینکر ذو لب تفخمه   الله شرفه قدما وعظمه
جری بذاک له فی لوحه القلم

الشرح بجل ماضی از تبجیل بمعنی تعظیم کردن لب بالضم خرد و در اصطلاح صوفیه کرام ماده نور الهی الباب جمع قدما بسکون دال بوجه ضرورت شعری لوح بالفتح تخته از چوب یا از استخوان و انجام او از لوح محفوظ هست قلم خامه تراشیده و انجام او از قلم قدرت که قبل از پیدایش خلق همه را نوشته المعنی حق تعالی معظم گردانید او را و از روے قدر و بزرگ کرد و تسلیم کرد خلق در دنیا تقدم او را و چگونه منکر شود صاحب عقل عظمت او را خدا بزرگ داشت او را از زمان دیرین و بزرگ گردانید و او را روان شد باین عظمت و شرف در لوح او تعالی قلم او سبحانه۔

یغنی الکماة لدی الهیجاء مخلبه   وظل یهلک اهل الکفر مضربه
لیس الامان اذا ما شب معتبه   اللیث اهون منه حین تغضبه

والموت أيسر منه حين يهتضم

الشرح كمي بالضم وليرجمع كماة لدى نزد لغة في لدن قوله تعالى والفيا سيدها لدى الباب والقصالة بالضم كالقصال على هيجا بالفتح بهمزة وبغير همزة كارزار مخلب بالكسر چنگال ظل از افعال ناقصه ظل زيد سائرا يعني ثبت له ذلك في جميع نهاره وگاهي بمعني صار مي آيد مثل ظل زيد غنيا اي صار مضرب بالفتح مصدر ميمي بمعني زدن شب ماضي از شب بمعني برافروختن آتش وحرب مثل شبوب ليث شير اهون افعل از هون بفتح ها سبكي وآهستگي يهتضم مضارع مجهول از اهتضام چيزي از حق كسي كم كردن وستم كردن و غصب نمودن هضم فلانا ظلمه وغصبه كاهتضمه المعني نيست دفاع مي كند دليران را نزد كارزار چنگال او وهلاك مي كند اهل كفر را زدن او نيست زينهار وقتي كه برافروخته شد غضب او وتغير سبكتر است از وي وقتي كه بخشم آوري او را ومرگ آسان تر است از وي وقتي كه ستم كرده شود

هذا الذي ليس ريب في مفاخره الجود والفضل أسمى من مآثره

لا يذهل القوم من أسمى مخابره فليس قولك من هذا بضائره

العرب تعرف من أنكرت والعجم

الشرح ريب شك مفخرة بفتح اوسط وضمه بزرگي نحلته فخر تنه بزرگ مفاخر جمع أسمى بمعني صار مآثر بالفتح ومد همزه آثار ونشانهاي نيك وكارهاي پسنديده يذهل مضارع از ذهول غافل شدن و فراموش كردن قوم گروه از مردان نه زنان قال تعالى لا يسخر قوم من قوم ولا نساء من نساء وربما دخلت النساء فيه للتبعية أسمى زيباتر المخبرة بفتح الموحدة وضمها العلم بالشيء مخابر جمع ضائر اسم فاعل از ضير بفتح معجمه گزند رسانيدن المعني اينست آنكه نيست شك در بزرگيهاي او بخشش و برتري از آثار اوست و غافل نميشود قوم از زيباترين شناسائي او پس نيست قول تو كيست اين نقصان ده او عرب مي شناسند آنرا كه تو نشناختي وعجم

أنا نرى لقد روى الورى كرما وأدرك العز من رب السما قدما

وجود لا كسحاب دام منسجما كلتا يديه غياث عم نفعهما

یستوکفان ولا یروهما العدم

الشرح روّی ماضی از ترویه سیراب گردانیدن وری آفریدگان سحاب ابر منسجا از انسجام بمعنی روان شدن اشک وغیره بجمت السحابة قطر کلتا برای تانیث وکلا برای تذکیر هر دو برای دلالت بر دو موضوع اند واز اضافه جدا نمی شوند غیاث بکسر معجمه فریادرس تستوکفان مضارع از استیکاف بمعنی چکیدن خواستن استوکف استقطر یعرو مضارع از عرو بمعنی فرو آمدن بکسی عراه غشیه عدم بمهملتین بالضم وبضمتین وباتحریک گم کردن واکثر استعمال او گم کردن مال آمده بمعنی نامی بنیم او را که سیراب گرداند آفریدگان را از روی کرم ویافته است عزت را از پروردگار آسمان از زمانه دیرین بخشش او مثل ابر همیشه روان می باشد هر دو دست او فریادرس اند که همه را عام شده سود آنها ریزش خواسته می شوند وفرو نمی آید آن هر دو را گم کردگی مال۔

هذا الذی تملاء الدنیا ماثره | البیت والرکن والبطحا شعائره
تعیی الوری کلهم حصرا مفاخره | سهل الخلیقة لا تخشی بوادره

یزنیه اثنان حسن الخلق والشیم

الشرح شعائر چیزها که بر آنها نشان باشد تعیی از عی در ماندگی نسبحن عیّ بامره اذا لم یهتد خلیقة طبیعت وخو سهل الخلق نرم خو بوادر بفتح موحده جمع بادره تیزی وشتابزدگی بدرت منه بوادر غضب ای خطاء وسقطات عند ما احتد یزین مضارع از زین آراستن المعنی اینست آنکه پر کند دنیا را کارهای پسندیده او بیت الله ورکن وبطحا نشانهای اوست عاجز می کند تمامی خلق را از روی شمار بزرگیهای او نرم خواست ترسیده نمی شود از تیزی وشتابزدگی های او زینت می دهند او را دو چیز نیکی خو وعادات

من بابه لذوی الحاجات منفتح | یقضی دیون الالی جاؤا ونیتسح
هل بعد ذلک سمح مثله یضح | حمال اثقال اقوام اذا فدحوا

حلو الشمائل تحلو اعنده نعم

الشرح یقضی از قضا بمعنی روا کردن حاجت یقال قضیت دینی ینشرح عطف علے یقضی واین از صفات اجله کرام است که بعد بخشش شادمان میشوند سمح بالفتح جوانمرد یفضح مضارع از وضح پیدا شدن فدحوا ماضی مجهول از فدح بالفتح گرانبار کردن وام کسے را فدحه الدین اثقله ودر مصرعه آخر این مضمون آورده که احسان نمائی در خوی اونیست باین وجه نغمتهاے او بر خلق خدا خوشگوار می شود المعنی کیست آنکه در او براے صاحبان حاجات کشاده است ادا می کند قرضهاے کسانیکه می آیند وکشاده دل می شود آیا بعد از ان جوانمردیست که مثل او پیدا شود بردارنده بارهاے اقوام است چون زیر بار وام شوند شیرین خصلتها است که شیرین می شوند نزرا ونغمتها۔

السائل المجتدی الساعی لمقصده ما رد من بابه ما خاب من یده
فوالذی جملة الدنیا بمقوده ما قال لا قط الا فی تشهده
لولا التشهد کانت لاءه لا نغم

الشرح مجتدی اسم فاعل از اجتدا بمعنی عطا خواستن اجتدیته طلبت جدواه مقود بالکسر رسن مهار دلگام قط بفتح قاف وتشدید مطبقه بمعنی هرگز از ظروف بنیه است که بعد ماضی منفی واقع شود ولعد مستقبل منفی آورندش خطا است تشهد اشهد ان لا اله الا الله گفتن لا کلمه نفی ونعم کلمه ایجاب بمعنی آرے المعنی خواهنده عطا وکوشش کننده براے مقصد خود دور کرده نشد از در او ونقصان نیافت از دست او پس قسم بذاتے که تمامی دنیا در رسن اوست نگفت او لفظ لا هرگز مگر در اشهد ان لا اله الا الله اگر این تشهد نبودے لاے او نعم بودے بدانکه این بیت بهترین ابیات قصیده است ومتضمن مدحیست که فوقش متصور نیست وبهمین وجه بس مشهور ومقبول است۔

هذا الذی کان شهما اخذه اخذا وفی قلوب البرایا امره نفذا
نجی البریة عن کفر وقد نقذا من یعرف الله یعرف اولیه ذا
فالدین من بیت هذا ناله الامم

الشرح اخذا خذہم بالفتح سار بسیرہم وحکی ابن السکیت برفع الذال وبکسر الہمزہ مع رفع الذال وحکی دابو عمر استعمل فلان وما اخذا خذہ بالکسر اسے لم یاخذ ما وحبب علیہ من حسن السیرۃ اخذت اخذنا ای خلائقنا وشکلنا نفذ رسانیدن کسے را از کسے نقذہ نجاہ المعنی اینست آنکہ او چست وتیز خاطر است سیرۃ او اختیار کردہ شد ودر دلہاے خلائق حکم او جاری شد نجات داد خلائق را از کفر وہا نید ہر کہ می شناسد خدا را شناسد اولیت او را وکیش از خانہ این یافتند امتان۔

وماءاٰت مثلہ عینٌ ولا سمعت — اذنٌ اذا فی الورے انوارہ طلعت

کل الورے من ایادیہ لقد شبعت — عمّ البریۃ بالاحسان فانقشعت

عنہا العنایۃ والاملاق والعدم

الشرح ایادی نعمتہا شبعت ماضی از شبع بکسر اول وفتح ثانی سیر شدن انقشعت ماضی از انقشاع بمعنی کشادہ شدن ابر از ہوا ودل از غم عنایت بکسر مہملہ رنج دیدن بجہت کسے املاق درویشی و درویش شدن المعنی ندید مثل او چشم ونشنید گوش چون در جہان انوار او طلوع کرد تمامی خلق از نعمتہاے او سیر شد فرا گرفت ہمہ خلائق را باحسان پس کشادہ شد ودور گردید از رنج ودرویشی ومفلسی۔

من جدہ شالح فی الدنیا شریعتہ — والحق العبد بالمولے طریقتہ

لا یجمل الضیم محمود سجیتہ — لا یخلف الوعد میمون نقیبتہ

رحب الفناء اریب حین یعتزم

الشرح بدانکہ در مصرع ثانی ما اشارۃ کردہ شد بآخر مرتبہ عروج عارف ومراتب عروج چہار است اول خروج از احکام عناصر باحکام نفوس انسانیہ دوم عروج از مرتبہ برزخ لصورۃ نوعیہ انسانیۃ کہ او را طباع الانس گویند سوم عروج از مراتب تعین حقایق امکانیہ چہارم عروج ازین اجمال بحقیقت مطلقہ کہ در مصرع اشارہ است بآن چہ مرجع آدم بلکہ جمیع عالم بطور کلی حملی وجود مطلق است وتمامی اطوار بالترتیب مندرج اند در وحدۃ وجود مطلق فتدبر۔ شریعتہ جوی بزرگ وجاے

باب درآمدن وآنچوره وراه ظاهر وراست وراه پیدا کرده حق تعالے براے بندگان و در تعریفات سید السند

بمعنی فرمان بردن بالتزام عبودیت وراه در دین آمده التحاق در رسانیدن و پیوستن چیزے بچیزے و

والبستن طریقة در لغت روش و مذہب و در اصطلاح تزکیه باطن چنانکه شرع تزکیه ظاهر است و در تعریفات

سید سیرة مختصه بسالکین راه خدا از قطع منازل و ترقی در مقامات حمل برداشتن ضیم نقصان کردن

حق کسے وستم کردن سجیّة خو وعادت میمون از یمن بضم تحتانی برکت یمن علے توله صار مبارکا نقیبة

بفتح نون وکسر قاف وسکون تحتانی و فتح موحده جان و نفس فلان میمون النقیبة اذا کان مبارک النفس

و میمون الامر اذا کان ینجح فیما حاول و نظیفر رحب فراخ فنا بکسر فا وسعتی است که پیش سرا باشد اریب

بفتح همزه خردمند یعتزم مضارع از اعتزام بمعنی راه راست لازم گرفتن در هر روش المعنی کیست.

همه او که شایع شد در دنیا شریعت او و در رسانید بنده را بخدا طریقت او نمی بردار د ظلم راستوده است

خوے او خلاف نمی کند وعده را مبارک است نفس او فراخ صحن سرا است خردمند است وقتیکه

راه راست میگیرد۔

اکرم به بارعا طابت له الخیم | فی اصله لیس الا الجود والکرم

فکیف لا وهو من فی نفسه شیلو | من معشر حبهم دین وبغضهم

کفر وقربهم منجی ومعتصم

الشرح بارع فائق و افزون از همسران ومعنی جود و کرم مع فرق در شرح شعر دوم گذشت منجی

مصدر میمی بمعنی رستن و همچنین معتصم بمعنی چنگ در زدن المعنی چه خوش کریم و فائق است او که

پاک اند خصلتهاے او در اصل یعنے حسب و نسب او نیست مگر جود و کرم و چگونه نباشد واو آنست

که در نفس او خصلتها است از ان گروه مردم است که حب شان دین است و دشمنی شان

کفر و سبب ایمانی است و نزدیکے شان رستگاری و دست گیر است۔

والله ما ادرکت نفس حقیقتهم | وما رأت قط من عین اشعتهم

لله درّ الالى اسوا احبتهم | ان عدّ اهل التقى کانوا ائمتهم

او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

الشرح اشعه جمع شعاع روشنائی آفتاب در نیر و غنیمت و نیکوئی و باریدن باران و غیره یقال فی المدح لله دره اے عمله و خیره و فی الذم لا در دره ای لا کثر خیره امسواای صار و اهتم خبر اسو خیا نکه اتهم خیر کانوا۔

المعنی قسم بخدا که نیافت کسے حقیقت ایشان را و ندید از چشم هرگز روشنائی شان را برا ے خدا است خوبی آنان که دوست ایشان شدند اگر شمار کرده شوند صاحبان تقوے خواهند بود ایشان پیشوایان آنان یا گفته شود که کدام اند بهتر باشندگان زمین گفته شود ایشانند۔

یرجو البریة رشفا من سخاوتهم فکم اتوهم وقد قرّ و بساحتهم

فو الذی خلق الدنیا لطاعتهم لا یستطیع جواد بعد غایتهم

ولا ینال ابیهم قوم وان کرموا

الشرح رشف مکیدن سخاوة جوانمردی از باب نصر و سمع قروا ازقرار بالفتح آرام گرفتن بعد بالضم دوری غایته پایان هر چیز از زمان و مکان ینال مضارع از منالاة بچیزے نزدیک شدن و نزدیک گردانیدن المعنی امید دارد خلق مکیدنی از سخاوت شان پس اکثر اوقات می آیند نزد ایشان و آرام گرفتند در سراے شان پس سوگند بذاتے که آفرید دنیا را براے فرمانبرداری ایشان نمی تواند هیچ جوانمردی دوری پایان ایشان را و نه نزدیک می شود بایشان قوم اگرچه سخی و جوانمرد باشند۔

جلت مراتبهم قدرا وقد کرمت کم من مواهبهم مثل السحاب همت

یم حماهم اذا ما کربة عظمت هم الغیوث اذا ما ازمة ازمت

والاسد اسد الشری والباس محتدم

الشرح جلت ماضی از جلالة بزرگ شدن مواهب بخشش ها جمع موهبة همت ماضی از همی بمعنی روان شدن آب و غیره همی الدمع سال تیم امر از ام بالفتح آهنگ کردن یقال امه وامّمه وتامّمه بمعنیً ای قصده حمی بالکسر انچه گزیده شود از مرغزار کربة بالضم اندوه غیوث جمع غیث بمعنی باران ازمت ماضی از ازم بمعنی سخت شدن و استیصال کردن و چون لفظ ازم متعدی بعام کرده شود

شدت قحط مراد باشد و چون بقوم اسناد کنند استیصال مراد بود والاسد بالضم جمع اسد بمعنی شیر معطوف بر الغیوث شری بالفتح راهیست در کوه سلمی که دران شیران بسیار اند باس کارزار محتدم اسم فاعل از احتدام بمعنی افروخته شدن آتش یوم محتدم روز سخت گرم المعنی عظیم شد پایه و منزلت شان و بزرگ شد ببا بخشش بلے شان مثل ابر جاری شد آهنگ مقام شان کن چون اندوهے عظیم شود ایشان بارانند چون خشک سالی و قحط استیصال کند و شیرانند شیران کوه سلمی دران حال که کارزار گرم باشد۔

والله ما خلق الرحمن للکرم ۔ فی الدهر غیرهم من سائر الامم

فکم رأیتهم فی العسر والعدم ۔ لاینقص العسر بسطا من اکفهم

سیان ذلک ان اثروا وان عدموا

الشرح سائر باقی و جمیع عسر دشواری بسط گستردن بسطة فراخی و دسترس اکف جمع کف سیان تثنیه سی بکسر مهمله مثل و مانند همان سیان ای مثلان ان هر دو جا مفتوح مصدری است که عطف بیان اسم اشاره است و بکسر همزه شرطیه هم می تواند شد مگر درین صورت جزا بدلالت جمله سابق محذوف خواهد بود یعنی فسیان ذلک اثر و اماضی از اثر البسیار شدن مال شری کرضی کثر ماله کاثری تو جمله سوگند خدا که نیافرید حق سبحانه برائے کرم در زمانه غیر ایشان را از تمامی امتها پس اکثر خواهی دید آنان را در سختی و افلاس کم نمی کند تنگی فراخی را از دستهائے ایشان برابر است توانگری و بے زری شان یا برابر است کشادگی کفهائے شان اگر مالدار باشند یا مفلس۔

شمس الظهیرة ما ضاهت نضارتهم ۔ وهکذا الغیث لم تبلغ سخاوتهم

قل للذی مادری جهلا کرامتهم ۔ یابی لهم ان یحل الذم ساحتهم

خیم کریم وایدی بالندی هضم

الشرح ضاهت ای شابهت نضارة تازه رو و آبدار شدن دری ماضی از درایة بمعنی دانستن یابی مضارع از ابا بکسر سر باز زدن یحل مضارع از حلول فرو آمدن ندی بالفتح جوانمردی کردن هضم

بضمتین جمع ہضوم بمعنی خرچ کنندہ ہر چہ نزد اد بود وید ہضوم تجود بما لدیہا المعنی خورشید نیم روز مانند تشنہ تازگی و آب و تاب ایشان را و ہمچنین ابر نہ سید سخاوت ایشان را نگو براے کسے کہ ندانست از روے نادانی بزرگی ایشان را انکار می کند نگو ہش کہ فرو آید بصحن خانہ شان عادتہا کریم و دستہا بداد و دہش خرچ کنانند۔

هم سادة لاذت الدنیا باهم — واصبح القوم ارباب العلی بهم
وشاع فی الدهر آثار الهدی بهم — ائی الخلایق لبست فی رقابهم

لاولیه هذا او له نعم

الشرح سادة پیشوایان و مهتران تقدیره فعلة بالتحریک لان تقدیر سید فیعل وهو مثل سری وسراة لا نظیر لهما یدل علی ذلک انه یجمع علی سیائد بالهمز مثل افیل وافائل لاذت ماضی از لوذ پناہ گرفتن لاذ به عاذ به ائی بفتح ہمزہ و تشدید تحتانیہ بمعنی کدام اسم معرب است کہ براے شرط و استفہام و عقلا و غیر عقلا می آید رقبہ بسیں گردن و نبدہ جمع رقاب اولیۃ مشتق از اول بمعنی نخستینی المعنی ایشان پیشوایانند کہ پناہ گرفت دنیا بدیشان و قوم خداوندان بلندی شد بوجہ شان و فاش شد در زمانہ نشانہاے ہدایت بوجہ ایشان کدام آفریدگانند کہ نیستند در بندگان ایشان بوجہ اول و متقدم بودن این کس یا بانیوجہ کہ او را نعمتہا ست۔

من معشرهم قد ضاءت الظلم — وبیتدی الفضل فی الدنیا ویختتم
لا یحتوی مدحها الالواح والقلم — یقدم بعد ذکر الله ذکرهم
فی کل بدء ومختوم به الکلم۔

المعنی از آن گروہ است کہ بوجہ ایشان روشن شد تاریکیہا و آغاز میشود بزرگی در دنیا و انجام می یابد و فرا نمی گیرد مدح ایشان را لوح و قلم مقدم است بعد ذکر خدا ذکر ایشان در ہر آغاز و تمام کردہ شدہ باو سخنہا

تذئیل فیہ تراجم بالتفصیل

فائده اول در ترجمه شریف و احوال منیف حضرت امام زین العابدین رضی الله عنه و عن آبائه اجمعین

فضائل شریفش طاهر و باهر وی یکی از ائمه اثنا عشر و سردار تابعین است بجز اولاد امام حسین رض را عقبی نمانده
ابن خلکان می گوید که کنیت شریف حضرت ابو الحسن و نام علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب رض
معروف بزین العابدین است و علی اصغر هم گفته می شد والده ماجده حضرت سلافه دختر یزد
جرد آخرین شاهان فارس است در ربیع الابرار مرقوم است که چون بعد فتح فارس بردگان آوردند
و دران بردگان سه دختر یزدجرد بودند حضرت عمر رضی الله عنه حکم فرمود که جمله بردگان را مع شاهزادیان
فروشند حضرت علی کرم الله وجهه ارشاد فرمود که با دختر شاهان معامله که با بازاریان کرده شود نشاید
بلکه این هرسه علیحده قیمت کرده شوند هر که پسند نماید بعد ادای ثمن خرید نماید حسبه علیحده قیمت کرده شدند
هرسه را حضرت علی کرم الله وجهه خرید فرمود و یکی را بعبدالله بن عمر و یکی را بمحمد بن ابی بکر و یکی را
به فرزند خود حسین رضی الله عنهم اجمعین عطا فرمودند عبدالله را ازان شاهزادی سالم و محمد را قاسم و
حضرت حسین را زین العابدین پیدا شد و این هرسه فائق اهل مدینه گشتند در ورع و تقوی و علم و عمل
تولد شریف حضرت امام زین العابدین بروز جمعه در بعضی ماههاے سال سی و ششم هجریست و
وفات شریف در سال نود و چهارم یا نود و دوم هجریست بعمر پنجاه و شش سال یا پنجاه و چهار سال
علی اختلاف القولین و در مدینه طیبه بقبر عم بزرگوار خود حسن بن علی به گنبد عباس رضی الله عنه مدفون
گشتند رضی الله تعالے عنه وارضاه عنا۔

فائده دوم در حال هشام بن عبد الملک که باعث نظم این قصیده تجاهل عارفانه او بوده

نسب او اینست هشام بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیه بن عبد الشمس
بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ۔ روایت کنند که عبد الملک در خواب دید که چهار بار در محراب
پیشاب کرد برای تعبیر مردی را پیش سعید بن المسیب رض فرستاد سعید در تعبیرش فرمود که

چهار پسرش بعد او سلطنت خواهند کرد و همچنان شد که آخر هر چهار هشام بود و او برادرش یزید بن عبد الملک ولیعهد کرده بود در حیوة الحیوان مرقوم است که هشام سفید رنگ خوبصورت عاقل صاحب سیاست بردبار هوشیار بود و تیزی طبع نداشت اموال کثیره زائد از پادشاهان سابق جمع کرد و پادشاهے بخوبی کرد احول بود فوتش در رصافه در سنه ١٢٥ هجری واقع شد و او پنجاه و سه یا پنجاه و چهار ساله بود علی اختلاف القولین و چونکه بخیل و حریص بود بعد انتقالش اموال او بضبط ولید ابن زید در آمد و غسل و کفنش بقرض و عاریت کرده شد انتهی کلامه و صاحب تاریخ الخلفا مولانا جلال الدین سیوطی رح می آرد که بعد چند سال از سنه هفتاد هجری هشام متولد شد و بعد ذکر ولیعهدی و تعبیر خواب می فرمایند که هشام در خزانه خود مالے جمع نکردے یا چهل کس سوگند نکردے که این مال بوجه حق گرفته شد و هر قدر را حق او ادا کرده شد در بیان خداترسی و حلم و حق پرستی او حکایات کرده اند که بخوف تطویل قلم انداز کرده شد

فائدهٔ سوم در حال خجسته مآل فرزدق ناظم این قصیدهٔ فریده مخمس علیها

بدانکه فرزدق بفتح فا و فتح راے مهمله و سکون زاے معجمه و فتح دال مهمله لقب است و معنی فرزدق در لغت پاره خمیر است و چون فرزدق چهره دیده شده این لقب ملقب شد کذا فی ادب الکتاب و نام اصلی او همام یا یاهمیم (بحسب روایت طبقات الشعرا لابن قتیبه) کنیتش ابو فراس بن غالب بن صعصعه بن ناجیه بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن عوف بن حنظله بن مالک بن زید بن مناه بن تمیم بن مر تمیمی مادرش لیلی بنت حابس همشیرهٔ اقرع بن حابس است اشعر اهل زمانه خود بود و غالب پدرش صاحب مناقب و محامد کثیره بود در کوفه قحط شد و غالب رئیس قوم خود بود و سحیم نیز رئیس بود بحسن اتفاق غالب و سحیم در موضعی مسمی بصوار جمع شدند غالب ناقه ذبح کرده طعامش در کاسهاے کلان نهاده پیشکش نبی تمیم کرد و کاسه بسحیم نیز فرستاد سحیم آن کاسه را نگون کرد و ایلچی را زد و ضرب نمود و گفت من محتاج طعام غالب نیم و خود هم ناقه ذبح کرد تا آنکه درمیان هر دو مفاخرت قائم شد چون سحیم یک ناقه ذبح کردے غالب دو ناقه ذبح کرده غالب شدی تا آنکه غالب صد ناقه ذبح کرد و سحیم بوجه عدم موجودگی

خاموش ماند بعد رفع قحط باصرار قوم خود سه صد ناقه دریکیوم کشت چون مردم در حلت آن گوشت استفتا کردند حضرت علی کرم الله وجهه فتوے بحرمت آن فرموده بوجه کشته شدن ناقها براے فخر و مباهات نه براے ضرورت اکل تا آنکه همه گوشت طعمه زاغ و زغن شد و شعرا دران شعرها گفتند جد فرزدق صعصعه بن ناجیه در جاهلیت صاحب قدر وجاه عظیم بود سی دختران که والدین شان زنده در گور کردن میخواستند خریده از هلاک رهانید منها بنت قیس بن عاصم المنقری و او از اجداد فرزدق اوّلا مشرف باسلام شد در استیعاب اورا از صحابه شمار کرده اند درمیان فرزدق و جریر شاعر مشهور عداوت شدید بود از هجو هر یکے دیگرے را کتابے جمع شده که مشهور به کتاب النقائض است روزے پسر خورد فرزدق مرد بعد نماز بر واین شعر خواند ؎ ومانحن الا مثلهم غیر اننا ۔ اقمنا قلیلا بعدهم ثم نرحل ۔ و بعد چندے بحسب قول خود انتقال نمود در سال یکصد وده و بقول علامه جوزی یازده و بقول بعضے دوازده و بروایت بعضے چهارده و عمرش قریب بصد سال بود گویند که بشرف ملاقات سیدنا علی مرتضی رضی الله عنه مشرف شده بود رحمه الله رحمة واسعة ۔ هذه کلها خلاصه ما فی وفیات الاعیان لقاضی شمس الدین احمد بن خلکان رح

خاتمه

الحمد لله والمنة که شرح سلیس این قصیده نفیس مشتمل تخمیس باتمام رسید مدت تالیف این شرح از یک دو روز بیش نیست و غرض ازین جز امید غفران و شفاعت نبوی دیگرے نیست چنانکه بنسبت فرزدق باینوجه که از احتشام هشام ترسیده حق را براے حق ظاهر کرد محض بوجه حب الله آن نوباوه حدیقه زهرا و جگر گوشه علی مرتضی و به بزرگان آن ذوی مجد و علا و عمل بحدیث رسول خدا صلے الله علیه وسلم من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان رواه مسلم کرده از لسان تیز بیان که طعنش از طعن سنان زیاده است هشام را مطعون کرد و باعث شگفتگی خاطر آن نور عینین حضرت حسنین گردید و حب لله بشر است به بشارتهاے عظیمه و وعده هاے فخیمه چنانکه در حدیث قدسی آمده المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور یغبطهم النبیون والشهداء خرجه

الترمذی وحدیث قدسی المتحابون بجلالی اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی اخرجہ مسلم وحدیث المرء مع من احب رواہ الترمذی وحدیث احب الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ رواہ احمد فضلاً عن ہذہ المحبۃ التی ہی عین الایمان والاسلام بالیقین امید نجات و رفع درجات است ہمچنان امید قوی وظن غالب است کہ محبین و مداحین آن گل گلزار فخر انبیا و ثمرہ دوحہ سید الشہدا خصوصاً منتسبین این قصیدہ فریدہ ہم ازین رحمت کاملہ محروم نخواہند ماند

یارب فاجعل رجائی غیر منعکس ۔ لدیک واجعل حسابی غیر منخرم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

تمت

قطعہ تاریخ تصنیف و طبع تخمیس قطب الدین چکیدہ خامہ مشکین ختامہ و ریختہ کلک جواہر سلک معظمی جناب سید منتجب الدین صاحب تجلی دام مجدہم ابن حضرت مولانا مولوی میر سیادت علیخان صاحب قبلہ سابق نائب عدالت دیوانی بلدہ ابن حضرت نواب سید نور الحسن خانصاحب سابق صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد ابن حضرت نواب سید یار جنگ بہادر مغفورین

فاضل علامہ قطب الدین محمود علی	ہین حکیم ذی کمال و حبر بے مثل و مثیل
درجۂ اول کی پائی ہے وکالت مین سند	کامیاب امتحان مال ہین اور جوڈیشل
ہین وہ رکن مجلس بحر کرم خورشید جاہ	خوب کی واللہ اونہون نے فکر احسن آجکل
بو فراس ہمام بن غالب فرزدق نامور	اک قصیدہ لکہا تہا مقبول خلاق اجل
تہا امام الوقت زین العابدین کی شان مین	اوس قصیدہ کے سبب بخشا گیا وہ بے خلل
صرف کرکے مولوی صاحب نے اوقات عزیز	لکہی ہے تخمیس اوسکی شرح بہی کی بر محل
دی ہاتف نے مجکو اے تجلی اوسکا سال	لکہدو تم اچہا ہے خمسہ شرح بہی ہے بے بدل

۱۳۱۶ھ

[illegible]